جملہ حقوق محفوظ

سوانح عمری
مہاراجہ اشوک

اور اُسکے

فرمان

مصنفہ

شریمتے پرکاش دیوجی پرچارک براہمو دھرم

جسکو

لالہ رام نرائن گپتا - بی اے - ایل ایل بی

سیکنڈ ماسٹر دیال سنگھ ہائی سکول لاہور نے شائع کیا

۱۹۱۷ء

لالہ ایشرداس صاحب پرنٹر کے اہتمام سے جابیح سٹیم پریس لاہور میں چھپوایا

پہلی دفعہ ایکہزار (۱۰۰۰)

قیمت فی جلد بارہ آنہ (۱۲؍)



مہاراجہ اشوک (بھکشو لباس میں)

دیباچہ

زمانہ کی ترقی نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ سوانح عمری قومی اصلاح اور انسانی ترقی کا بڑا ذریعہ ہے۔ اور یہ ایک ایسی بات ہے جو صرف قیاس ہی پر مبنی نہیں۔ بلکہ انسان کے تجربہ میں آچکی ہے۔ اور خود انسانی فطرت اس امر کی تصدیق کرتی ہے *

سوانح عمری کے پڑھنے سے بڑا فائدہ یہی ہے کہ یہ انسان کو انسانی فطرت کی تعلیم دیتی ہے۔ اور اس کی زندگی کی دشوار گزار اور کٹھن منزلوں میں اس کی رہنما ہوتی ہے۔ بہت سے عقدے جو ایک آدمی خود حل نہیں کر سکتا۔ مختلف بڑے بڑے آدمیوں کی سوانح عمریوں کے پڑھنے سے اس پر کھل جاتے ہیں۔ گھر بیٹھے نئے نئے تجربات اور عمدہ عمدہ نصیحتیں حاصل کر سکتا ہے اور نیز انسان کے اُن اعلےٰ قویٰ اور طاقتوں کا اندازہ کر سکتا ہے جن کے وسیلہ سے انسان نے بڑے بڑے کام کئے ہیں۔ اور دنیا میں بڑی بڑی اصلاحیں اور تہلکے پیدا کئے ہیں۔ غرض سوانح عمری کے مطالعہ سے انسان کو ایسے ایسے معلومات اور صداقتیں جو خود اس کی اپنی زندگی میں بھی کارآمد ہوں۔ اور دوسرے آدمیوں کو بھی اس سے بہت کچھ فائدہ پہنچا سکے۔ معلوم ہوتی ہیں۔ اور یہ

تمام وہ باتیں ہیں۔ جو اس کو اور کسی ذریعہ سے حاصل نہیں ہو سکتیں۔ چنانچہ اس لئے آجکل جس قدر مہذب اور ترقی یافتہ قومیں دنیا میں نظر آتی ہیں۔ اُن سب نے اس بات کو ہی نہایت ضروری خیال کیا ہے ہر ایک ملک اور قوم کے بڑے بڑے آدمیوں کی سوانح عمریاں اُنکی زبان میں موجود ہیں۔ اور بچے سے لے کر بوڑھے تک ان کو نہایت ہی شوق اور غور کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ اور اسی کا نتیجہ ہے کہ وہ قومیں دُنیا کی اور اقوام سے ہر ایک بات میں بڑھی ہوئی ہیں۔ اور کسی کو اپنے مقابلے کا خیال نہیں کرتیں ٭

مگر افسوس ہے۔ ہمارے ملک نے کبھی سوانح عمری لکھنے یا پڑھنے کی طرف توجہ نہیں کی۔ اس زمانہ میں بھی باوجودیکہ تعلیم کی روشنی دن بدن ملک میں پھیلتی جاتی ہے۔ مگر پھر بھی لوگوں کو اس سے ایسے ہی غیر مانوس دیکھا جاتا ہے۔ البتہ جھوٹے قصے اور خیالی کہانیوں کی طرف لوگوں کی طبیعت بہت مائل ہے۔ میرے بزرگ پنا شردھے پرکاش دیوجی نے لوگوں کے دلوں میں دھارمک اور پوتر جیون کے خیالات پیدا کرنے کی غرض سے سب سے پہلے مہاتما بدھ دیوجی کی سوانح عمری اور بودھ دھرم کا بیان چار حصّوں میں تصنیف کیا تھا جس کی قدردانی عام پبلک اور خصوصاً پنجاب ٹیکسٹ بک کمیٹی لاہور۔ مہاراجہ صاحب بڑودہ۔ پٹیالہ اور محکمہ تعلیم الہ آباد نے کی ہے۔ اور اُنہوں نے بہت سی سوانح عمریاں یعنی سوانح عمری حضرت محمدؐ صاحب بانی اسلام۔

خود نوشت سوانح عمری مہارشی دیویندر ناتھ ٹھاکر جی - اور سوانح عمری مہاتما مارٹن لوتھر اور سوانح عمری بُدھ دیو جی بچوں کے لئے لکھی ہیں۔ شردھے جی نے آخری وقت میں مہاراجہ اشوک کی سوانح عمری کا مسودہ تیار کرنا شروع کیا تھا - جس کو انہوں نے اپنی بیماری کے ایام میں پورا کیا ۔

شردھے پرکاش دیوجی کی خواہش تھی - کہ اس مسودے کو کتاب کی صورت میں شائع کیا جاوے - مگر افسوس کہ پرانی مہلک بیماری کے آخری سخت حملے سے وہ اپنی زندگی میں اس کام کو سرانجام نہ دے سکے - پس میں نے اُس جمع شدہ سارے مسودے وغیرہ کو ترتیب دے کر اُن کی خواہش کے مطابق اس کو کتاب کی صورت میں چھاپ دیا ہے ۔

جس پاک جذبے سے متحرک ہو کر شردھے پرکاش دیوجی نے اس کتاب کو مرتب کرنے کا ارادہ کیا تھا - اُسی پاک جذبے سے میں اسے پبلک میں پیش کرتا ہوں - اور اُمید ہے - کہ پڑھنے والوں کو اس کے مطالعہ سے بہت کچھ فائدہ حاصل ہوگا ۔

لاہور
۵ دسمبر ۱۹۱۶ء

رام نرائن گپتا

فہرست مضامین

سوانح عمری

مہاراجہ اشوک

حصۂ اول

تمہید

قدیم زمانہ میں ہمارے ملک میں سوانح عمری اور تواریخ لکھنے کا رواج نہیں تھا۔ اس وجہ سے ہم لوگ اپنے بہت سے عالموں۔ فاضلوں اور راجوں مہاراجوں کے حالاتِ زندگی سے محروم رہے۔ یہاں تک کہ گوتم اور کنادو وغیرہ جیسے زبردست فلاسفروں کو بھی کہ جن کی عالی دماغی اور دقیق فلاسفی کو زمانۂ حال کے بڑے بڑے فلاسفر بھی سمجھنے سے چکراتے ہیں۔ کوئی نہیں جانتا کہ وہ کس زمانہ میں اور کہاں پیدا ہوئے تھے۔ کہاں اور کس سے اُنہوں نے تعلیم پائی۔ اور اُن کے تعلیم دینے کا کیا ڈھنگ تھا۔ بہت سی روایات اور حکایات سے جو سینہ بسینہ چلی آتی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس ملک پر کسی زمانہ میں ایسے ایسے دھرماتما مہاراجوں نے بھی حکومت کی

ہے - کہ جو رعایا پروری - انصاف اور دھرم کے اصولوں کی پابندی میں اپنا سب کچھ قربان کر دینے کو بڑا فخر اور عزت سمجھتے تھے۔ اور اپنی رعایا کی بہبودی کو اپنا سب سے بڑا فرض جانتے تھے۔ لیکن ان روایتوں میں مبالغہ آمیز شاعرانہ خیالات کے شامل ہو جانے سے وہ قابل اعتبار نہیں رہیں - اور نہ ان سے وہ فائدہ حاصل ہو سکتا جو سوانح عمری سے آیندہ نسلیں اٹھا سکتی تھیں - اور اسی وجہ سے وہ اپنے بزرگوں کے قوانین - طرز حکومت اور تمدن سے ناواقف رہیں - اور ان میں کچھ ترقی نہیں کر سکیں ؎

جن قوموں کا سلسلۂ معلومات تواریخ کے نہ ہونے سے ان کے بزرگوں سے منقطع ہو جاتا ہے - ان کی ترقی تنزل سے اور ان کا اقبال زوال سے بدل جاتا ہے۔ کیونکہ وہ قومیں اپنے بزرگوں کی محنتوں کے ثمرہ سے بے بہرہ رہ جاتی ہیں ؎

یورپ کے عالموں کے نزدیک اشوک کا نام بہت عزت اور قدر کی چیز ہے - جس کی بہت بڑی وجہ یہ ہے کہ اشوک کے کندہ ستونوں اور کتبوں سے ہندوستان کی تواریخ کا مختصر حال معلوم ہوا ہے - دو ہزار برس پہلے یہ کتبے مختلف مقامات میں پڑے ہوئے تھے - اکثر لوگ ان سب تحریروں کو دیکھ کر ان کا کچھ مطلب نہ سمجھ سکے - آخرش فاضل پرنسپ صاحب نے جو غیر معمولی ذہانت اور طبیعت رکھتا تھا - ان تمام تحریروں کی نقل کر کے ان کا آپس میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرنا شروع

کیا۔ پرنسپ صاحب نے ان تمام تحریروں کو جمع کر کے معلوم کیا۔ کہ یہ سب تحریریں مندروں میں کندہ کی گئی تھیں۔ اس واسطے ضرور ان میں خیرات (دان) کی بابت ذکر ہوگا اور انہوں نے یہ بھی قیاس کیا۔ کہ جنہوں نے یہ مندر بنوائے ہونگے۔ اور جس راجہ کے وقت میں یہ مندر دان میں دئے گئے ہونگے ان کا بھی کچھ ذکر ہوگا۔ نیز ان مندروں کی افتتاحی رسم کی تاریخ وغیرہ کے حالات بھی ضرور ان میں لکھے ہوئے ہونگے۔ یہ خیال کر کے انہوں نے ان تحریروں میں دان کا لفظ تلاش کرنا شروع کیا۔ اور آخرش انہوں نے دیکھا۔ کہ تمام تحریروں کی آخری بات ایک ہی ہے پس انہوں نے سمجھا کہ یہ لفظ دان ہوگا۔ ناگری اور دیوناگری وغیرہ الف بے کے ساتھ مقابلہ کرنے سے صاف اور واضح طور سے معلوم ہوا۔ کہ یہ لفظ دان ہی ہے۔ آخرش تمام عبارت کو ٹھیک طور سے معلوم کر لیا۔ اور جس زبان میں یہ تحریریں لکھی گئی تھیں۔ وہ بھی معلوم کر لی۔ اب گویا تواریخی عالم میں ایک نئی دنیا ظاہر ہوگئی۔ اندر سخت تاریکی میں سے نیا سورج طلوع ہوگیا۔ اس زبان کو معلوم کرنے کے لئے زیادہ وقت پیش نہ آئی کیونکہ سنگل دیپ میں اب بھی پالی زبان میں بدھ مذہب کی کتابیں ملتی ہیں۔ اس زبان کے ساتھ اشوک کے زمانے کی زبان کی کچھ کچھ مشابہت دیکھی جاتی ہے ۔

پس کندہ زبان کا مطلب سمجھنے میں اور زیادہ وقت

نہ لگا۔ ہندوستان کی تمام زبانوں کے درمیان آپس میں ایک مطابقت دیکھی جاتی ہے۔ جو شخص بنگالی زبان جانتا ہے اُس کے لئے ہندی سیکھ لینا اور پڑھ لینا کچھ مشکل بات نہیں جن شاستروں کے سمجھنے میں دقت معلوم ہوتی ہے۔ مقابلے کا طریق اختیار کرنے سے اُن کا سمجھنا بہت آسان ہو جاتا ہے۔ اس طریق کو اختیار کرنے سے جن دقیق امور کو سمجھنے کا امکان نہ تھا۔ اب وہ صاف اور واضح ہو گئے ہیں ‡

اس مقابلے کے طریق سے جو زبان معلوم ہوئی وہ ہندوستان کی کسی مروجہ زبان کے ساتھ نہیں ملتی۔ سنگل دیپ میں جب پالی زبان میں بودھ مذہب کی کتب مقدسہ قلمبند ہیں۔ یہ دریافت شدہ زبان وہ زبان نہیں۔ بلکہ سنسکرت زبان کے ساتھ اسکی زیادہ تر مشابہت اور تعلق ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ مگدھ راج میں اس وقت یہی زبان مروج تھی۔ اور اس نے تبدیل ہوتے ہوتے مختلف صوبوں میں مختلف صورت اختیار کرلی۔ اور یہ آہستہ آہستہ پالی شکل میں بدل گئی۔ اور اب یہ زبان نہیں ملتی ان تمام زبانوں کی چھان بین کرنے سے علم زبان کی اصلیت اور اس کا حقیقی راز بہت کچھ مل جاتا ہے۔ ستونوں اور پتھر کے ٹکڑوں پر بہت جگہ ایک خاص نام دیکھنے میں آتا ہے۔ ان سب پر لکھا ہوا ہے۔ دیوانام پیہ دشی۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ یہ دیوانام پیہ دشی کیا ہے؟ دیوانام لفظ کے

معنی دیوتا ہیں - اور یہ بھی صاف معلوم ہوتا ہے - کہ پیہ کا نام پریہ ہے - پس پیہ دشی - پریہ درشی ہے - ان سب الفاظ کا مقابلہ کرنے سے معلوم ہوا کہ اُس وقت ہندوستان کے تمام حصّوں میں ایک لفظ یکساں طور سے ادا نہیں ہوتا تھا - بعض بعض حصّوں میں ر بولنے کی قابلیت نہ تھی - صوبۂ مگدھ کے لوگ ر کی جگہ ل بولتے تھے - اس لئے بہت ٹکڑوں پر راج کی جگہ لاج لکھا ہوا ہے - اشتر کی جگہ اَشتل لکھا ہوا ہے - چرن کی جگہ چلن - اور دشرتھ کی جگہ دشلتھ - صوبہ مگدھ کے لوگوں میں ر بولنے کی طاقت نہ تھی - شمالی اور وسط ہند اور کٹک وغیرہ مقاموں میں ر بولی جاتی تھی - اور نیز یہ بھی دیکھا گیا کہ پنجاب میں ر استعمال ہوتی تھی - اور شہباز گڑھی میں جو کتبے ملے ہیں - اُن پر پریہ اور درشی کے الفاظ صاف صاف لکھے ہوئے ہیں - لیکن سوراشٹر (گجرات) وغیرہ مقامات کے ٹکڑوں پر پیہ اور دشی لکھا ہوا پایا جاتا ہے اس طور پر چھان بین کرنے سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے - کہ اس وقت پریہ درشی نام کا ایک راجہ تھا - اب سوال یہ ہے - کہ یہ پریہ درشی کون ہے ؟ اس نام کے راجہ کا تواریخ میں کچھ ذکر نہیں ملتا - وشنو پُران میں پانچوں پانڈوں میں سے ہندوستان کے تمام شاہی خاندان کے نام یکے بعد دیگرے لکھے ہوئے ہیں - لیکن اُن میں پریہ درشی کا نام نہیں ملتا -

یہ پریہ درشی راجہ کون ہے۔ یہ بات معلوم کرنے سے ہندوستان کی تواریخ کا بہت بڑا حصہ صاف اور واضح طور سے ظاہر ہو گیا۔ اس ملک کی قدیم تواریخ میں کسی واقعہ کی بھی تاریخ نہیں ملتی۔ مہابھارت کی تصنیف کب ہوئی۔ اور دھرم راج یدھشٹر نے کس وقت راج سوجگ کر کے تمام ملک میں ایک زبردست اور خود مختار سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ اور اپنشد اور درشن شاستر (کتب فلسفہ) کس وقت اور کس حالت میں کس نے تصنیف کئے ہندوستان کے مشہور شاعر کالیداس کی نظم نے اپنے نفس مضمون کے لحاظ سے کس وقت اور کس راجہ کے وقت میں لوگوں کے دلوں کو فریفتہ کیا۔ ان تمام اہم اور ضروری سوالا کے جواب ہم جلد نہیں دے سکتے۔ لیکن ایک راجا کے وقت کی تاریخ معلوم ہو جانے پر دیگر ممالک کی تواریخ سے بخوبی اس کا مقابلہ کرنے سے ٹھیک طور پر معلوم ہو سکتا ہے۔ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ پریہ درشی کون ہے۔ تو ہم ہندوستان کی قریباً دو ہزار برس کی تواریخ کا حال کچھ کچھ جان سکتے ہیں اس لئے یہ دریافت کہ پریہ درشی سے مراد راجہ اشوک ہے تواریخی دنیا میں کچھ کم نہیں۔ یورپ کے عالم لوگوں کی کوشش اور مہربانی سے اب ہم اپنے ملک پر فخر کرنے کے لائق ہوتے ہیں اور اب ہم یقینی طور سے کہہ سکتے ہیں کہ ہندوستان کے عالم نے کسی زمانہ میں دوسری قوم کے لوگوں کو علم کی روشنی سے

مشہور کیا تھا۔

بدھ مذہب کی ترقی و اصلاح پر ایک سرسری نظر

روایت ہے۔ کہ جب بدھ کا انتقال ہو گیا۔ تو مہا کیشپ نے تجویز کی۔ کہ بحیثیت مجموعی ہمکو دھم (دھرم) اور ونایہ دونو کا وعظ کرنا چاہیئے۔ یہ تجویز مقبول اور منظور ہوئی۔ اور چارسو ننانوے ۴۹۹ بھکشو (راہب) اس کام کے لئے منتخب ہوئے۔ اور بدھ کے پیرو آنند نے پانچسو کی تعداد پوری کی۔ راج گرہ کی یہی کونسل تھی جو بدھ کے سال وفات میں حضرت عیسےٰ سے چارسو سنتر ۴۷۰ برس پہلے اس لئے منعقد ہوئی تھی۔ کہ مقدس کتابوں کا فیصلہ کیا جاوے۔ بدھ کی وفات کے ایک صدی بعد ویشالی بھکشوؤں نے ویشالی میں دس اصولوں کا اعلان کیا۔ جس میں اور باتوں کی اجازت کے علاوہ غیر تخمیر تاڑی اور بھکشوؤں یا راہبوں کو سونا یا چاندی لینے کی اجازت بھی دی گئی تھی۔ یاسا پسر کلنڈک نے جو ایک بھکشو تھا۔ ان اجازت ناموں کے برخلاف اعتراض اٹھایا۔ اور اس نے مغربی ملک اور اونتی اور جنوبی ملک کے بھکشوؤں کے پاس قاصد روانہ کئے۔ اور کہلا بھیجا کہ آپ سب صاحبان تشریف لائیں۔ ہم لوگ اس شرعی مسئلہ پر بحث کرنے والے ہیں۔ کہ پہلے جو پہلے

دھرم نہ تھا۔ وہ ملک میں پھیلا ہوا ہے۔ اور اصلی دھرم بالائے طاق رکھ دیا گیا ہے۔ جب ویشالی کے بھکشوؤں نے یہ سنا کہ یاسا مغربی صوبجات کے بھکشوؤں سے مدد حاصل کر رہا ہے۔ تو اُنہوں نے بھی مشرق سے اعانت چاہی۔ فی الواقع مشرقی اور مغربی بدھوؤں کے مابین اختلاف تھا۔ غرض یہ جھگڑا درحقیقت تورانی اور ہندو بودھوں کے مابین تھا۔ بدھوؤں کی اس کونسل میں جو کچھ کارروائی ہوئی وہ نہایت دلچسپ تھی۔ ویشالی میں سب لوگ جمع ہوئے اور بہت سی تقریروں کے بعد ریوتا نے ساری مجلس کے سامنے ایک تجویز پیش کی۔ کہ جب اس مسئلہ شرعی پر محض بے نتیجہ تقریریں ہو رہی ہیں۔ اور کسی تقریر کا مطلب اور مفہوم صاف و واضح نہیں ہوتا۔ تو یہی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس مسئلہ کا فیصلہ ایک منتخب کمیٹی پر چھوڑ دیا جائے۔ جس میں مشرق اور مغرب کے چار چار بھکشو شامل ہوں اس تجویز پر سب کی رائے لی گئی۔ اور باتفاق سب نے پسند کیا۔ کہ آٹھ بھکشوؤں کی ایک کمیٹی مقرر کی جائے۔ وہی دس اصول جن کا اعلان ویشالی بھکشوؤں نے کیا تھا اس کمیٹی کے سامنے پیش کئے گئے۔ کمیٹی نے ان دس اجازت ناموں کو باستثنائے چھٹے اجازت نامہ کے نامنظور کیا۔ چھٹے کی نسبت یہ اعلان کیا گیا کہ وہ بعض حالتوں میں جائز اور دوسری حالتوں میں

ناجائز ہے۔ اس جلسے میں سات سو بھکشو شریک تھے۔ اور اس کا
نام ویشالی کی کونسل قرار دیا گیا۔ اور حضرت عیسےٰ سے تین سو ستتر
برس پہلے یہ منعقد ہوئی تھی۔ یہاں پر یہ خیال نہ کرنا چاہیئے۔
کہ ان دس سوالات کے فیصلے کو بالآخر سب فریقوں اور جماعتوں
نے منظور ہی کر لیا ہوگا۔ اگرچہ اس طبقہ کے نہایت معمر اور
ذی اثر اراکین نے ان مسائل کا فیصلہ کیا تھا۔ لیکن ایک غالب
تعداد اُن کے خلاف تھی۔ اور یہیں سے بودھ مذہب دو
شاخوں میں تقسیم ہو گیا۔ ایک شمالی بودھ مذہب جو نیپال تبت۔
اور چین میں۔ اور دوسرا جنوبی بودھ مذہب جو سیلون۔ برہما۔
اور سیام میں پھیلا ۔

یہ ایک مانی ہوئی بات ہے۔ کہ جدید مذہبی نظامات اپنی
ذاتی اور حقیقی خوبیوں میں خواہ کیسے ہی عمدہ اور افضل کیوں
نہ ہوں۔ لیکن نوع انسان کی جانب سے اُن کی مقبولیت اور
پذیرائی کا انحصار بہت کچھ خارجی حالات اور واقعات پر ہوتا
ہے۔ عیسائی مذہب کو جس نے شروع کی چند صدیوں میں
نہایت ہی قلیل ترقی کی تھی۔ قسطنطین نے اُس وقت قبول
کیا۔ جب رومن حکومت اور تہذیب یورپ میں گوئے سبقت
لے گئی تھی۔ اور اس کے بعد عیسائی مذہب مغربی دنیا میں
بڑی آسانی اور تیزی کے ساتھ پھیلتا گیا۔ حضرت محمدؐ صاحب
کے مذہب کو اُس وقت شہرت اور ترقی ہوئی۔ جب دنیا

میں عربوں کا کوئی حریف مقابل نہ رہا۔ ہندوستان میں قدیم ہندو مذہب آریہ قوم کی فتوحات کے ساتھ ساتھ اُس وقت پھیلا جب کہ اُنہوں نے پنجاب سے نکل کر تمام ہندوستان کو مغلوب کیا۔ اسی طرح بودھ مذہب نے جس میں برہمن اور شودر کا کوئی امتیاز اور تفریق نہ تھی قدیم آریہ ہندوؤں کی نسبت غیر آریہ سلطنت مگدھ میں بڑی مقبولیت عام حاصل کی اور جب مگدھ سلطنت عیسے سے پہلے تیسری صدی میں ہندوستان کی ایک زبردست سلطنت ہوگئی تو بودھ مذہب ہندوستان کے لئے ایک شاہی مذہب قرار پایا جس کا ذکر آگے آئیگا ٭

یونانیوں کا حملہ اور ہندوستان کی تہذیب کی نسبت اُنکے خیالات چندر گپت اور اشوک کا زمانہ

سنہ ۳۲۷ قبل از مسیح سکندر اعظم ہندوستان میں آیا۔ اس وقت پنجاب میں بہت سی چھوٹی چھوٹی ریاستیں ایک دوسرے کی مخالف تھیں۔ جنہوں نے سکندر کا مقابلہ کرنے کی بجائے اُس کا ساتھ دیا۔ مگر راجہ پورس نے تیس ہزار پیادے اور چار ہزار سوار اور تین سو رتھ اور دو سو ہاتھیوں سے اُس کا مقابلہ کیا۔ سکندر کی فوج پچاس ہزار تھی۔ مگر اس وجہ سے کہ پورس کے رتھ کیچڑ میں پھنس گئے۔ اور اُس کے ہاتھی

آگے نہ بڑھے۔ سکندر کی فتح ہوئی۔ وہاں سے سکندر سوبراؤ تک آیا مگر چونکہ اُس کی فوج آگے نہیں بڑھنا چاہتی تھی۔ وہ جہلم سے واپس لوٹ گیا۔ سکندر کے حملے کا ہندوستان پر صرف یہ اثر ہوا۔ کہ اُس نے چند راجوں کے ساتھ اتحاد کر لیا۔ اور یونانی فوج شہروں میں تعینات کی اور کچھ شہر آباد کئے۔

مہاتما بدھ کے پری نروان (وفات) کے بعد سے سکندر اعظم کی چڑھائی تک جو پولیٹیکل تغیرات اس ملک میں ہوئے اُن کے ٹھیک ٹھیک حالات معلوم نہیں ہوئے۔ سکندر اعظم کے ساتھیوں کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس وقت سنہ عیسوی سے ۳۲۱ برس پہلے اس ملک میں مگدھ دیش کے راجہ مہانند کی ایک بڑی بھاری سلطنت تھی۔ جس کے پاس چھ لاکھ پیادے۔ بیس ہزار سوار۔ اور نو ہزار جنگی ہاتھی تھے۔ مہانند کے مرجانے کے بعد اس کے آٹھ بیٹوں نے مل کر ۱۲ برس تک راج کیا۔ مگر نویں بیٹے چندر گپت نے جو نائن کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ اپنے آٹھوں بھائیوں کو مار کر تمام راج اپنے قبضے میں کر لیا تھا۔ چندر گپت نے اپنی سلطنت کو اتنی وسعت دی۔ کہ افغانستان سے لیکر مشرق کی طرف بنگال تک اور ہمالیہ سے وسط ہند تک پھیلی ہوئی تھی اور سب سے پہلا شہنشاہ یا مہاراجہ دھیراج اس ملک کا ہوا۔ اس نے گجرات کے جزیرہ نما کو بھی اپنے

قبضہ میں کر لیا تھا۔ اور وہاں پر اس کی طرف سے ایک شاہ ایسرا ئے حکومت کرتا تھا۔ چندر گپت اتنا صاحب اقبال ہوا۔ کہ اس نے اس ملک کے شمال مغرب کی سرحد کے اُن علاقوں کو جن کو سکندر اعظم نے اپنی حکومت میں شامل کر لیا تھا۔ اُس کے صوبہ داروں کے قبضہ سے نکال کر اپنی سلطنت میں شامل کر لیا ہو اس وقت سلیوکس نیکوٹر نے (جو کہ سکندر کی وفات کے بعد باختر کا بادشاہ بن گیا تھا) اپنے ان علاقوں کو پھر واپس لینے کے لئے ہندوستان پر چڑھائی کی۔ لیکن اُس وقت کا ہندوستان وہ ہندوستان نہیں رہا تھا۔ جیسا کہ وہ سکندر اعظم کی چڑھائی کے وقت تھا۔ کیونکہ اب وہ چھوٹی چھوٹی ریاستیں جو ایک دوسرے سے حسد رکھتی تھیں۔ اور جن کا یکے بعد دیگرے فتح کر لینا کچھ مشکل نہیں تھا۔ بلکہ ان کی بجائے مہاراجہ چندر گپت نے ایک باقاعدہ اور مستحکم سلطنت قائم کر لی تھی۔ جس کے مقابل میں سلیوکس نیکوٹر کا ٹھہرنا محال تھا۔ چنانچہ اُس نے شکست کھائی۔ اور اپنی لڑکی کی شادی چندر گپت سے کر کے اور سکندر کے تمام مفتوحہ صوبجات سے مع افغانستان کے دست بردار ہو کر صلح کر لی۔ مہاراجہ چندر گپت نے بھی اپنی طرف سے اُس کو ۵۰۰ جنگی ہاتھی دئے ہو

سلیوکس کا ایک ایلچی میگس تھنیز نامی مہاراجہ چندر گپت

کے دربار میں آیا تو اس کی دارالسلطنت پاٹلی پتر (پٹنہ) میں بہت عرصہ تک مقیم رہا۔ اُس نے جو چشم دید حالات لکھے ہیں۔ اُن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس وقت دنیا میں مہاراجہ چندرگپت کی سلطنت کے برابر کوئی عظیم الشان اور باقاعدہ سلطنت نہیں تھی۔ اور مہاراجہ چندرگپت دنیا کے بہت بڑے عالی حوصلہ۔ شجاع اور بہادروں میں سے تھا۔

وہ ایلچی اس دارالسلطنت پاٹلی پتر (پٹنہ) کا بہت مختصر سا حال یوں لکھتا ہے۔ کہ اس شہر کے آباد حصہ کی لمبائی قریباً ۱۰ میل اور چوڑائی ۲ میل ہے۔ اور اس کے گرداگرد ۶۰۰ فٹ چوڑی اور ۴۵ فٹ گہری ایک خندق ہے۔ اور اس کی شہر پناہ میں ۵۷۰ برج اور ۶۴ پھاٹک ہیں۔ اور اُس کے شاہی کیمپ میں اندازاً چار لاکھ آدمی ہیں۔ اُس کی باقاعدہ فوج میں ساٹھ ہزار پیدل سپاہی تیس ہزار سوار اور آٹھ ہزار جنگی ہاتھی تھے۔ اور علاوہ ان کے ایک کثیر التعداد رتھوں کی تھی۔ جن کے اخراجات مہاراجہ اپنی خاص آمدنی سے دیتے تھے۔ کہتے ہیں کہ لڑائی موقع پر اُس کی فوج کی تعداد چھ لاکھ کے قریب پہنچ جاتی تھی۔

اس کے انتظام سلطنت کی بابت وہ لکھتا ہے کہ وہ بہت باقاعدہ تھا۔ بعد میں اُس کی اولاد نے اُس راج کو بہت بڑھایا۔

سکندر کے ہمراہیوں نے اُس زمانے میں ملک کی حالت بہت اچھی بیان کی ہے۔ پنڈتوں اور گیانیوں کی کثرت تھی سکندر نے ایک ہمراہی کو کچھ سادھوؤں سے کہ جنہوں نے اُس کے پاس آنے سے انکار کیا تھا۔ ملنے کو بھیجا۔ اُس نے دیکھا کہ پندرہ آدمی شہر سے دو میل باہر دھوپ میں ننگے بیٹھے ہیں۔ اور کچھ کھڑے ہیں اور کچھ پڑے ہیں۔ لیکن وہ اپنی جگہ کو نہیں چھوڑتے۔ ایک سادھو سے کہ جس کا نام کلانوس تھا۔ سکندر کے آدمی نے گفتگو کرنی چاہی۔ مگر اُس نے اُس کو بہت لاپرواہی سے جواب دیا۔ اس پر دوسرے سادھو نے اُس کو بُرا بھلا کہہ کر کہا۔ کہ تو کیوں اتنا غرور کرتا ہے۔ غیر ملکوں کے لوگوں کے ساتھ نیک برتاؤ کرنا چاہیئے۔ سکندر نے اُس سادھو کو اپنے ساتھ لے جانے پر بہت اصرار کیا۔ مگر اُس نے جواب دیا۔ کہ میں ایسے ہی اچھا ہوں۔ اس جسم کے قائم رکھنے کو جو کچھ چاہیئے وہ سب یہاں ہی موجود ہے اور جب یہ چھوٹ جاویگا۔ تو میرے گلے سے بڑی بلا ٹلیگی اس سادھو کا نام منڈانس تھا۔ پھر سکندر نے کلانوس کو اپنے ساتھ جانے کو کہا۔ اور وہ راضی ہوگیا۔ سکندر کے راستے میں جاکر بیمار ہوگیا۔ اور چتا بنا کر آگ میں جل گیا۔ سکندر نے اُس کی بڑی عزت کی۔ جب وہ چتا میں جلنے کو گیا۔ تو بہت سا زر نقد وغیرہ اس کو دیا۔ جو کہ اُس نے لوگوں کو بانٹ دیا۔

اور خوشی خوشی گاتا ہوا چتا میں جا کر بھسم ہو گیا - اُس وقت میں
بھی اس ملک میں ایسے ایسے بڑ کے درخت موجود تھے - کہ جن
کے نیچے دس دس ہزار سادھو رہا کرتے تھے - ہندوؤں کی
بہادری کے یونانی بہت مداح ہیں - لوگ چھ چھ فٹ لمبے تیر
لگاتے تھے - اور اُن کے گھوڑوں کی وضع قطع اور تربیت کی
اور اُن کی شاہسواری کا یونانیوں پر بہت اثر ہوا - ایریوڈرس
کہتا ہے کہ دریائے بیاس کے پاس پندرہ سو شہر تھے -
اُن میں ایک کوس کے علاقہ سے کوئی کم نہ تھا - چندر گپت کے
لشکر میں چار لاکھ آدمی رہتے تھے - اور انتظام کی یہ خوبی تھی
کہ وہ سو درم سے زیادہ کسی روز نقصان نہ ہوتا تھا - راجہ زمین
کی پیداوار کا محصول بقدر ایک چہارم عام طور پر لیتا تھا - کھیتوں
کی آبپاشی و طریقہ انصاف - سڑکوں اور پیشوں کی نگرانی
گاؤں کے مقدم کرتے تھے - شادیوں میں روپے لینے یا دینے
کا رواج نہیں تھا - سوئمبر کی رسم برابر جاری تھی - دھوتی
اور چادر عام پوشاک تھی - یہاں کے علم ریاضی کی ایسی شہرت
تھی کہ فیثاغورث یونان کا مشہور ریاضی داں یہاں سے
ہی ریاضی سیکھ کر گیا تھا - ہیرودوٹس یونان کا مشہور مورخ
ہندوؤں کو اور سب قوموں کے مقابلے میں نہایت مہذب
کہتا ہے - میگس تھنیز (۳۰۱ - ۲۹۸ قبل مسیح) کہتا ہے
کہ اس ملک میں ایک سو اٹھارہ ریاستیں ہیں - بعضے بعضے

گاؤں کے مقدم بالکل خود مختار ہیں۔ وہ اپنا انتظام خود کرتے ہیں ❖

اندھر دیش میں جو کہ جنوبی ہندوستان میں ہے بہت سے گاؤں اور تیس فصیلدار شہر ہیں۔ گجرات میں ایک شہر بڑی تجارت کی منڈی ہے۔ پربھول (جو اب بمبئی ہے) اور سیلون جس کا نام تامر پرنی سنسکرت کتابوں میں ہے۔ بڑی تجارت کی جگہ ہیں۔ دریاؤں اور نہروں کے ذریعے سے پانی کھیتوں میں دیا جاتا ہے۔ سڑکوں اور جنگلوں اور کاشت کی نگرانی بخوبی ہوتی ہے لوگ آرام کے ساتھ نہایت سادہ طریقہ سے گزر اوقات کرتے ہیں۔ شراب پینے کا رواج نہیں ہے چاول کی خوراک بہت ہے۔ قانونی معاہدوں میں کوئی پیچیدگی نہیں ہوتی۔ مقدمات کم ہوتے ہیں۔ لوگ ایک دوسرے پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اور معاہدے تحریر نہیں ہوتے۔ نہ ان پر گواہی کرائی جاتی ہے۔ مکانات اور مال کی حفاظت کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ راستی اور نیکی کی بمقابلہ عمر کے زیادہ قدر ہوتی ہے چوری بہت کم ہوتی ہے۔ قانون سب زبانی ہے۔ زمین بہت زرخیز ہے۔ ملک کے بہت سے حصے میں آبپاشی کے ذریعے سال بھر میں دو فصلیں برابر ہوتی ہیں۔ میوہ جات اور پھل بکثرت پیدا ہوتے ہیں۔ اگرچہ راجہ آپس میں لڑتے ہیں۔ مگر کھیتوں کو نہیں اجاڑتے۔ نہ درختوں کو کاٹتے ہیں کیونکہ کاشتکار

کی برابر حفاظت کی جاتی ہے۔ ملک میں قحط نہیں ہوتا۔ ہندوستان کی ساخت کی چیزیں فینشیا اور اسکندریہ میں جاکر بڑی قیمت پر بکتی ہیں۔ یہاں کے لوگ صنعت و حرفت میں بڑے ہوشیار ہیں۔ اور ایسے لوگوں سے جو صاف ہوا میں رہیں۔ اور صاف پانی پئیں۔ یہی توقع ہوسکتی ہے۔ زمین سے ہر قسم کی دھاتیں مثلاً سونا۔ چاندی۔ لوہا۔ تانبا۔ جست وغیرہ بکثرت نکلتی ہیں۔ اور اُن سے ہتھیار وغیرہ بنتے ہیں۔ لوگ اچھے کپڑے اور اچھے زیور پہننے کے شوقین ہیں۔ کپڑوں میں سونے کی تاروں کا کام اور قیمتی جواہر جڑے ہوتے ہیں۔ نہایت باریک ململ کے کپڑے جن پر پھول بنے ہوئے ہیں۔ لوگ پہنتے ہیں۔ امیروں کے پیچھے اُن کے نوکر چھتری لگا کر چلتے ہیں۔ یہ حال تین سو برس قبل از مسیح کا ہے ؎

چندر گپت ۲۴ برس بادشاہت کرکے مرا اور اپنی سلطنت اپنے بیٹے بندوسار امتر گھات[1] کو دے گیا۔ جس نے اُس کے بعد ۲۵ برس تک راج کیا۔ اُس کے زمانہ کا کوئی واقعہ سوائے اس کے کہ سیریا کے سلطان نے اُس کے دربار میں اپنا ایلچی ڈیماکوس بھیجا تھا۔ اور کوئی نہیں ہے ؎

[1] یونانی امتر کوٹس۔ سنسکرت امتر کھیڈو یا امتر گھات بمعنی دشمن کے ناش کرنے والا ؎

سنہ ۲۸۰ ق م میں سلیوکس نیکوٹر ۷۸ برس کی عمر میں قتل کیا گیا۔ اور اس کے بعد اُس کا بیٹا انٹی اوکس سوبٹر سیریا کے تخت پر بیٹھا ✦

سلیوکس کے مارے جانے کے آٹھ برس بعد بندوسار کا بیٹا اشوک موریہ خاندان کا تیسرا راجہ پاٹلی پُتر کے تخت پر بیٹھا۔ اور ہندوستان کا مہاراجہ ہوا ✦

لنکا کی ایک روایت کے مطابق اشوک نے یہ تخت بہت خونریزی کے بعد حاصل کیا تھا۔ اور وہ روایت اس طرح سے ہے کہ مہاراجہ بندوسار کی ۱۶ رانیوں سے ۱۰۱ بیٹے تھے۔ اُن میں سے سب سے بڑا سومان اور سب سے چھوٹا تش یا تشیا تھا۔ تیسرا بیٹا اشوک جو تشیا کا سگا بھائی تھا اُسے راجہ نے مغربی ہند (ٹکسلا) سے بدل کر اُجین کا وائسرائے مقرر کر دیا تھا۔ اُس نے جب اپنے باپ کے مرنے کی خبر سُنی تو جلدی سے دارالخلافہ میں آیا اور آتے ہی اُس نے اپنے بڑے بھائی سومان اور دوسرے ۹۹ بھائیوں کو سوائے تشیا کے جو سب سے چھوٹا تھا قتل کروڈالا۔ اور آپ تخت پر بیٹھ کر ہندوستان کا مہاراجہ دھراج بن گیا۔ اپنے بھائیوں اور دوسرے لوگوں کے قتل کی وجہ سے اُس کا نام چنڈ اشوک (ظالم) پڑ گیا تھا۔ وہ ہی چنڈ اشوک بدھ کی تعلیم کی وجہ سے بڑا دھرماتما ہو گیا ✦

وہ ۶۴ ہزار بودھ بھکشوؤں کو روز کھانا دیتا تھا۔ اُس نے اپنی قلمرو میں بہت سے عبادت خانے بنائے اسی وجہ سے مگدھ دیش کا نام بہار ہوگیا۔ اشوک نے بدھ مذہب کے لئے بہت کچھ کیا اور اُس کو بہت کچھ تقویت دی۔ اس کی تکمیل کے لئے اُس نے ۵ پانچ وسائل استعمال کئے (۱) بڑی کونسل جمع کی (۲) بدھ مذہب کے اصول پتھروں پر کھدوائے (۳) اُس کی پاکیزگی پر نظر رکھنے کے لئے ایک شاہی افسر قائم کیا (۴) اُپدیشوں کے ذریعے سے اُس کے اصول پھیلائے (۵) بدھ مذہب کے اصول و قواعد کی ایک مستند کتاب تیار کرائی۔ ۲۴۲ قبل مسیح میں پٹنہ میں اُس نے ایک بڑی (تیسری) کونسل جمع کی۔ اور اُس میں ایک ہزار شرمن آدمی شامل تھے۔ اُس زمانے میں بعضے آدمیوں نے بدھ مذہب میں اپنے خیالات کو بھی بدھ بھگوان کے اُپدیش بتلانا شروع کر دیا تھا۔ اس کونسل نے اُن سب باتوں میں اصلاح کی۔

راجہ اشوک کے وقت میں بدھ مذہب کو بڑا عروج ہوا اس راجہ نے ۲۶۳ قبل مسیح سے ۲۲۳ قبل مسیح تک بادشاہت کی۔ اور اس کی سلطنت نیپال کشمیر سوات اور قرب و جوار کے ملکوں۔ اور افغانستان میں کوہ ہندوکش تک اور سندھ و بلوچستان تک تھی۔ اس وسیع سلطنت کے طرز حکومت پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ ہندوستان میں اُس وقت کس قسم کی

تہذیب تھی۔ راجہ بالکل خود مختار تھا۔ اور ہر شئے اُس کے حکم کے تابع تھی۔ شاہی حکم لوگوں کو ایک صدر دفتر کے ذریعے سے معلوم ہوتے تھے۔ کہ جس کے نائب عموماً شاہزادے یا شاہی رشتہ دار ہوتے تھے۔ ان افسروں میں سے ایک ٹکسلا میں کہ جو ضلع راولپنڈی میں شاہ دہیری کے قریب دریافت ہوا ہے۔ رہتا تھا۔ اس کے تحت میں وہ تمام ملک تھا۔ کہ جو ستلج کے مغرب میں ہندوکش تک ہے۔ دوسرا اُدجین میں رہتا تھا۔ اس کے زیر حکومت تمام غربی ہندوستان تھا۔ اپنے باپ کے وقت میں اشوک خود اس حصے پر حکمران تھا۔ تیسرا نائب سورنگری میں رہتا تھا۔ اور جنوبی حصے پر حکمران تھا۔ مفتوح ملک کے لئے ایک چوتھا نائب مقرر تھا۔ وہ توسلی میں رہتا تھا۔ جو کہ غالباً آج کل جوگڈھ کہلاتا ہے۔ راجدھانی کے قرب و جوار کے ملک نائبوں کے تحت میں نہیں تھے۔ اُن کا انتظام خود راجہ کرتا تھا۔ شاہی نائبوں کے نیچے رجوک یعنی کمشنر ہوتے تھے۔ جو کہ ہزاروں لوگوں پر حکمران تھے۔ اُن کے نیچے پردیشک یعنی افسر ضلع تھے۔ اُن کو عام طور پر مہاماتر کہتے تھے۔ دھرم کی نگرانی کے لئے جو افسر ہوتے تھے۔ اُن کو دھرم مہاماتر کہتے تھے۔ اُن کا فرض تھا۔ کہ راجہ کی رعایا اور یوَن (غیر ملک کے لوگ) وغیرہ لوگوں میں دھرم کو پھیلاویں۔ رعایا کے آرام کا لحاظ رکھیں۔ نامناسب قید یا سزا کی

شکایت کو دُور کریں۔ اگر کوئی قیدی ضعیف العمر ہو اور اُس پر کسی کنبے کے پالنے کا بوجھ ہو۔ اور اُس کو پھانسی کا حکم ہو چکا ہو۔ تو وہ اُس کو معافی دلوائیں۔ شاہی خیرات تقسیم کریں۔ جانوروں کو ناجائز طور پر مارنے یا تکلیف دینے والے لوگوں کو سزا دینا ان کا فرض تھا۔ اور اگر بیٹا ماں باپ کی گستاخی کرے تو اُس کو سزا دینا بھی انہی کا کام تھا۔ انتظام جنگی کی بھی عجیب کیفیت تھی۔ سپاہی تلوار دونو ہاتھوں سے چلاتے تھے۔ تاکہ زور کا ہاتھ پڑے۔ سواروں کے پاس دو بھالے ہوتے تھے۔ مگر پیادوں کے مقابلے میں اُن کی ڈھالیں چھوٹی ہوتی تھیں۔ وہ گھوڑوں پر نہ زین ڈالتے تھے۔ نہ دہانہ لگاتے تھے۔ بلکہ اُن کے مُنہ پر ایک گول چپنی بیل کے چمڑے کی جس میں لوہے کی کیلیں اندر کو لگی ہوئی ہوتی تھیں۔ لگاتے تھے۔ گھوڑے کے مُنہ میں ایک کیل دی جاتی تھی اور اُس میں راس لگتی تھی۔ جس وقت سوار راس کو کھینچتا تھا۔ تو اُس کیل سے گھوڑا رُک جاتا تھا۔ کیونکہ گھوڑے کو وہ کیلیں چبھنے لگتی تھیں ؂

راجہ کے پاس چھ لاکھ پیادے تیس ہزار سوار اور نو ہزار ہاتھی علاوہ رتھوں کے تھے۔ اس تمام فوج کا انتظام تیس شخصوں کے سپرد تھا۔ اور اُن کی چھ جماعتیں تھیں۔ اور ہر ایک جماعت کے متعلق فوج کا ایک حصہ ہوتا تھا۔ (۱) فوج بحری کا حصہ (۲) رسد و باربرداری کا انتظام۔

(۳) پیادہ فوج کا حصہ (۴) سواروں کا حصہ (۵) لڑائی کے
رتھوں کا حصہ (۶) ہاتھیوں کا حصہ ۔ جس وقت ہتھیاروں
کا کام نہیں ہوتا تھا۔ تو وہ اسلحہ خانہ میں رکھ دیئے جاتے تھے۔
گھوڑوں اور ہاتھیوں کے لئے اصطبل مقرر تھے۔ کوچ کے
وقت بیل رتھوں کو کھینچتے تھے۔ تاکہ گھوڑے تھک نہ جاویں۔
ہر رتھ میں دو یا چار گھوڑے برابر برابر جوتے جاتے تھے۔
اور اُن میں علاوہ رتھ بان کے دو لڑنے والے ہوتے تھے۔
شاہی رتھ میں چار گھوڑے ہوتے تھے۔ ہر ہاتھی پر علاوہ
فیلبان کے تین سپاہی ہوتے تھے۔ ہر پیادہ کے پاس ایک
کمان اُس کے قد کے برابر کی ہوتی تھی۔ اُس کو وہ زمین پر
رکھ کر بائیں پاؤں سے دباتا تھا۔ اور کمان کی رسی کو خوب
کھینچ کر تیر چھوڑتا تھا۔ تیر قریب تین گز کے لمبا ہوتا تھا۔
اور وہ اس زور سے جاتا تھا کہ اُس کو ڈھال سے بھی
روکنا مشکل تھا۔ سپاہی کے بائیں ہاتھ میں بیل کی کھال
کی لمبی ڈھال ہوتی تھی۔ کسی کسی کے پاس بھالا ہی ہوتا
تھا۔ مگر تلوار سب کے پاس ہوتی تھی۔ اُس کا پھل چوڑا
ہوتا تھا۔ مگر وہ صرف تین ہاتھ لمبی ہوتی تھی۔ تلوار صرف
سخت ضرورت کے وقت استعمال کی جاتی تھی۔ نہریں بھی
جاری تھیں۔ اور کاشتکاروں کو اُن سے مناسب مقدار
میں پانی دیا جاتا تھا۔ رُدرومن میں جو پتھر سنہ ۱۲۵ قائم ہیا

کھدوایا گیا تھا - اس سے معلوم ہوا - کہ کاٹھیا واڑ کے حاکم نے اشوک کے حکم کی تعمیل میں نہریں اور پل گرنار کی مصنوعی جھیل سے پانی لینے کے لئے بنائے - مالگزاری جمع کرنے کے لئے علیٰحدہ افسر مقرر تھے - تمام زمین راجہ کی ہوتی تھی - بعضوں کا قول ہے - کہ کاشتکاروں کو پیداوار کا ½ حصہ ملتا تھا - اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ ½ سرکار میں دیتے تھے - علاوہ اس کے اُن کو اور بھی کچھ دینا پڑتا تھا - شہر پاٹلی پتر جو کہ دارالخلافہ تھا - دریائے گنگ و سون کے سنگم پر جنوبی کنارے پر اس جگہ تھا کہ جہاں آج کل پٹنہ اور بانکی پور واقع ہیں - دریائے سون اب دوسری طرف ہو کر جاتا ہے اب وہ گنگا میں دیناپور کے قریب مل جاتا ہے - مگر پرانی دھار اب بھی معلوم ہوتی ہے - یہ شہر چوکور طول میں ۹ میل عرض میں ½ ۱ میل تھا - اس کی چاردیواری لکڑی کی بنی ہوئی تھی - جس میں ۶۴ دروازے تھے - اس کے چاروں طرف ایک بڑی گہری خندق تھی - اور اندر کی طرف ۵۷۰ برج تھے - مگر اشوک نے باہر کی چاردیواری چونے کی بنوائی اور بہت سی پتھر کی عمارتیں ایسی ایسی نامی بنوائیں کہ ان کو لوگ بعد میں دیوتاؤں کی بنائی ہوئی کہنے لگے - اس شہر کا بہت سا حصہ بانکی پور کے نیچے دبا ہوا نکلا ہے - اور چند عمارتوں کے نشانات اب بھی پائے گئے ہیں - چند جگہوں پر

کھودنے سے یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ یونانی مسافروں نے جتنی اس کی وسعت بتلائی تھی۔ وہ صحیح ہے۔ اس وسیع شہر کا انتظام مثل فوج کے انتظام کے تیس آدمیوں کے سپرد تھا۔ اور ان کی بھی ویسی ہی چھ جماعتیں بنائی گئی تھیں پہلی جماعت کے متعلق صنعت اور کاریگروں کا انتظام۔ اور دوسری کے ذمے پردیسیوں کے رہنے اور کھانے پینے کا انتظام تھا۔ بیمار پردیسیوں کو دوائی دی جاتی تھی۔ اگر وہ مر جاتے تو ان کو دفن کرا دیا جاتا تھا۔ اور ان کی جائداد کا انتظام سرکار کرتی تھی۔ اور جو کچھ آمدنی ہوتی تھی۔ وہ ان کے ورثا کو پہنچا دی جاتی تھی۔ تیسری جماعت کے ذمے پیدائش اور موت کا لکھنا تھا۔ چوتھی کے ذمے تجارت کا اہتمام تھا۔ ناپ اور وزن کی نگرانی کی جاتی تھی۔ کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں ہر ایک موسم کی چیز مناسب وقت پر عام اشتہار کے ذریعے سے بیچی جاتی تھی۔ اور قیمتیں مقرر تھیں جو بیوپاری کہ ایک سے زیادہ چیزوں میں تجارت کرنا چاہتا تھا۔ اس کو دوگنا محصول دینا پڑتا تھا۔ پانچویں جماعت کے متعلق کارخانہ جات کا انتظام تھا۔ اور ان کی بنائی ہوئی چیزیں اسی طرح سے بکتی تھیں۔ جس طرح کہ باہر کی آئی ہوئیں۔ چھٹی جماعت کے متعلق تمام فروخت شدہ چیزوں پر محصول جمع کرنے کا انتظام تھا۔ اس محصول سے بچنے کی سزا موت تھی۔ چندر گپت کا قانون

فوجداری بہت سخت تھا۔ اشوک نے اس میں چند ترمیمات کیں۔ جب راجہ شکار کو جاتا۔ تو اگر کوئی شخص اس راستہ کے اندر جو رسی سے علیحدہ کر دیا جاتا تھا آجاتا تو اس کو موت کی سزا دی جاتی تھی۔ اگر کسی کاریگر کے ہاتھ یا آنکھ کو نقصان پہنچتا۔ تو مجرم کو موت کی سزا ملتی تھی۔ اگر کسی کے اور کسی عضو کو نقصان پہنچایا جاتا تھا۔ تو ایسا کرنے والے کا وہی عضو اور دایاں ہاتھ کاٹ دیا جاتا تھا۔ جھوٹی گواہی دینے کی سزا میں ہاتھ پاؤں کی انگلیاں کاٹی جاتی تھیں۔ بعض بعض جرائم کی سزا سر منڈوانا تھی۔ جس کو لوگ سب سے برا خیال کرتے تھے۔ جو سلطنت کہ اشوک کو چندر گپت سے ملی۔ اس کی وسعت سے ہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ جیسا کامل انتظام بیرونجات کے حملہ روکنے کے لئے تھا۔ ویسا ہی اندرونی انتظام بھی تھا۔ پاٹلی پتر ایک بڑی بھاری سلطنت کا تین نسل تک دارالخلافہ رہا۔ اور گو آج کل کے مہذبانہ طریقے وہاں پر جاری نہیں تھے۔ مگر پھر بھی اشوک نے کابل اور گندھار میں جو کہ وہاں سے ایک ایک ہزار میل سے زیادہ دور تھے۔ اپنی حکومت چلائی۔ وہ اتنا طاقتور تھا کہ اس نے اپنی سلطنت میں اپنے عہد حکومت کے نویں سال میں لڑائی بند کر دی۔ اور سرحد کی جو بڑی جنگلی قومیں تھیں۔ ان پر نہایت بردباری سے حکومت کی۔ بہت سی عمارتیں بنوائیں۔ اور اپنے قلمرو میں

لوگوں کو پرہیزگاری اور نیک چلنی سکھائی - اُس کے احکام جو بڑی بڑی لاٹوں پر کندہ کئے گئے تھے یہ تھے :-

(۱) کوئی جانور کھانے یا یگ کے لئے ذبح نہ کیا جاوے

(۲) انسانوں اور حیوانوں کے لئے دواخانے مقرر ہوں اور درخت و کوئیں سڑکوں پر لگائے جاویں (۳) پانچ برس میں ایک دفعہ سب لوگ اپنے گناہوں کا اظہار کریں اور بدھ مذہب کے اصول مشتہر کئے جاویں (۴) زمانہ سابق و حال کا مقابلہ کیا جاوے۔ تاکہ لوگ راجہ کی حکومت میں خوشی سے بسر اوقات کریں (۵) بدھ مذہب کے وعظ کرنے والے غیر ملکوں میں جاویں - اور غیر قوموں کو اُس کا مقلد بنا دیں - (۶) رعایا کے چال چلن کے نگراں افسر مقرر ہوں - (۷) سب پر یہ ظاہر کیا جاوے - کہ مذہب ایک ہے - اور سب لوگ برابر ہیں (۸) سابق راجاؤں کی آرام طلبی کا راجہ حال کی پاکیزہ عادتوں سے مقابلہ کیا جاوے (۹) نیکی کا کہ جس سے بہبودی ہوتی ہے - برتاؤ کیا جاوے (۱۰) اس جہان فانی کی چندروزہ خوشی اور راحت حقیقی کا جس کو راجہ چاہتا ہے مقابلہ کیا جاوے (۱۱) دوسروں کو دھرم پر چلانا ہی سب سے بڑی خیرات خیال کی جاوے (۱۲) ناستکوں سے مباحثہ کیا جاوے ٭

یہ احکام چودہ لاٹھوں پر کندہ کئے گئے تھے - چنانچہ دہلی میرٹھ - الہ آباد - نندگرہ - رام پوروا - سانچی وغیرہ میں

اب بھی یہ لاٹھیں موجود ہیں - بعض احکام میناروں پر بھی کھدوائے گئے تھے - اُن میں سے شہباز گڑھی میں جو پشاور سے چالیس میل پر ہے - تیسرا ضلع ہزارہ پنجاب میں - کالسی میں جو کہ پندرہ میل منصوری پہاڑ سے ہے - سوپارا ضلع تھانہ میں جو بمبئی کے قریب ہے - کوہ گرنار میں جو خلیج بنگال پر واقع ہے - بھوانیشور میں جو ضلع کٹک میں ہے اور جٹو گڈھ مدراس میں موجود ہے - اُس وقت سنگتراشی بڑی ترقی پر تھی - اور وہ سامان آسائش جو مغلوں کے وقت میں موجود تھا - سب موجود تھا - لکڑی کا کام بہت خوبصورتی کے ساتھ کیا جاتا تھا - اور نقاشی ایسی ہوتی تھی کہ گویا چیز مُنہ سے بول رہی ہے - جب راجہ اشوک تقریباً چالیس برس حکومت کرکے ۲۲۳ قبل از مسیح مرا - تو کہتے ہیں کہ اُس نے اپنے مرتے وقت تمام راج دھرم ارتھ بُدھوں کی جماعت کو پُن کردیا - اور یہ کہا کہ میں اِندر کے سورگ یا برہما کے لوک میں رہنا نہیں چاہتا - نہ میں ایسی جاہ و حشمت کو جو مثل گنگا کی لہر کے آتی جاتی رہتی ہے - چاہتا ہوں - میں تو اُس نفس کشی کا خواستگار ہوں - کہ جس کو رشی بڑا مانتے چلے آئے ہیں - مجھے وہ بہبودی درکار ہے - کہ جس میں کبھی کمی نہیں ہوتی ؎

اس زمانہ میں زبان پراکرت جو سنسکرت جو بالی کے بیچ

میں ہے۔ بولی جاتی تھی۔ بعض ناٹکوں میں جو پراکرت زبان ملتی ہے۔ وہ پالی سے بہت کچھ مشابہت رکھتی ہے۔ اسی پراکرت زبان سے ہندی زبان بنی ہے۔ بڑے آدمی ہمیشہ سنسکرت بولتے تھے۔ پالی یا پراکرت عوام میں رائج تھی۔ تمام مورخوں کو جنھوں نے اس بارے میں تحقیقات کی ہے۔ اتفاق ہے کہ ہندوستان کے لوگوں نے خود اپنے حروف ایجاد کئے۔ کسی غیر قوم سے لکھنا نہیں سیکھا۔ یہ حروف مشابہ اُن حرفوں کے تھے۔ کہ جن میں اب سنسکرت اور ناگری لکھی جاتی ہے ۞

حصۂ دُوم

اشوک کی زندگی کے حالات

باب اوّل

اشوک کی پیدائش اور بچپن

بندوسار کی سلطنت کے ایک شہر چمپا پوری نامی میں ایک غریب برہمن رہتا تھا۔ اس برہمن کے ہاں ایک نہایت خوبصورت لڑکی سوبھدرانگی تھی ‫۔ جب وہ لڑکی جوان ہوئی۔ تو اس کے باپ کو اس کی شادی کرنے کا فکر دامنگیر ہوا ‫۔ ایک دن ایک جوتشی اُس کے مکان پر آیا۔ اور لڑکی کی جنم پتری دیکھ کر کہنے لگا۔ کہ اس لڑکی کے ہاں دو لڑکے پیدا ہونگے۔ ایک چکرورتی راجہ (شاہنشاہ) بنیگا۔ دوسرا فقیرانہ زندگی بسر کریگا۔ کیونکہ اس کے گرہ نکشتر نہایت اعلےٰ درجے کے دکھائی دیتے ہیں ‫۔ یہ سُن کر وہ برہمن اپنی

لڑکی کو راجہ کے پاس لے گیا۔ جب برہمن نے لڑکی کو راجہ کے سامنے حاضر کیا۔ تو راجہ بندوسار اُس لڑکی کی خوبصورتی دیکھ کر اُس پر فریفتہ ہو گیا۔ اور اُس نے اُس کے ساتھ بیاہ کر کے اُس کو محل میں داخل کر لیا + اس کے ساتھ راجہ کی از حد الفت دیکھ کر دوسری رانیاں دل میں جلنے کڑھنے لگیں ۔ اور اُنہوں نے اُس کے ساتھ دشمنی اور نفرت کا برتاؤ شروع کیا۔ اور ایسی چالاکی اور دھوکے سے کام لیا کہ جس سے کسی طرح راجہ اُس کی طرف سے بدظن ہو کر اُس کی طرف دھیان نہ دے ۔ چنانچہ انہوں نے اُس سے نیچ کام (برتن وغیرہ صاف کرنے کا کام) کرانے شروع کئے ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ سچ مچ راجہ نے کچھ عرصے کے بعد اُس لڑکی کو نیچ ذات کی لڑکی سمجھ کر اُس کو اپنے دل سے بھلا دیا۔ جس سے اُس برہمن لڑکی کو بڑی تکلیف ہوئی ۔ وہ ہر روز راجہ کو ملنے کے لئے غسل خانے میں جایا کرتی تھی تاکہ موقع پا کر اُس کے سامنے اپنی تمام حقیقت بیان کرے ۔ ایک روز راجہ نے خوش ہو کر کہا۔ ”جو تو چاہتی ہے مجھ سے مانگ“ اس پر اُس نے نہایت حلیمی سے جواب دیا ”مہاراج! عورتوں کو مہارانی بننے کے سوا اور کیا خواہش ہو سکتی ہے ۔ اگر آپ کی مرضی ہو۔ تو اس ناچیز کو بھی رانیوں میں شمار کیا جائے“ اس پر راجہ نے جواب دیا۔

"بھلا یہ کس طرح ہوسکتا ہے۔ میں کشتری اور تو ویسی یعنی شودر کی لڑکی ہے" اس پر لڑکی نے اپنی تمام کہانی سُنائی۔ اور راجہ کو اُس کی دوسری رانیوں کی بدسلوکی کی طرف متوجہ کیا۔ راجہ کے دل میں خیال پیدا ہوگیا کہ سچ مچ دوسری رانیوں نے اُس کو دھوکا دیا ہے اور فوراً اس لڑکی کو مہارانیوں میں شمار کرکے اُس کے رہنے کے لئے ایک الگ محل مقرر کردیا۔ آہستہ آہستہ راجہ کو اُس کے ساتھ پھر بے حد محبت ہوگئی۔ اور اس محبت کے شجر کا جو پہلا پھل حاصل ہوا۔ وہ اشوک تھا۔ اس کا نام اشوک رکھنے کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ اُس کی پیدائش کے وقت اُس کی ماں کو بالکل کسی قسم کی بھی تکلیف نہیں ہوئی۔ اس کے بعد اس کے ہاں ایک اور لڑکا پیدا ہوا۔ اُس کا نام وِیت شوک رکھا گیا۔

راجہ بندوسار کی دیگر رانیوں سے بھی کئی لڑکے تھے۔ ایک روز شاہزادوں کے استاد پنگل وتیس جیو کو طلب کرکے راجہ نے کہا۔ کہ کون میرے بعد تخت سلطنت کی قابلیت رکھتا ہے۔ اس کا امتحان کرنا چاہیئے۔ استاد نے مہاراجہ کی رائے سے اتفاق کرکے ایک تاریخ شہزادوں کے امتحان کی مقرر کردی۔ تاریخ مقررہ پر کل شاہزادے جمع ہوئے۔ اِدھر اشوک کی ماں نے بھی اشوک سے کہا۔ کہ آج سب راجکمار ایک جا جمع ہوئے ہیں۔ کہ آیندہ کون راجہ ہوگا؟ تم بھی وہاں جاؤ۔

اشوک نے کہا۔ میں کیونکر جاؤں۔ میرے جانے سے مہاراجہ کبھی خوش نہ ہونگے۔ مہاراجہ میری بدصورتی کی وجہ سے ہمیشہ مجھ سے ناراض رہتے ہیں۔ مگر اپنی ماں کے اصرار و ترغیب سے جانے کو راضی ہوا۔ راجہ کی ایک ضعیف ہتھنی تھی۔ اُس پر سوار ہوکر اشوک راجکماروں کے مجمع میں گیا۔ دیکھا کہ شاہزادے زرق برق پوشاکیں پہنے ہوئے سونے چاندی کی کرسیوں پہ اکڑے بیٹھے ہیں۔ اشوک سے کسی نے بیٹھنے تک کو بھی نہ کہا آخر اشوک زمین پر بے تکلف بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر میں راجکماروں کے لئے انواع و اقسام کے کھانے آئے جن کو شہزادوں نے مل کر کھایا۔ مگر اشوک کو کسی نے نہ پوچھا۔ اشوک کی ماں نے دہی چڑوا بھجوادیا تھا۔ اشوک نے وہی کھایا۔ راجہ نے استاد کی جانب مخاطب ہوکر کہا۔ کہ امتحان کا وقت آگیا ہے۔ استاد نے بڑے غور کے ساتھ چاروں طرف نظر دوڑائی۔ مگر بجز اشوک کے دوسرے کسی راجکمار میں راج کی علامتیں نظر نہ آئیں۔ مگر کہتے ہوئے خوف غالب ہوا۔ کیونکہ راجہ کی جیسی نظر عنایت اشوک پر تھی۔ وہ ظاہر ہی تھی۔ پس اگر اُس حالت میں کچھ کہتا۔ تو نہ تو اُس کی اپنی جان کی خیریت تھی اور نہ اشوک کی۔ بڑے غور و تامل کے بعد کہا۔ کہ مہاراج میں بغیر کسی امتحان کے کنایتہً بتادیتا ہوں۔ کہ کون سلطنت کے قابل ہے۔ شہزادوں میں جس کی سب سے اچھی سواری ہے۔ جس کی سب سے

اعلےٰ نشستگاہ ہے۔ جس کی سب سے اچھی خوراک ہے۔ وہی راجہ ہوگا۔ مجمع برخاست ہوا۔ ہر ایک اپنے قیامگاہ کو لوٹا۔ اشوک سے اس کی ماں نے پوچھا۔ کیوں بیٹا۔ امتحان میں کیسے اترے؟ اشوک نے کہا۔ کہ استاد کے اشارے سے تو مجھے قوی اُمید ہے۔ کہ میں ہی راجہ ہونگا۔ ماں نے دریافت کیا۔ کہ یہ کیونکر تمہیں معلوم ہوا۔ اشوک نے جواب دیا۔ کہ استاد نے کہا ہے۔ کہ جس کی سب سے اچھی سواری ہے۔ جس کی سب سے اعلےٰ نشستگاہ ہے۔ جس کی سب سے اچھی غذا ہے۔ وہی راجہ ہوگا ۔ ہر ایک راجکمار قیمتی رتھوں اور گھوڑوں پر گئے تھے۔ مگر میں اپنے باپ کی ہتھنی پر گیا تھا۔ راجہ کے لئے ہاتھی سے بڑھکر اور کون عمدہ سواری ہوسکتی ہے۔ کل شاہزادے قیمتی کُرسیوں پر بیٹھے تھے۔ مگر میں پاک زمین پر بیٹھا تھا۔ اب زمین سے بڑھ کر اور کون اعلےٰ نشستگاہ ہوسکتی ہے۔ ایسے ہی میری غذا بھی سب سے اعلےٰ تھی۔ یعنی نئے دھان کا چِڑوا۔ گائے کی دہی۔ جو دیوتاؤں کی غذا ہے۔ انہی باتوں سے مجھے قوی امید ہوتی ہے۔ کہ میں ہی راجہ ہونگا۔ یہ باتیں سُن کر اشوک کی ماں خاموش ہوگئی ۔

اشوک بدصورت تھا۔ اس لئے اس کے باپ کو اس سے بالکل محبت نہ تھی۔ اور اُس کی طبیعت بھی شروع سے ہی نہایت شوخ، درشت تھی۔ وہ ہمیشہ کسی نہ کسی کو تنگ کرتا رہتا تھا۔ اس لئے

سب لوگ اس سے متنفر رہتے تھے - پھر بھی جو لوگ اس سے ہر وقت خائف رہتے - وہ بھی سوچا کرتے تھے کہ نہ معلوم کسی وقت یہ لڑکا کیا رنگ (خوف زدہ) لائے - اشوک کی غضبناک طبیعت کے سبب اس کو چنڈال (ظالم) کہا کرتے تھے - ایسے حوصلہ مند مگر ضدی - مستقل مگر سخت مزاج تھا ٭ راجکمار اشوک میں ایسی عادات کا پیدا ہو جانا کوئی حیرانی کی بات نہیں تھی - کیونکہ بچپن میں ہی بدصورت ہونے کی وجہ سے باپ اُس کے ساتھ پیار نہیں کرتا تھا - لہٰذا چھوٹی عمر میں اُس کو جو اخلاقی تعلیم راجہ کی طرف سے ملنی چاہیئے تھی - اُس سے وہ بالکل محروم رہا - ماں کے سوائے اُس پر کسی کی نگاہ نہ تھی - جوانی کی عمر میں اُس کے باپ کو چاہیئے تھا کہ اُس کی ہر طرح سے خبرگیری رکھتا - مگر اُس نے اس بات کا کچھ دھیان نہ رکھا - راجکمار اشوک کے بڑا ہو جانے پر بھی اس کے مزاج میں کسی قسم کی تبدیلی نہ پا کر راجہ کو اور بھی غصہ آنے لگا - اور اُس نے اس کو محل سے باہر نکال دینے کی صلاح کی ٭

ایک دفعہ رعیت نے ٹکسلا (پنجاب) کے صوبے میں غدر کیا - ٹکسلا ایک نہایت خوبصورت شہر پنجاب کی حدود کے اندر تھا - آج صرف کھنڈرات ملتے ہیں - اور کچھ دکھائی نہیں دیتا ٭ اشوک کو غدر کے رفع کرنے کے لئے وائسرائے کا اعلیٰ عہدہ دے کر بھاری فوج کے ہمراہ ٹکسلا کو روانہ

کیا گیا۔ اشوک کے وہاں پہنچنے پر لوگوں نے نہایت قیمتی تحفے تحائف لے کر اُس کا استقبال کیا۔ رعیت نے صوبہ دار کے ظلم و تعدی کی شکایت کی۔ جس کی وجہ سے غدر وقوع پذیر ہوا تھا۔ اشوک کو معلوم ہو گیا۔ کہ رعیت کا شور و شر محض صوبہ دار کے ظلم و زیادتی کے سبب سے تھا۔ ٹکسلا اور سوسا کی رعیت نے اطاعت منظور کر لی۔ جب پنجاب میں امن و امان ہو گیا۔ تو اُس کے کچھ عرصہ بعد راجہ بندوسار نے راجکمار اشوک کو ٹکسلا سے اُجین کا حاکم مقرر کر کے بھیج دیا۔ اُجین جاتے وقت اسے راستے میں ایک دن ایک جگہ رہنے کا اتفاق ہوا۔ وہاں ایک دولتمند کی نوجوان اور خوبصورت لڑکی دیوی نامی کے ساتھ اس نے شادی کر کے اُس کو اپنی رانی بنا لیا۔ اور اُس کو اپنے ساتھ اُجین لے گیا۔ اُس کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ جس کا نام مہندر رکھا گیا۔ اس کے دو سال بعد لڑکی پیدا ہوئی۔ جس کا نام سنگھ مترا تھا ؛

باب دوم

راجہ بندوسار کی وفات اور اشوک کی تخت نشینی اور اُس کا ظلم و تعدّی

اشوک کے پنجاب سے چلے جانے کے بعد وہاں کے لوگوں نے پھر غدر کیا۔ اور اب کے وہاں کا فساد مٹانے کے لئے راجہ کو اپنا بڑا لڑکا سوسیم روانہ کرنا پڑا۔ سوسیم کے پنجاب کی طرف روانہ ہونے کے کچھ ہی عرصہ بعد راجہ کو پیغام اجل آ گیا۔ اب راجہ سوچنے لگا۔ کہ میرے بعد کون تخت نشین ہونا چاہیئے اشوک غصہ ور اور بدصورت ہونے کے سبب پہلے ہی راجہ کے دل سے اترا ہوا تھا۔ اس پر راجہ نے اپنے منتری (وزیر) کے ساتھ صلاح کی ٭ کچھ عرصہ پہلے ایک دن ایسا اتفاق ہوا تھا کہ راجکمار سوسیم باغ سے محل میں آ رہا تھا۔ جبکہ اس نے ہنسی سے وزیر اعظم کی بےعزتی کی۔ جس سبب سے منتری رادھا گپت راجکمار سوسیم سے ناراض ہو گیا۔ اور اسی دن سے پریوی کونسل کے ممبروں کے ساتھ مل کر سوسیم کو تخت سے محروم رکھنے اور اشوک کو تخت پر بٹھلانے کی سازش میں مصروف تھا۔ رادھا گپت نے اس موقع کو غنیمت سمجھ کر سوسیم سے

بدلا لینے کی نیت سے اشوک کو گدی نشین کرنے کی صلاح دی۔ لیکن راجہ نے وزیر کی صلاح نہ مان کر فیصلہ کیا۔ کہ اشوک فی الحال سلطنت کا کاروبار کرے۔ لیکن جب سوسیم پنجاب سے واپس آئے۔ تو سلطنت اس کے سپرد کردی جائے۔ اسی قسم کی وصیت کرنے کے بعد اس کا انتقال ہوگیا۔ مگر بندوسار کی وفات کے بعد وزرا نے اشوک کے سر پر تاج رکھ دیا۔

باپ کی موت کی خبر سن کر سوسیم پاٹلی پُتر (پٹنہ) کی طرف روانہ ہوا۔ اور اگرچہ اس کو راستے میں ہی معلوم ہوگیا تھا۔ کہ اشوک تخت پر قابض ہوگیا ہے۔ مگر اس نے اپنی طاقت پر بھروسہ کرکے اشوک کی پرواہ نہ کرتے ہوئے تھوڑی سی فوج فراہم کرکے اس پر چڑھائی کردی۔ اشوک کچھ تو پہلے ہی طاقتور اور زبردست تھا۔ اب سلطنت ہاتھ آجانے پر وہ اور بھی مضبوط ہوگیا تھا۔ اور اس پر طرّہ یہ کہ اس وقت رادھا گپت جیسا اعلیٰ دماغ شخص اس کا وزیر تھا۔ اس لئے سوسیم کو شکست دینا اشوک کے لئے کچھ بڑی بات نہ تھی۔ سوسیم لڑتا ہوا ایک خندق میں گر کر مر گیا۔ روایت ہے کہ اس کے بعد اشوک نے اپنے تمام بھائیوں کو سوائے تشیہ کے جو کہ سب سے چھوٹا تھا قتل کر ڈالا۔ اور اسی وجہ سے اس کا نام دُشٹا اشوک پڑ گیا۔ لیکن وہی اشوک مہاتما بدھ کی تعلیم پا کر ایسا دھرماتما بن گیا کہ جس کی مثال دنیا کی تواریخ میں کم ملتی ہے۔

لیکن بُدھ کا پیرو بننے سے پہلے اُس کا مزاج ایسا غضبناک تھا کہ لوگوں پر ہر قسم کے ظلم و تعدی کر کے خوشی حاصل کرتا تھا۔ اور اس کا غصّہ اس قسم کا تھا کہ جس نے ذرا سا بھی قصور کیا اُس کو فوراً موت کی سزا دیتا تھا۔ یہاں تک کہ عورتوں اور خاص اپنی رانیوں کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کرتا تھا ؛

ایک روز جبکہ اُس کے پانچسو امرا نے اُس کو اس کے ارادے سے باز رکھنے کی کوشش کی تو اشوک غصّے اور غضب کی آگ سے بھڑک اُٹھا۔ اپنی تلوار میان سے کھینچی۔ اور بذات خود تمام کے سر اپنے ہاتھ سے قلم کئے ؛

اُس کے وزرا جو کہ اس غضبناک بیرحمی کے خوفناک فعل کو دیکھ کر دم بخود ہو گئے تھے۔ اُس سے درخواست کرنے لگے کہ حضور اپنے ہاتھوں کو خون سے ناپاک مت کریں۔ ایک جلّاد کو مقرر کر دیں۔ جو کہ ملزموں کو باہر لے جایا کرے ؛

راجہ نے اس بات کو منظور کر لیا۔ اور ایک آدمی جس کا نام چنڈ گرک تھا۔ اور جو بے رحمی میں بے مثال اور لاثانی تھا۔ جو کہ حیوانوں کو اذیت پہنچانے میں خاص اُنس رکھتا تھا جس نے کہ اپنے والدین کو خود ہلاک کیا تھا۔ تلاش کیا گیا۔ اور اُس کو دیگر سب جلّادوں کا افسر مقرر کیا گیا۔ راجہ نے اُس کے کام میں لانے کے لئے ایک جیل خانہ تعمیر کروایا۔ جو کہ بیرونی طرف سے نہایت دلکش تھا۔ تاکہ آدمی اُس کی طرف کھنچے چلے آویں

اور اس طرح دوزخ کی تمام اذیتوں کو برداشت کریں۔ جو کہ اُس کے اندر داخل ہونے کے لیئے اُن کا انتظار کر رہی ہوتی تھیں کیونکہ راجہ کا حکم تھا۔ کہ کوئی جو کہ اُس کے اندر داخل ہو جائے زندہ باہر نکلنے نہ پائے ٭

ایک دن شاہی محل کی استریوں نے جن کو کہ اشوک کی بھدی سی شکل لبھا نہ سکی۔ باغ میں سے اشوک (ایک قسم کا درخت) کے پتے توڑ کر اُس پر مخول اُڑایا۔ راجہ اشوک کو جب اس واقعہ کی خبر لگی۔ تو اُس نے پانچسو عورتوں کو زندہ جلوا دیا ٭

اشوک کے اس قسم کے ظلموں سے اس کی رعیت نہایت خوف زدہ ہو گئی۔ اور اس کے دوسرے ہمسایہ خود مختار راجاؤں میں بھی کھلبلی پڑ گئی۔ لیکن اشوک ایسا مغرور ہو گیا۔ کہ اپنے آپ کو پرماتما کے برابر تصور کرنے لگا۔ اپنی سلطنت کی شان و شوکت اور طاقت کو اِندر کی شان و شوکت اور طاقت سے بڑھ کر۔ اور اپنے دارالخلافہ پاٹلی پتر کو اِندر کے دارالسلطنت اِندر پوری سے اعلےٰ تر خیال کرتا تھا۔ اُس نے ارادہ کیا کہ میں دوزخ کے برابر یہاں بھی ایک نہایت تنگ و تاریک اور خوفناک جگہ بنواؤں۔ چنانچہ اُس نے ایسا ہی ایک مکان تعمیر کرنے کے لیئے حکم دیا ٭ اُس کے حکم کے مطابق ایک کھلی جگہ پر دوزخ تیار کیا گیا۔ جس میں لوگوں کو پہلے درجے کی اذیت

پہنچانے کے سامان مثلاً ہر قسم کے ہتھیار۔ چکّر۔ گرم تیل کے کڑاہے۔ لوہے کے کانٹے وغیرہ بہم پہنچائے گئے۔ جو شخص کوئی گناہ کرتا۔ اُس کو سزا بھگتنے کے لئے وہاں بھیج دیا جاتا۔ کچھ دنوں کے بعد ایسا سخت عذاب ہونا شروع ہوا کہ جو کوئی وہاں جاتا پھر زندہ واپس نہ آتا۔

کہتے ہیں کہ جس وقت اشوک اُجّین میں حاکم تھا۔ اُس وقت بھی اُس نے اسی قسم کا ایک دوزخ بنوایا تھا۔

دشمن کی جان لینا وہ اپنی خوبی خیال کرتا تھا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے :- کہ "(۱) جوانی (۲) مال و دولت (۳) بے وقوفی اور (۴) حکومت ان میں سے اگر کسی کے پاس ایک بھی ہو۔ تو وہ قیامت برپا کر دیتی ہے۔ لیکن وہاں کیا حال جہاں چاروں ہی موجود ہوں"۔ اشوک کے پاس یہ چاروں چیزیں موجود تھیں۔ اس لئے اس کے ظلم کی کوئی حد نہ رہی۔

بودھ دنت کتھا میں لکھا ہے کہ اشوک نے اپنی ابتدائی عمر میں بدھ مذہب کے ماننے والوں کو نہایت اذیتیں پہنچائیں اور اُس کے حکم سے گیا میں بودھی درخت کو کاٹ کر گرا دیا گیا۔ اور بدھ کی جائے ولادت کپل وستو کے نزدیک رام پور نامی گاؤں میں بدھ کی یادگار میں جو آٹھ ستون استادہ کئے گئے تھے۔ ان میں سے سات اُسی کے حکم سے گرا دئے گئے۔

باب سوم

اشوک کی زندگی میں تبدیلی

اُس منتظمِ حقیقی کے انتظام کو پورے طور سے کون جان سکتا ہے اور اُس وقت کس کے دل میں یہ خیال ہوگا کہ اشوک جیسے ظالم شخص کی زندگی میں بھی تبدیلی ہو سکتی ہے ؏

بال پنڈت سمدر نامی ایک مہاجن کے لڑکے کے باپ کو ڈاکوؤں نے مار ڈالا۔ اور اُس کی تمام دولت لوٹ لی اِس واقعہ سے اُس کا دل دنیا کی طرف سے اُچاٹ ہو گیا اور اُس نے بودھ مذہب کو قبول کر لیا۔ اور بھکشو بن کر بودھ دھرم پرچار کے لئے جگہ جگہ گھومنے لگا۔ گھومتے گھومتے وہ ایک دن اُس مکان کے قریب پہنچا۔ اور وہاں فوارے وغیرہ (جن سے نہایت شفاف پانی نکل رہا تھا) چھوٹتے اور نیز مکان کی خوبصورتی دیکھ کر اُس کے اندر چلا گیا۔ دربان نے اُس کو گرفتار کر لیا۔ اور ہاتھ باندھ کر دوزخ کے منتظم چنڈگرک نامی کے پاس لے گیا۔ تاکہ اُس کو سزا دی جائے۔ چنڈگرک اُس کو مارنے کے لئے تیار ہو گیا۔ لیکن ایسا کہا گیا ہے کہ سنیاسی نے جوگ کی طاقت سے اپنے آپ کو بچا لیا۔ قاتل نے حیران

ہو کر اشوک کو اس ماجرے کی خبر دی۔ اشوک جب وہاں پہنچا تو وہ بھکشو کا ایسا مطیع ہو گیا۔ کہ یک بیک اس کی طبیعت بالکل بدل گئی۔ اور کہنے لگا کہ اب میں بدھ کی تعلیم پر چلونگا۔ اور کبھی کسی کو نہ ستاؤنگا۔ اس نے بیرحمی کے فعل کو ترک کر دیا۔ جیلخانہ برباد کر دیا گیا۔ اور داروغہ جیل کو زندہ جلا دیا گیا۔

اشوک کی تبدیلی کے بارے میں لنکا کی ایک اور روایت ہے کہ سومان[۱] (جو کہ اشوک کا بڑا بھائی ولیعہد سلطنت تھا) کے مرنے کے وقت اس کی عورت حاملہ تھی۔ لیکن وہ اشوک کے ظلم اور اس کی خونریزی کو دیکھ کر پاٹلی پتر سے بھاگ گئی۔ اور اس نے ایک گاؤں میں جہاں کہ نیچ ذات کے لوگ رہتے تھے۔ جا کر پناہ لی۔ اس گاؤں کے سردار کو اس عورت کی حالت پر نہایت رحم آیا اور اس کے ساتھ نہایت عزت کا برتاؤ کیا۔ اسی دن اس کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ جس کا نام نگرودھ رکھا گیا۔ اس بچے کی پیدائش کے ساتھ ہی اس کے چہرے سے پاکیزہ دل کے نشان ظاہر ہو رہے تھے۔ جب اس کی عمر سات سات سال کی ہوئی۔ تو وہ بھکشو بن گیا۔

ایک دفعہ اس ہونہار پاک طینت بھکشو کو جس کا شاہی تعلق کسی کو معلوم نہیں تھا۔ شاہی محل سے گذرنے کا اتفاق ہوا۔ اتفاقیہ راجہ کی نظر اس پر پڑ گئی۔ جو اس کے سنجیدہ اور بزرگانہ خط و خال کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ راجہ نے لڑکے کو

[۱] سوسیم۔

اپنے پاس بلا کر کہا - کہ "اے میرے بچے! جو جگہ تم اپنے لئے مناسب خیال کرتے ہو - وہاں بیٹھ جاؤ۔" نگرودھ نے یہ دیکھکر کہ وہاں سوائے اُس کے کوئی اور مذہبی پیشوا موجود نہیں شاہی تخت کو اپنے بیٹھنے کے لائق جگہ خیال کرکے اُس کی طرف بڑھا راجہ اشوک نے اُس کو تخت پر بٹھا کر اُس کی نہایت اعلے درجے کے کھانوں سے خاطر تواضع کی ؎

اس طرح اُس کی عزت و تکریم کرکے راجہ کو جب معلوم ہوا کہ یہ لڑکا ایک بودھ بھکشو ہے - تو اُس نے اُس لڑکے سے بدھ مذہب کے سدھانتوں (اصولوں) کے متعلق دریافت کرنا شروع کیا - اور اُس لڑکے نے نہایت ہی متانت کے ساتھ زندگی کے حقیقی مقصد کو ایسے واضح طور سے بیان کیا کہ جس کا اثر راجہ کے دل پر ایسا ہوا کہ اُس نے فوراً بدھ مذہب کو قبول کر لیا - دوسرے دن نگرودھ بتیس اور سادھوؤں کے ساتھ محل میں آیا - اور خدا ترسی کے مضمون پر ایک زبردست اُپدیش دیا - راجہ اور دوسرے لوگوں کا دل بنی نوع انسان کی ہمدردی سے بھر گیا - اس طرح راجہ اپنے بزرگوں کا مذہب ترک کرکے بُدھ مذہب میں شامل ہو گیا ؎

یہ واقعہ اُس وقت کا ہے جبکہ اشوک کو گدی پر متمکن ہوئے ابھی چار سال ہوئے تھے - اور اسی سال اُس نے جشن تاجپوشی کرکے اپنے بھائی تشیہ کو اپنا نائب مقرر کیا ؎

آچاریہ اُپ گپت سے اشوک کا دھرم کی تعلیم پانا

"ہیونگ سانگ کے بیان کے مطابق اشوک کی تبدیلی مذہب ایک مہان سادھو بنام اُپ گپت کے ذریعے سے ہوئی جن کو کہ وہ جیل خانے کو تہ و بالا کرنے کے بعد ملا"

ویسالی مہاسنگ کے ۱۱۸ برس بعد یعنی ۲۵۹ء ق م میں اشوک نے بودھ دھرم کو قبول کیا۔ اور آچاریہ اُپ گپت بودھ جتی سے دھرم کی تعلیم حاصل کی۔

آچاریہ اُپ گپت متھرا کا رہنے والا ذات کا ویش تھا۔ سترہ برس کی عمر میں اس نے "ارہت" (بھکشوؤں کی ایک ڈگری) کا درجہ حاصل کیا۔ وہ اکثر اوقات پہاڑوں کی دور افتادہ غاروں یا گپھاوں میں بیٹھ کر گیان دھیان میں لگا رہتا تھا۔ یہ نفس کش۔ دوسروں کا بھلا کرنے والا۔ اور نیک سادھو تھا۔ اس کے متعلق بدھ مذہب کی کتابوں میں ایک روایت لکھی ہے جس کا ذکر خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

واسودتّا کا حال

متھرا میں ایک بیسوا رہتی تھی۔ جس کا نام واسودتّا تھا اتفاق سے اس نے اُپ گپت کو کہ جو دراز قد اور حسین نوجوان تھا۔ دیکھا۔ اور اس سے بہت ہی محبت کرنے لگی۔ واسودتّا نے اس نوجوان کی دعوت کی۔ لیکن اس نے جواب میں کہلا بھیجا

کہ "ابھی وہ وقت نہیں آیا - کہ اُپ گپت واسودتّا سے ملے"۔

بسوا اس جواب سے متحیّر ہوئی - اور اُس نے پھر اس کو بلا بھیجا - اور کہا "واسودتّا محبت کی بھوکھی ہے - وہ اُپ گپت سے روپیہ نہیں چاہتی" لیکن اُپ گپت نے پھر وہی پیچیدہ جواب کہلا بھیجا - اور اُس کے پاس نہ گیا۔

چند مہینے بعد واسودتّا کی شہر کے کاریگروں کے سردار سے ملاقات ہوگئی - اور ابھی دنوں اتفاق سے ایک امیر آدمی بھی متھرا میں آیا - جو واسودتّا کو دیکھ کر فریفتہ ہوگیا - واسودتّا بھی اُس کا مال و متاع دیکھ کر لالچ میں آگئی - اور اُس نے اپنے پہلے آشنا کاریگروں کے سردار کو کسی ترکیب سے مروا ڈالا - اور اُس کی لاش کو کوڑی کے نیچے چھپا دیا۔

جب اُس سردار کا پتہ نہ ملا - اُس کے سردار اور دوست اُسے تلاش کرنے لگے - اور اُس کی لاش ڈھونڈ نکالی - آخر واسودتّا کی ایک جج کے روبرو پیشی ہوئی - اور عدالت سے یہ حکم ہوا - کہ اُس کے دونو کان - ناک اور ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں - اور اُسے ایک قبرستان میں پھینک دیا جائے۔

بسوا واسودتّا کو ایک بڑی تند مزاج عورت تھی - لیکن وہ اپنے نوکروں سے بڑی مہربانی کے ساتھ پیش آتی تھی - اس لئے اُس کی ایک ٹہلنی (خدمتگارنی) اُس کے پیچھے پیچھے گئی - اور اُس کی پچھلی عنایات اور محبت کے لحاظ

سے اُس کی اس حالت میں تیمارداری اور غمگساری کرتی اور کوّوں کو اُڑایا کرتی تھی۔ تاکہ وہ اُس کا ماس نوچ نوچ کر نہ کھائیں ۔

اب وہ وقت آگیا تھا۔ کہ جب اُپ گپت نے واسودتّا سے ملنے کا فیصلہ کیا۔ اور اُس کے پاس گیا۔ واسودتّا نے اُسے آتا دیکھ کر اپنی پرانی خادمہ سے کہا۔ کہ میرے کٹے ہوئے اعضا اکٹھا کر کے ایک کپڑے سے ڈھانپ دو۔ اُپ گپت واسودتّا کے ساتھ بہت مہربانی سے پیش آیا۔ لیکن اُس (واسودتّا) نے اُس حال میں بھی شوخی اور ناز سے کہا۔ "ایک وقت تھا کہ اس جسم سے کنول کے پھول جیسی مہک آتی تھی۔ اُس وقت میں نے تم سے اظہار محبت کیا۔ میں اُن دنوں جواہرات اور عمدہ تن زیب کے کپڑوں میں ملبوس تھی۔ اب جلّاد نے میرے ٹکڑے ٹکڑے کر دئیے ہیں۔ اور لہو میں لتھڑی ہوئی ہوں" یہ سُن کر اُپ گپت نے کہا۔ بہن! میں تمہارے پاس نفسانی خواہشوں اور خوشیوں کو بھوگنے کے لئے نہیں آیا ہوں۔ بلکہ اس غرض سے آیا ہوں کہ تجھ کو اُس حسن وجمال کے عوض میں جو تُو کھو بیٹھی ہے اُس سے اعلٰے تر حسن دوں۔ میں نے مہاتما بدھ کے اعلٰے اور عجیب دھرم کی تعلیم پائی ہے۔ میں تجھکو بھی وہی تعلیم دینا چاہتا تھا لیکن تو اُس وقت پاکیزگی اور راستی کی باتوں کو نہ سُنتی تھی۔

کیونکہ تو اُن دنوں ترغیبات (پرلوبھنوں) سے محیط اور دُنیوی سُکھوں اور نفسانی جذبات کی سیری پر فریفتہ تھی۔ چونکہ اُس وقت تیرا دل آوارہ تھا۔ اور تجھے اپنے فانی حسن اور دولت پر بڑا غرور تھا۔ اس لئے تو تتھاگت (بُدھ) کے اُپدیشوں کو نہیں سُن سکتی تھی ؛

اے واسودتّا! ایک حسین عورت کی ادائیں مثل سراب کے دھوکا دینے والی ہیں۔ اور بہت جلد انسان کو ترغیب میں ڈال دیتی ہیں۔ لیکن اس فانی چند روزہ خوبصورتی کے علاوہ ایک اور خوبصورتی بھی ہے کہ جس کا رنگ کبھی پھیکا نہیں پڑتا اور کبھی کم نہیں ہوتی۔ اگر تو ہمارے پربھو بُدھ کے دھرم کو ایک بارشن لے تو تجھ کو وہ شانتی ملیگی۔ کہ جو ناپاک خوشیوں کی پراگندہ دُنیا میں کبھی نہیں مل سکتی ؛

واسودتّا یہ سُن کر شانت (مطمئن) ہوگئی۔ اور روحانی آنند (راحت) نے اُس کے جسمانی درد کے عذاب کو بہت ہلکا کر دیا۔ کیونکہ جہاں جس قدر زیادہ عذاب ہے۔ وہاں اُسی قدر زیادہ برکتیں اور آنند بھی ہے۔ اُس نے بُدھ دھرم اور سنگھ کی شرن (پناہ) لی۔ اور وہ اپنے پاپوں کی سزا کو نہایت حوصلے سے برداشت کرتی ہوئی اس لوک سے رخصت ہوگئی ؛

اشوک نے اُپ گپت سے دھرم اُپدیش لے کر اُس کو

اپنی راجدھانی (دارالسلطنت) میں لے جاکر شاہی محل میں رہنے پر مجبور کیا۔ مگر اُس نے جواب دیا کہ "میرے لئے میری گپھا ہی موزوں و مناسب ہے"۔ اس پر راجہ نے دارالسلطنت کے نزدیک ہی اُس کے لئے ایک اعلےٰ درجہ کی گپھا تعمیر کروادی ساتھ ہی ککٹ واٹیکا آچاریہ اپ گپت کے رہنے کی جگہ میں آشرم بنانے کا حکم دیا۔

تشیہ کی تبدیلی

لنکا کی روایت ہے کہ اشوک کے سب سے چھوٹے بھائی نے جس کا نام تشیہ تھا۔ جنگل میں بارہ سنگوں (ہرنوں کی ایک قسم) کو کھیلتے دیکھا۔ تو اُس کے دل میں خیال گزرا۔ کہ جب یہ جنگل میں آپس میں مل کر خوش رہ سکتے ہیں۔ تو بھکشوؤں کو گو کھانے کو عمدہ خوراک اور رہنے کے لئے اچھی جگہ ملی ہوئی ہے تو بھی وہ ہمیشہ اُداس اور بے چین رہتے ہیں۔ گھر آکر اُس نے سارا حال راجہ کو سنایا۔ اُس نے اُس کے سوال کا جواب دینے کی غرض سے اُس کو کہا کہ "تم سات دن تک سلطنت کرو۔ اور میں تم کو ساتویں دن جان سے مار ڈالونگا"۔ ساتویں دن راجہ نے اُس سے دریافت کیا کہ "تم اتنے دُبلے کیوں ہو گئے ہو"؟ اُس نے جواب دیا کہ "موت کے خوف سے" تب راجہ نے جواب دیا کہ "اے میرے عزیز! تم کو سات دن کے بعد موت واقع ہونیکا فکر

تھا۔ تو تمہاری یہ حالت ہو گئی۔ یہ بھکشو لذات نفسانی میں پھنس کر کس طرح خوشی محسوس کر سکتے ہیں۔ جو کہ ہر دم ہی موت کا دھیان رکھتے ہیں۔ تشیہ نے جب یہ بات سنی تو وہ بھی بدھ مذہب میں شامل ہو گیا ؞

ایک دوسری روایت ہے کہ ویت شوک راجہ کا بھائی اور تیرتھیوں کا پیرو کار تھا۔ جو کہ بودھ بھکشوؤں کو یوں طعن کیا کرتے تھے۔ کہ تم خوشیوں کو پیار کرتے ہو اور تکلیف سے ڈرتے اور خوف کھاتے ہو۔ جب راجہ اشوک نے اپنے بھائی کو بدھ مذہب میں لانے کی کوشش کی۔ تو اس کو اس نے منہ توڑ جواب دیا کہ "تم تو بھکشوؤں کے ہاتھوں میں ایک محض اوزار بنے ہوئے ہو"۔ تب راجہ نے ایک چال سے اس کو بدھ مذہب میں لانا چاہا ؞

اس کی (راجہ اشوک کی) تحریک پر وزرا نے ویت شوک کو شاہی اختیارات حاصل کرنے کی ترغیب دی۔ راجہ کو جب یہ معلوم ہوا۔ تو اس نے بڑا بھاری مصنوعی غصہ ظاہر کیا۔ اور اپنے بھائی کو فی الفور جان سے مار ڈالنے کی دھمکی دی۔ آخر کار راجہ کو کہا گیا۔ کہ "آپ اپنے بھائی کو سات دن کی مہلت دیں اور ان سات ایام میں اس کو حکومت کرنے کی اجازت دی جائے"۔ اس عرصے میں موت کے خوف نے ویت شوک کے دل پر اس قدر زبردست اثر ڈالا۔ کہ اس نے بدھ مذہب کے اصولوں کے

سامنے سر جھکا دیا۔ اور اُس کو مہاتما سنتھوپاس نے تعلیم دی۔
نہایت مشکل سے سنتھوپاس نے راجہ کو اپنے بھائی کے
بھکشو بننے کی اجازت دینے کے لئے رضامند کیا۔ اُس نئے
بھکشو میں آہستہ آہستہ سادھو کی زندگی کو داخل کرنے کے
لئے اُس کے لئے محلات میں ایک آشرم تیار کروا دیا۔ اس
آشرم سے پہلے پہل ویت شوک کُکٹ رام کے بودھ مٹھ میں
گیا جہاں آچاریہ اُپ گپت رہتا تھا۔ اور اُس کے بعد ودیہہ
یعنی ترہوت بن گیا جہاں کہ اُس نے ارہٹ (بھکشو کی ایک
ڈگری) کی پدوی حاصل کی۔ جب ویت شوک بھکشو کا لباس پہنے
ہوئے محل کو واپس آیا۔ تو اُس کا نہایت عزت کے ساتھ استقبال
کیا گیا۔ اور اُس کو روحانی طاقتیں دکھانے کے لئے مائل کیا گیا۔
بعد ازاں وہ سرحد کے علاقے سے پرے ایک علیٰحدہ جگہ میں چلا
گیا۔ جہاں کہ وہ بیمار ہو گیا۔ اشوک نے اُس کو دوائی روانہ کی
اور وہ تندرست ہو گیا۔

اُن ایام میں ایسا اتفاق ہوا۔ کہ ایک برہمن رشی نے
ایک بدھ کی مورتی کو جو کہ بنگال میں پنڈر وردھن میں تھی
نیچے پھینک کر توڑ ڈالا۔ اُس کے بدلے میں اشوک کے حکم
سے ایک دن میں اٹھارہ ہزار برہمنوں کا کشت و خون کیا
کیا گیا۔ اُس کے کچھ عرصے بعد ایک متعصب شخص نے پاٹلی پتر
(پٹنہ) میں اسی طرح ایک بدھ کے بت کو زمین پر دے پھینکا

اس شرارت میں جو لوگ شریک تھے - مع اُن تمام کے رشتہ داروں اور دوست آشناؤں کے وہ تمام کے تمام زندہ جلا دئے گئے - اور راجہ نے ہر ایک اُداسین براہمن سے تعلق رکھنے والے سادھو کو گرفتار کرنے والے کے لئے ایک انعام دینے کا اعلان کیا ؂

جب یہ اعلان مشتہر ہو چکا - تو دیت شوک کو جو کہ اپنی فقیرانہ پوشاک میں ملبوس تھا - ایک گڈریے کی جھونپڑی میں رات رہنے کا اتفاق ہوا - وہاں کی شریف عورت نے اُس کو اس قسم کے لباس اور بکھرے ہوئے بالوں کی حالت میں دیکھ کر خیال کیا کہ اُن ہی سادھوؤں میں سے ہوگا - جن کا کہ راجہ نے اعلان کیا ہے - اور اپنے خاوند کو ترغیب دی - کہ وہ اُس کو مار ڈالے تاکہ راجہ سے انعام حاصل کرے - گڈریا اُس کا سر کاٹ کر راجہ کے سامنے لے گیا - اور وہ اُس کو دیکھ کر خوف زدہ ہو گیا - اور امرا وزرا نے اُس کو کہا - کہ " حضور اُس اعلان کو منسوخ فرما دیں " اُس نے صرف یہی نہیں - کہ اعلان کو منسوخ بلکہ اُس نے تمام سلطنت میں اہنسا کا راج قائم کر دیا - یعنی کہ اُس نے قانون پاس کر دیا - کہ آج کے بعد کوئی بھی جان سے نہیں مارا جائیگا ؂

چوتھا باب

دھرم پرچار

بُدھ دھرم کی ترقی و اِصلاح و رفاہ عام کے کام

دھرم کی زندہ طاقت سے انسان کے دل میں کس قدر حیرت انگیز تبدیلی ہوجاتی ہے۔اس کی زندگی اس کی ایک زندہ مثال ہے۔ بدمزاج۔ سرکش۔ ظالم اور بے رحم اشوک کہ جس نے بادشاہت کے لالچ میں پڑکر اپنے تمام بھائیوں۔ رشتہ داروں اور لواحقوں کو بھی اپنے ہاتھ سے قتل کرنے میں دریغ نہیں کیا تھا۔ نئی زندگی حاصل کرکے ایسی فراخدلی اور انصاف اور مساوات کے ساتھ راج کرنے لگا۔ کہ جس کی مثال دنیا میں کم ملتی ہے ؁

اشوک نے دھرم کی تعلیم حاصل کرتے ہی بُدھ مذہب کو نہ صرف راج دھرم قرار دیا۔ بلکہ اس نے اُس کی اشاعت کو ترقی دینے کا بھی بیڑا اُٹھایا۔ یہ بُدھ بھکشوؤں کی بڑی عزت کرتا تھا۔ اور روپیے پیسے سے اُن کو امداد دے کر دھرم کی اشاعت میں اُن کی بڑی مدد کرتا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بُدھ مذہب دن دونی اور رات چوگنی ترقی کرنے لگا ؁ چونسٹھ ہزار

بھکشو اشوک کے ہاں پرورش پاتے تھے۔ اُن کے لئے ہر روز شاہی خزانے میں سے چار لاکھ روپیہ دھرم پر خرچ ہوتا تھا۔

راجہ اشوک کے جشن تخت نشینی کے چوتھے سال اُس کا بھائی تشیہ جو کہ داتسرا سے مقرر کیا گیا تھا۔ اگنی برہم اور اُس کا نواسہ سُمن تمام بھکشو ہو گئے۔ ان کے بھکشو ہونے کے بعد مُدگل پُتر نے راجکمار مہندر اور راجکماری سنگھ مِترا کو بھی سنگھ[۱] میں شامل کر لیا۔ اور اُن کو شاہی لباس کی بجائے بھکشو لباس یعنی پیلے کپڑے پہنائے گئے۔ سنگھ میں داخل ہونے کے وقت بودھ دھرم میں یہ رسم ادا کی جاتی تھی۔ جو ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

بھکشو فرش پر ایک دوسرے کی طرف منہ کرکے دو قطاروں میں بیٹھتے تھے۔ اور سبھاپتی کسی ایک قطار کے شروع کے حصہ میں بیٹھتا تھا۔ شکھشارتھی گرہستی کے لباس میں بھکشو کے پہننے والے کپڑے ہاتھ میں لے کر حاضر ہوتا تھا۔ اور ایک بھکشو اُس کو حاضرین کے سامنے پیش کرتا تھا۔ شکھشارتھی سبھاپتی کو پرنام کرکے اور کچھ نذرانہ دے کر تین بار یہ درخواست کرتا تھا "پربھو میرے اوپر دیا کیجئے یہ بستر لیجئے۔ اور مجھ کو دکھشت کیجئے تاکہ میں دُکھ سے رہائی پا سکوں اور نِربان

---

[۱] بودھ دھرم کی بنیاد میں تین باتیں پائی جاتی ہیں۔ بُدھ۔ دھرم اور سنگھ جیسے ہندو دھرم میں برہما۔ وشنو اور مہیش مانے گئے ہیں۔ اسی طرح بودھ دھرم میں بُدھ۔ دھرم اور سنگھ کو قبول کیا گیا ہے۔

سمبھوگ کرسکوں ٭

سبھاپتی یہ بنتر (کپڑے) لے کر شکھشارتھی کے گلے میں ڈال دیتا تھا۔ اور اُس وقت ایسے سُوتر اچارن (بولنا) کرتا تھا۔ جن میں انسانی جسم کے فنا پذیر ہونے کا ذکر ہے۔ امیدوار وہاں کسی ایک طرف جاکر بھکشوؤں کا لباس پہن لیتا۔ اور ایک سُوتر اس مضمون کا پڑھتا۔ کہ "میں یہ بستر (کپڑے) سردی گرمی اور لجّا نوارن (ستر پوشی) کے لئے پہنتا ہوں"۔ اس کے بعد وہ بھکشو کے لباس میں حاضر ہوکر سبھاپتی کے سامنے دوزانو بیٹھ کر یہ منتر (کلمہ) "بدھم شرنم گچھامی (میں بدھ کی شرن لیتا ہوں) دھرمم شرنم گچھامی (میں دھرم کی شرن لیتا ہوں) سنگھم شرنم گچھامی (میں سنگھ کی شرن لیتا ہوں) تین بار اچارن کرتا اور دس مندرجہ ذیل عہد کرتا تھا:-

(۱) میں عہد کرتا ہوں کہ کسی جاندار کو نہیں مارونگا ٭

(۲) میں عہد کرتا ہوں کہ چوری نہیں کرونگا ٭

(۳) میں عہد کرتا ہوں کہ اپوترتا (بدچلنی) سے پرہیز کرونگا ٭

(۴) میں عہد کرتا ہوں کہ جھوٹ نہیں بولونگا ٭

(۵) میں عہد کرتا ہوں کہ منشّی چیزوں کا استعمال نہیں کرونگا ٭

(۶) میں عہد کرتا ہوں کہ ناچنے گانے۔ باجہ بجانے۔ اور ناٹک کرنے سے پرہیز کرونگا ٭

(۷) میں عہد کرتا ہوں کہ ممنوع اوقات میں کھانا نہیں کھاؤنگا ٭

(۸) میں عہد کرتا ہوں کہ پھول مالا - خوشبوئیں - اور تلک چھاپ - سنگار یا زیبائش کی چیزیں استعمال نہیں کرونگا ؛

(۹) میں عہد کرتا ہوں کہ اونچے اور چوڑے بستر سے استعمال نہیں کرونگا ؛

(۱۰) میں عہد کرتا ہوں کہ کسی سے سونا - چاندی نہیں لونگا ؛

وہ دونو بھکشو اس کے ممتحن بنتے اور وہ اُن دونو کو سبھا سے الگ لے جاکر اپنا اور اپنے گرو کا نام بتلاتا تھا کہ میرے پاس بھکشا پاتر اور پہننے کے کپڑے ہیں اور مجھے کوئی بیماری نہیں ہے جو بھکشو ہونے میں مانع ہو - میں بیس سال کا نوجوان مرد ہوں - میں نے اپنے والدین کی رضامندی حاصل کر لی ہے ؛

امیدوار اس کے بعد اُٹھ کر اور سبھا پتی کو پرنام کر کے وہاں سے رخصت ہو جاتا تھا ؛

شکھشا رتھی سنگھ کا ممبر نہیں ہو سکتا تھا - جب وہ بھکشو ہونا چاہتا تھا - تب وہ اُس کو گرہستی کا لباس پہن کر مذکورہ بالا اوشٹھان کرنا پڑتا اور سبھا پتی کو پرنام کر کے دوبارہ نذرانہ دینا پڑتا تھا اور اُس سے گرو بننے کے لئے تین بار التجا کرنی پڑتی تھی - اُس کے رضامند ہونے پر وہ آشرم کے دوسری طرف چلا جاتا اور وہاں پر اُس کے گلے میں بھکشا پاتر (کاسہ گدائی) لٹکا دیا جاتا تھا - اور جس شخص نے اس کو بھکشو کے منصب میں برن (قبول) کرنے کے لئے تجویز پیش کی تھی - وہی اُس کو سبھا پتی کے سامنے لے آتا - اور اُس

کے علاوہ ایک اور بھکشو امیدوار کے دوسری طرف کھڑا ہوتا۔ امیدوار ان دونو کو اپنا اور اپنے گرو کا نام بتلاتا تھا۔ اور اُس کو ان دونو سے یہ بات بھی ظاہر کرنی پڑتی تھی۔ کہ میرے پاس بھکشا پاتر اور پہننے کے کپڑے ہیں اور مجھ میں بھکشو ہونے کی قابلیت بھی ہے +

یہ دونو شخص اس بات کو سب حاضرین کے سامنے ظاہر کر دیتے تھے۔ جب امیدوار کو قبول کرنے کے لئے سب اپنی رائے دے دیتے۔ تو وہ آگے بڑھتا۔ اور زانو جھکا کر دیکھشت ہونے کے لئے یہ کہہ کر تین بار درخواست کرتا۔ اے بھکشوؤ میں سنگھ میں داخل ہونا چاہتا ہوں۔ آپ مجھ پر دیا کرو یا کریں۔ اور مجھ کو ہاتھ پکڑ کر اٹھالیں۔ امتحان کرنے والے سب کے سامنے دو بارہ اپنی پرکیشا (امتحان) کا نتیجہ ظاہر کرتے اور تین بار دریافت کرتے کہ آیا اس امیدوار کے سنگھ میں داخل ہونے پر کسی کو کچھ اعتراض ہے یا نہیں۔ اگر کسی کو کچھ اعتراض نہ ہوتا۔ تو منتظم سبھاپتی کے سامنے سر جھکا کر یہ کہتے کہ فلاں شخص کو سنگھ نے قبول کیا ہے اور فلاں شخص اُس کا گرو ہے۔ سماج نے اُس کو قبول کر لیا ہے اور اسی وجہ سے سب خاموش ہیں +

نیا شاگرد ایک ہی مٹھ میں گرو کے ساتھ رہتا اور اُن سے دھرم کی شکھشا حاصل کرتا تھا۔ اور گرو اُس کو اپنے پُتر (بیٹے) کی مانند پیار کرتا تھا +

مہندر اور سنگھ مترا کے سنگھ میں شامل ہونے کے بعد نہیں ہزار

اور بھکشو سنگھ میں شامل ہو گئے۔ چونسٹھ ہزار برہمن جو پہلے شاہی خاندانی قاعدے کے بموجب اشوک کے ہاں پرورش پاتے تھے۔ وہ علیحدہ کر دئے گئے۔ اور اُن کی جگہ اتنے ہی بُدھ بھکشو مقرر کر دئے گئے۔ ہر روز شاہی خزانے میں سے چار لاکھ روپیہ دھرم پر خرچ ہوتا تھا۔ راجہ اشوک کے عہد سلطنت کے آٹھویں سال تک بہت سے لوگ بودھ مذہب کے پیرو ہو گئے۔ اسی طرح اس مذہب میں بہت سے نا اہل لوگ بھی شامل ہو گئے۔ اس اختلاط کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ بدھ بھکشوؤں میں بھی کئی ایسی عادتیں پیدا ہو گئیں۔ جو اخلاق اور تہذیب سے بہت گری ہوئی تھیں۔ اور بہت سی ایسی رسوم جاری کر دیں۔ جن کا اصلی بُدھ دھرم سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ ایک سبب یہ بھی ہوا کہ اب بودھ بھکشوؤں کو قابو میں رکھنے والا کوئی نہیں رہا تھا۔ اس سبب سے سنگھ کے رسم و رواج اور بودھ مذہب کے سدھانتوں (اصولوں) میں گڑبڑی پیدا ہو گئی۔ مدگل پُتر تشیہ نامی ایک بھکشو اگرچہ نام نہاد سب کا رہبر مانا جاتا تھا۔ لیکن اس غریب کی کوئی نہ سنتا تھا۔ اس لئے جب تشیہ نے دیکھا۔ کہ اس کی باتوں کی طرف کوئی بھی دھیان نہیں دیتا۔ تو وہ تنگ آکر اپنے شاگردوں کو راجہ کے لڑکے مہندر کے سپرد کر کے آپ گنگا کے منبع پر پہاڑوں میں تخلیے کی زندگی بسر کرنے کے واسطے چلا گیا تھا۔ اور وہاں تن تنہا رہنے لگا۔

بودھ بہار (بھکشوؤں کے رہنے کی جگہ)

ایک دن اشوک نے بھکشوؤں کو محل میں کھانا کھلوانے کے بعد دریافت کیا کہ تمام بھکشوؤں کی تعداد کتنی ہے۔ اور جب اُس کو معلوم ہوا کہ اُن کی تعداد ۸۴ ہزار ہے۔ تو اُس نے ہر ایک کے لئے بودھ بہار تعمیر کرانے کا ارادہ کیا۔ اور اُس نے اپنے تمام ماتحت راجاؤں کو ہندوستان کے مختلف حصوں میں عمارات بنوانے کا حکم دیا۔ اور خود سلطنت کے دارالخلافہ میں اشوک آرام ایک مکان تعمیر کرایا۔ یہ تمام عمارتیں تین سال میں بن کر تیار ہوگئیں۔ ان رہائشگاہوں سے جن کو بہار کہتے تھے یہ صوبہ اس قدر پُر ہو گیا۔ کہ اس کا نام ہی صوبہ بہار ہو گیا۔ اور یہی نام اب تک بھی چلا آتا ہے ❊

بودھ ستوپ

روایت ہے کہ بُدھ کی وفات کے بعد مہاکیشپ نے بُدھ کی ہڈیوں اور راکھ کو ایک جگہ جمع کیا۔ اور راجہ اجات شترو کی مدد سے راجگرہ کے دکھن میں ۴۰۰ سو ہاتھ گہرا ایک وسیع گڑھا تیار کروایا۔ اور اُسی کے اندر ایک چھوٹا سا مندر تعمیر کروا کے بُدھ کی راکھ کو بحفاظت تمام محفوظ کر دیا تھا۔ مہاکیشپ نے ایک سونے کی تختی پر کچھ عبارت کندہ کرا کر اس میں رکھ دی جس سے یہ پتہ لگ سکے کہ بُدھ کی راکھ اس جگہ پر محفوظ ہے۔ اوپر سے زمین

ہموار کر کے ایک ایسی چھوٹی سی چار دیواری بنوا دی تھی کہ جس پر لوگوں کی نگاہ بہت کم پڑتی تھی۔ مدت ہو گئی۔ کتنے راجہ ہوئے اور گزر گئے۔ آخر اشوک ہندوستان کا راجہ بنا۔ بدھوؤں کی قسمت کا ستارا چمکا۔ بھکشوؤں کو ہزاروں لاکھوں لٹا کر بھی اشوک کو تسکین نہ ہوئی۔ اس نے ارادہ کیا کہ ہندوستان کے ہر ایک شہر میں ایک ایک مندر بنوا کر بدھ کی راکھ کو اُن میں بطور یادگار کے رکھا جاوے۔ مگر وہ راکھ کہاں ہے اس کی تلاش چارسو ہوئی۔ مگر پتہ نہ لگا۔ اشوک قریب قریب مایوس ہو چلا تھا۔ آخر ایک روز کل بھکشوؤں کو جمع کر کے کہا کہ افسوس تم میں سے کوئی بھی راکھ کا پتا نہیں بتا سکتا۔ اُن میں سے ایک بوڑھے بھکشو نے جس کی عمر تقریباً سو برس کی تھی۔ راجہ سے بیان کیا کہ جس وقت میں سترہ برس کا تھا اپنے گرو کے ہمراہ جا رہا تھا۔ کہ گرو نے ایک چھوٹی سی چار دیواری دکھلا کر کہا۔ کہ اس مقام کو کبھی نہ بھولنا۔ سر جھکا کر پرنام کر دو۔ مگر وہ چار دیواری کیا تھی کیسی تھی۔ مجھے کچھ نہ بتایا۔ اشوک نے اس مقام پر خود جا کر تلاش کرنا مناسب سمجھا۔ اور ایسا ہی کیا۔ اشوک اپنے تمام امرا وزرا اور نوکر چاکر لے کر اُس بوڑھے بھکشو کی رہنمائی سے مقام مذکور پر پہنچا۔ اور زمین کھدوانی شروع کی۔ آخر مندر کا دروازہ نظر آیا۔ اشوک کی نظر جب اُس طلائی تختی پر پڑی تو دیکھا کہ مندرجہ ذیل عبارت اُس پر کندہ ہے:-

"آیندہ ایک پریہ درشی نام راجہ ہوگا۔ جو اس خاک پاک کو تمام ہندوستان میں تقسیم کریگا"۔

یہ پڑھکر اشوک کی خوشی کی کوئی حد نہ رہی۔ ہر ایک شہر و قصبہ میں مندر بننے کا حکم دیدیا۔ ہزاروں مندر پانچ برس کے عرصہ میں بن کر تیار ہوئے۔ اور اُن میں بڑی دھوم دھام سے وہ راکھ تقسیم ہوئی۔ یہ دن بھی ہندوستان کی تواریخ میں یادگار ہوگیا۔

اشوک نے کثرت سے چیتہ۔ ستوپ اور دیگر اسی قسم کی عمارات بنوائیں کہ جن کے ذریعے بودھ مذہب کی شہرت چاروں طرف پھیل گئی۔ اُن کے نشانات دو ہزار برس کا عرصہ گزر جانے کے بعد بھی معدوم نہیں ہوئے۔

بودھ اُتسب

موسم برسات کے تین مہینے بھکشو آپس میں میل ملاپ اور اُتسب کے لئے خرچ کیا کرتے تھے وہ یہ اُتسب بہار اور دیگر آشرموں میں مناتے تھے اس وقت گویا دینی امور سے متعلق بات چیت۔ شاستر پاٹھ اور چھان بین کی دھوم مچ جاتی تھی۔ شرادک لوگ مختلف مقامات سے آتے تھے اور بدھ دیو جی کے جاتک شاستر کے اپدیش سنتے اور پاک زندگی حاصل کرتے تھے اور سب لوگ پاک بھاؤں سے اُتسب میں

شامل ہوتے تھے۔ چینی لوگ بھی برسات کے موسم میں اِس
قسم کا اُتسب کرتے ہیں اگرچہ اُن کا اُتسب بالکل بودھ لوگوں
کے اُتسب کی مانند نہیں ہوتا۔ مگر تاہم ان دونوں کی آپس میں
بہت مشابہت پائی جاتی ہے۔ برسات کے چار ماہ چینی
لوگ بھی دھرم شاستر پاٹھ سُننے اور برت رکھنے وغیرہ میں بودھ
طریق کے مطابق خرچ کرتے ہیں اور اُن دنوں میں ہی اُتسب
مناتے ہیں ٭

موسم برسات کے آخر اور پرچار کے لئے باہر جانے سے
پہلے بودھ لوگوں کا ایک سالانہ اُتسب ہوا کرتا تھا جس کو وہ پروارن
یعنی دعوتی جلسہ کہتے تھے۔ اِس جلسہ میں سب بھکشو مل کر مندرجہ
ذیل طریق سے پاپ اور پراشچت (کفارہ) کے متعلق بات چیت
کیا کرتے تھے۔ جو پراشچت کرتا تھا وہ بھکشوؤں سے مخاطب
ہو کر کہتا تھا:-

"اے بھکشوؤ! اگر آپ نے میرے برخلاف کچھ دیکھا یا
سُنا ہے یا میرے چلن کے متعلق کسی کے دل میں کچھ شک ہے
آپ مہربانی کر کے اُس کو ظاہر کر دیجئے۔ اگر سچ ہوا تو میں اُس
کے لئے پراشچت قبول کرنے کے لئے تیار ہوں" ٭

رفتہ رفتہ یہ طریق گرہستیوں میں بھی مروج ہو گیا لیکن جب
اُس کی پیروی کرنے میں مشکلات اور دقتیں پیش آئیں۔ تو راجہ
اشوک نے پاپ کے لئے پراشچت کرنے کے متعلق ایک بہت بڑا

اُتسب جاری کیا۔ اُس میں پہلے اپنے قصوروں کو قبول کرنا پڑتا تھا اور اُس کے ساتھ ہی ساتھ دان اور دھرم کا انوشٹھان (رسم) بھی کرنا پڑتا تھا۔ یہ اُتسب پانچ برس کے بعد ہوتا تھا۔ سنہ عیسوی کی ساتویں صدی میں پریاگ راج (الہ آباد) میں ایک دفعہ یہ اُتسب ہوا تھا۔ ملک چین کا سیاح ہیانگ سانگ اس اُتسب کو دیکھ گیا تھا وہ اُس کے بارے میں یوں بیان کرتا ہے:۔

اس جلیل الشان اُتسب کا میدان ایک نہایت دلکش اور خوش گوار میدان تھا اس کے چاروں طرف گلاب کے درختوں کی خوبصورت قطاریں تھیں جن پر نہایت خوشبودار اور لطیف پھول کھلے ہوئے تھے اور درمیان میں سنہری رنگ کے ریشم کے کپڑے اور دیگر بیش قیمت دان کی چیزوں سے پُر خوبصورت گھروں کی قطاریں ہوتی تھیں اور اُن کے پاس پاس ایک سو بھوجن گھر (کھانے کے مکان) ہوتے تھے کہ جن میں سے ایک ایک گھر میں سو سو اشخاص بیٹھ کر کھانا کھا سکتے تھے۔ راجہ شلاوت (ہرش بردھن) نے اُس وقت اس گرد و نواح میں اپنی حکومت قائم کی تھی۔ بودھ دھرم کے لئے اُس کے دل میں بہت شردھا (عقیدت و تعظیم) تھی لیکن اُس کے راج میں براہمنوں کا بھی کچھ کم زور اور رسوخ نہ تھا۔ شلاوت کی دعوت پر بیس مختلف صوبوں کے راجہ مع اپنی اپنی فوجوں۔ براہمن۔ شرمن وغیرہ پچاس ہزار لوگ بہت شان و شوکت کے ساتھ اس جلسہ میں شامل ہوئے تھے۔ اڑھائی ماہ

تک یہ اتسب نہایت دھوم دھام سے جاری رہا۔ اس دھرم مہامنڈل کی مغربی طرف ایک عالیشان سنگھ آرام (بھکشوؤں کے رہنے کی جگہ) اور مشرق کی طرف ساٹھ ہاتھ اونچا ایک ستون تعمیر کیا گیا۔ درمیانی حصہ میں بدھ دیوجی کی سونے کی قد آدم مورتی نصب کی گئی۔ اور بدھ۔ سوتیا اور شواان تینوں کی مورتیاں علیحدہ علیحدہ قائم کی گئیں اور تمام ہندو اور بودھ لوگوں کو جو اس جلسہ میں شامل ہوئے تھے نہایت بیش قیمتی چیزیں دان دی گئیں اور طرح طرح کے لذیذ اور عمدہ کھانے کھلائے گئے۔ بدھ دیوجی کی ایک چھوٹی مورتی ایک نہایت آراستہ و پیراستہ ہاتھی کی پشت پر رکھی گئی۔ بائیں طرف اندر کے لباس میں شلادت اور دائیں طرف کام روپ کا راجہ نہایت کروفر سے مع پانچ پانچ سو جنگی ہاتھیوں کے جلوس کے ساتھ ساتھ روانہ ہوتے۔ شلادت ہیرے اور جواہرات کے جڑاؤ زیور اور دیگر نہایت قیمتی چیزیں بوارے کے طور پر چاروں طرف بکھیرنے لگا اور اس نے بدھ دیوجی کی مورتی کو اشنان کرانے کے بعد اپنے کندھوں پر اٹھا اور بیش قیمتی لباس پہنا کر ستون پر نصب کر دیا۔ کھانا کھلانے کے بعد براہمن اور شرمن آپس میں مل کر دھرم چرچا اور بحث و مباحثہ کرنے لگے ایک طرف تو براہمنوں اور شرمنوں اور دوسری طرف مہایانی اور ہین یانی دو بودھ فرقوں میں سخت بحث و مباحثہ شروع ہو گیا اس اتسب میں راجہ نے اپنے خزانے کا قریباً تمام روپیہ خرچ کر دیا۔ یہاں تک

کر اُس موقع پر وہ اپنے جسم سے کپڑے ۔ کانوں کے بالے موتیوں کی مالا وغیرہ بیش قیمتی چیزیں بھی اُتار کر لوگوں کو دیتے تھے ٭

ہیانگ سانگ کا بیان ہے کہ اُتسب کے ختم ہونے پر اُس ستھون میں آگ لگ گئی اُس کا خیال ہے کہ راجہ شلاوت کی بودھ دھرم میں اس قدر شردھا دیکھ کر براہمنوں نے حسد کے مارے یہ نہایت خوفناک اور گناہ آلودہ کارروائی کی تھی انہوں نے راجا کو بھی مارڈالنے کی کوشش کی تھی مگر خوش قسمتی سے وہ اپنی کوشش میں کامیاب نہ ہوئے ٭

بودھ مذہب کی تیسری مجلس[ف۵]

جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے ۔ بودھ مذہب میں بہت سے نا اہل شخصوں کے داخل ہو جانے سے اُس میں بہت سی گڑبڑی پڑ گئی تھی ۔ یہاں تک کہ سات سال تک مذہبی رسم ورواج

ف۵ بدھ کی وفات کے بعد بدھ مذہب کی چار بڑی بڑی سبھائیں (مجلسیں) منعقد ہوئیں ۔ اول سبھا مہاکاشیپ کے مشورہ سے راجا اجات شترو کے زیر انتظام راج گرہ کے سپت پرنی مقام میں منعقد ہوئی ۔ اس کے سو سال بعد دوسری مجلس کال اشوک ۔ اس کے بعد تیسری مجلس راجہ اشوک نے سنہ عیسوی سے ۲۴۳ برس پہلے پاٹلی پتر (پٹنہ) میں منعقد کی ۔ چوتھی مجلس سکا خاندان کے راجہ کنیشک والی کشمیر نے ویشالی میں اور جالندھر میں یکے بعد دیگرے ایک ایک سبھا منعقد کی ۔ پہلی اور دوسری مجلس میں بدھ کے اپدیش بات چیت نصائح اور ہدایات جمع کی گئیں اور اس طور پر بودھ شاستر تیار ہو گئے ٭

بالکل بند رہے - راجہ اشوک نے اس گڑبڑی کو نیست و نابود کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا - ۲۴۲ برس قبل از مسیح بدھ مذہب کی ایک مجلس منعقد ہوئی - دریائے گنگا کے کنارے پاٹلی پتر میں مدگل پتر تشیہ کی جائے قیام پر ایک نہایت عالیشان منڈپ (پنڈال) تیار کیا گیا - جس میں سب ممبروں کے لئے علٰے قدر مراتب جگہ مقرر کی گئی ۔ خود راجہ کے لئے نہایت اعلٰے جگہ بنائی گئی ۔ تشیہ جس کی عمر اُس وقت ۷۲ سال کی تھی میر مجلس مقرر ہوا ۔ پہلے یہ فیصلہ ہوا - کہ ہر ایک بھکشو کا امتحان لیا جائے - چنانچہ بھکشو ایک ایک کر کے تشیہ کے سامنے آتے - اور وہ ان سے دھرم کے متعلق کچھ سوال دریافت کرتا - جو بھکشو بدھ مت کی مذہبی کتاب تری پٹک کے خلاف جواب دیتا - اُس کو سنگھ سے خارج کر دیا جاتا - اور اُس کا بھکشو لباس اُتار کر اُسے سفید پوشاک پہنا دی جاتی ۔ اس طرح ساٹھ ہزار بھکشو سنگھ سے خارج کئے گئے ۔ راجہ خاموش بیٹھا یہ سب عجیب واقعہ دیکھتا رہا - اس طرح تمام ناقابل بھکشوؤں کو بدھ دھرم کے دائرہ اثر سے باہر نکال کر پاک طینت اور پرہیزگار بھکشوؤں کو جن کا بودھ مذہب پر پختہ یقین تھا چُن لیا گیا - ان کی تعداد ایک ہزار تھی ان کو میر مجلس نے کتھا وتھو کا عہدنامہ سُنایا - تاکہ جو جو شکوک ہیں سب رفع ہو جائیں - اس مجلس نے پہلی اور دوسری منعقدہ مجلسوں کی کارروائی کو بھی پڑھا اور اُس کو درست تسلیم کیا -

اور تمام برگزیدہ بھکشوؤں کی مدد سے اپنی مذہبی کتاب تری ٹپک کی غلطیوں کی پڑتال کرکے اس کی اصلاح کی ۔ اس طور پر بودھ شاستر تیار ہوئے ۔ یہ شاستر تین قسم کے ہیں ۔ (۱) ونے ٹپک (۲) سوتر ٹپک (۳) ابھی دھرم ٹپک ۔ ان تینوں کے مجموعہ کو تری ٹپک یا تین رتن کہتے ہیں ۔ ان میں بودھ فرقہ کے عقائد اصول اور رسوم ۔ پرایشچت (کفارہ) کا طریق ۔ اخلاق کی کہانیاں اور تمثیلیں اور درشن (فلاسفی) وغیرہ درج ہیں ۔

بودھ مت کی تمام حکایتیں اور روایتیں پالی زبان میں لکھی گئیں ۔ کچھ اوپر دو ہزار برس سے بودھ مذہب کے جو شاستر جنوبی شاخ میں جاری ہیں ۔ وہ اسی مجلس کے مرتب کئے ہوئے ہیں ۔ نو مہینے تک اس مجلس کا کام جاری رہا ۔ اس میں بودھ شاستر پڑھا جاتا تھا ۔ اور اس بات پر بحث ہوتی تھی ۔ کہ کونسا حصہ دھرم کے مطابق ہے ۔ اور کونسا نہیں ۔ کونسا چھوڑ دینے کے قابل ہے ۔ اور کونسا رکھنے کے لائق ۔ یہاں اس بات کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے ۔ کہ شمالی شاخ کے بودھ شاستروں میں اس مجلس کا کچھ ذکر نہیں ملتا ۔ اس کے متعلق جو کچھ حالات معلوم ہوئے ہیں ۔ وہ محض جنوبی شاخ ہی کی کتب سے لئے گئے ہیں ۔ اگر دوسری شاخ کے ذریعے سے بھی کچھ حالات معلوم ہوتے تو اس مجلس

کی کارروائی اور بھی زیادہ وضاحت سے صحیح طور پر معلوم ہو سکتی ہے۔

بودھ شاستر کی اصلاح کے متعلق اِس مجلس کی خواہ کچھ ہی کارروائی کیوں نہ ہوئی ہو۔ لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ دھرم کے پرچار کی طرف اس نے خاص توجہ دی۔ اور یہی بات اس کی بزرگی اور عظمت کا موجب ثابت ہوئی +

اس مجلس کی کارروائی کے ختم ہوتے ہی راجہ اشوک نے کشمیر۔ قندھار۔ مہیشور۔ بن باس (راجستھان) اپرنتک (پنجاب) مہاراشٹر۔ یون لوک۔ باختر۔ یونان۔ ہمالیہ۔ سورن بھومی (برما) اور سیلون کی طرف دھرم پرچارکوں کو روانہ کیا۔ اشوک کے احکام میں اور بہت سے ملکوں کا بھی نام پایا جاتا ہے۔ مثلاً چولا (تنجور) پانڈیا (مدورا) ساتیہ پوتر (نربدا دریا کے جنوبی پہاڑوں کا سلسلہ)۔ انٹی یوکس کا راج وغیرہ۔ ان تمام ملکوں میں دھرم کی فتح کا جھنڈا گاڑنا اشوک کا خاص مقصد تھا۔ چنانچہ وہ خود کہتا ہے۔ کہ "دھرم کی فتح ہی تمام فتوحات سے زیادہ اعلےٰ اور راحت بخش ہے"۔

پانچواں باب

مذہبی واعظوں کا باہر روانہ کرنا

مذہبی کتابوں کی اصلاح کرنے کے بعد راجہ اشوک نے بودھ مذہب کو پھیلانے کا ایک اور طریقہ نکالا - یعنی اُس نے مختلف مقامات میں مذہبی واعظ (پرچارک) روانہ کیے - دیپ ونش نامی کتاب کے آٹھویں اور مہاونش کے بارھویں باب میں اُن واعظوں کے نام درج ہیں :-

نمبر شمار	نام ملک	نام واعظ
۱	کشمیر اور قندھار	مجھ جھانتک
۲	میسور	مہادیو
۳	اپرانت (پنجاب کے مغرب کی طرف کا علاقہ)	جون دھرم رکھت
۴	مہاراشٹر (گجرات)	مہا دھرم رکھت
۵	جون لوک (یونان وغیرہ)	مہا رکھت
۶	ہمونت (اطراف ہمالیہ)	مجھم - درو بھیشار - سہدیو - ملکدیو
۷	سورن بھومی (علاقہ برما)	سین اور اوتر
۸	لنکا	مہندر - سنگھ مترا
۹	بن باشی (مسٹر رس ڈیوس صاحب کا بیان ہے کہ بن باشی[۲]	رکھت

[۲] راجپوتانے کے جنگل کی حد کے اوپر واقع ہے

غیر ممالک میں واعظ بھیجنے کا طریق مہاتما بدھ کے وقت سے ہی جاری تھا۔ چنانچہ اس کی تصدیق جنرل کننگھم نے بھی کی ہے وہ تحریر فرماتے ہیں۔ اشوک کی مذہبی سرگرمی اور سرگرمجوشی یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کیونکہ اس نے اس بات کو تین سو برس پہلے جاری کیا تھا۔ جو عیسائی مذہب کے آغاز میں اس کے مشہور انسٹیٹیوشنوں میں سے ایک تھی + اس سے صاف ظاہر ہے کہ اشوک ہی کی مثال کو دیکھ کر اس سے تین سو سال بعد عیسائیوں نے بھی مشنری باہر بھیجے۔ جن کا سلسلہ اب تک برابر جاری ہے +

اشوک نے دھرم پرچار کے لئے جن تمام بھکشوؤں کو مختلف ملکوں میں بھیجا تھا۔ اُن سب میں اس کے اپنے بیٹے مہندر کو لنکا (سیلون) میں دھرم پرچار کے لئے بھیجے جانے کا ذکر خاص کر قابل بیان ہے +

لنکا (سیلون) میں بودھ دھرم کا پرچار

لنکا (وہ ٹاپو جس کا بیان راماین میں پایا جاتا ہے اور جس کو سنگلدیپ بھی کہتے ہیں) کا ہندوستان کے ساتھ زمانۂ قدیم سے تعلق چلا آتا ہے + دیپ ونش نامی کتاب میں پایا جاتا ہے۔ کہ اس جزیرے میں پہلے راکھشس رہتے تھے۔ مگر کئی عالموں کی رائے اس کے خلاف ہے + ہم اس

بحث کو یہیں چھوڑ کر اُس ٹاپو کی تاریخ کی طرف نظر ڈالتے ہیں۔ اس کے اصلی باشندے جنگلی لوگ تھے۔ اور انہی کو رامائن میں راکھشوں کے نام سے پُکارا گیا ہے۔ اس وقت یہاں سمندر کے سفر کا رواج تھا۔ بڑی بڑی کشتیوں میں سوداگر و دیگر مسافر ہندوستان کے مشرقی جزائر میں جاتے آتے تھے۔ تواریخ اس روایت کی تصدیق کرتی ہے۔ کہ اُن کو کسی ہندوستانی راجہ نے شکست دے کر اُن کی سلطنت پر قبضہ کیا تھا۔ اشوک کے زمانے میں وہاں تشیہ نامی راجہ راج کرتا تھا۔ جس نے اشوک کی شہرت سُن کر اُس کی طرح اپنے نام تشیہ کے ساتھ دیوانام پریہ درشی ایزاد کر دیا تھا +

جب راجہ اشوک کو راج کرتے ہوئے ساڑھے سترہ برس گزر چکے تو اس سال راجہ تشیہ لنکا کے تخت پر بیٹھا۔ اور راجہ اشوک کا نہایت گہرا دوست اور معاون و مددگار بن گیا۔ اگرچہ دونو راجاؤں کے درمیان ملاقات کبھی نہیں ہوئی تھی۔ لیکن لنکا کے راجہ نے اپنی دوستی اور عزت کا اظہار کرنے کی غرض سے اپنے بھتیجے مہا ارِشٹھ کے ماتحت ایک مشن ہندوستان کو روانہ کیا۔ سات دن کے بعد لنکا کے راجہ کے سفیر تامل پتی (تملوک جو کہ بنگال میں ہے) کے بندرگاہ پر پہنچے۔ اور اس کے اور سات دن بعد شاہی دربار میں وارد ہوئے۔ راجہ اشوک نے اُن کی شاہی طریقے سے نہایت خاطر تواضع کی۔ اُن قیمتی اور

نایاب تحفہ تحائف کو نہایت مسرت اور کمال خوشی کے ساتھ قبول فرمایا - جو کہ اُس کے دوست نے بھیجے تھے - اور اُس کے بدلے میں اُن کے برابر ہی قیمتی تحفے راجہ اشوک نے بھی اُس کو بھیجے - سرکاری ایلچی چار مہینے تک دارالسلطنت میں ٹھیرے اور پھر جس راستے سے آئے تھے - اُسی راستے سے واپس چلے گئے - اور چلتے وقت راجہ نے اُن کے ہاتھ یہ پیغام بھیجا - کہ میں نے بُدھ - اُس کے دھرم اور سنگھ میں پناہ لی ہے - میں اپنا سر ساکیہ خاندان میں پیدا شدہ - بُدھ کی تعلیم کے سامنے جھکا دیا ہے - آپ بھی ان ہی تین باتوں کو اپنے دل میں جگہ دو - بُدھ کے اعلےٰ مذہب پر ایمان لاؤ - اور اُسی کو اپنا رہبر بناؤ ؏

مہندر اپنے باپ کی تخت نشینی کی رسم ادا ہونے کے چھ سال بعد بُودھ سنگھ میں داخل ہوا - اور بھکشُو بن گیا تھا - لنکا کے ایلچی کے چلے جانے کے بعد مہندر نے لنکا میں جا کر وعظ کرنے کا ارادہ کیا - چنانچہ وہ ترپی ٹیک اور اُس کی شرح (جو پاٹلی پُتر کی تیسری مجلس کے اصلاح کرنے کے بعد کی گئی تھی) اور نیز کئی اور بُودھ مذہب کی کتابیں لے کر کئی اور بھکشوؤں کے ہمراہ لنکا کو روانہ ہوا ؏

سب سے پہلا کام جو اس نے کیا - یہ تھا - کہ راجہ کو مع اُس کے چالیس ہزار پیروکاروں کے بُودھ مذہب میں

دیکھشت (شامل) کیا۔ راجہ تشیہ کی رانی انولا نے سنگھ میں داخل ہونے کی خواہش ظاہر کی۔ مگر مہندر نے جواب دیا۔ کہ عورتوں کو سنگھ مترا (راجہ اشوک کی لڑکی) ہی سنگھ میں شامل کر سکتی ہے۔ کیونکہ مرد عورتوں کو سنگھ میں شامل نہیں کر سکتے۔

لنکا کے راجہ نے پھر اپنے بھتیجے کو سنگھ مترا اور بودھی درخت کی متبرک شاخ کو لانے کے لئے راجہ اشوک کے پاس بھیجا۔ راجہ اشوک نے اپنی پیاری لڑکی سنگھ مترا کو جس کی عمر اس وقت ۱۹ سال کے قریب تھی کچھ پیش پیش کے بعد لنکا جانے کی اجازت دی۔ اور بودھی درخت کی شاخ کو ایک بڑی بھاری رسم ادا کرنے کے بعد متبرک بودھی درخت سے اتارا۔ اور شاہی ایلچیوں کو مع سنگھ مترا کے تامل پتی کے بندرگاہ پر پہنچانے کے لئے خود راجہ اشوک ان کے ہمراہ آیا۔

جب سنگھ مترا بودھی درخت کی شاخ کو لے کر لنکا میں پہنچی تو نہایت عزت کے ساتھ اس کا خیر مقدم کیا گیا۔ اور شاخ کو مہا سنگھ باغ میں لگایا گیا۔ جس کو کہ لنکا کے راجہ نے سنگھ کے واسطے وقف کیا ہوا تھا۔ اس شاخ سے آٹھ نہایت مضبوط ٹہنیاں نکلیں۔ جو کہ آٹھ مختلف مقامات پر لگائی گئیں۔

مہارانی انولا کو مع پانسو کنواری لڑکیوں اور پانسو محل کی دیگر عورتوں کے سنگھ مترا نے بدھ دھرم میں داخل کیا۔ اور انولا نے بعد میں ارہنت کی پدوی حاصل کی۔ لنکا کے

راجہ نے سنگھ مترا اور دوسری سادھو عورتوں کے رہنے کے لئے وسیع پیمانے پر ایک آشرم تیار کرایا۔ اور وہ تا زندگی وہاں نہایت امن و امان سے رہتی رہی اور اسی جگہ اس کا انتقال ہوا۔ اس کا بھائی مہندر اس کے ایک سال پہلے انتقال کر گیا تھا۔

مہندر کی کوشش سے لنکا میں بودھ دھرم کو بہت عروج حاصل ہوا۔ اس کا ایک تو سبب یہ تھا کہ لنکا کا راجہ تشیہ خود بودھ دھرم کا پیرو ہو گیا تھا۔ دوسرے مہندر کے مزاج میں بیحد بھگتی۔ ایثار نفسی۔ سنجیدگی۔ دانشمندی۔ وغیرہ صفات موجود تھیں۔ جن کے سبب سے وہاں کے لوگ بودھ دھرم کے گرویدہ ہو گئے۔ اگر مہندر میں ایسی صفات نہ پائی جاتیں۔ تو کبھی بھی لوگوں پر اس کا اتنا اثر نہ ہوتا۔

انورادھاپور کے نزدیک تہنتالی پہاڑ کی چوٹی پر جو بودھ مٹھ واقع ہے۔ وہ لنکا کے راجہ تشیہ کے حکم سے تعمیر ہوا تھا۔ اس پربت آشرم میں مہندر نے کئی سال گزارے۔ پہاڑ کو کھود کر غار میں جو آشرم تیار کیا گیا تھا۔ اس کے تمام نشانات اب بھی موجود ہیں۔ مہندر کے پربت آشرم سے میدان کا تمام نظارہ دکھائی دیتا ہے۔ پہاڑ کے سایہ کی وجہ سے اس آشرم میں سورج کی شعاعیں نہیں پہنچتیں۔ اور نہ وہاں انسان کا شور و غل سنائی دیتا ہے۔ چاروں طرف

سناٹے کا عالم ہے۔ نیچے کے میدان سے وہاں شور و غل کی آواز نہیں پہنچتی۔ بھونروں کی بھنبھناہٹ اور درختوں کے پتوں کی سنسناہٹ کے سوا اور کوئی آواز سنائی نہیں دیتی۔ بودھ شاستر کے فاضل رہس ڈیوڈس نے اس آشرم کی زیارت کی تھی۔ چنانچہ وہ کہتا ہے کہ "جس دن میں نے اس پاک مقام میں داخل ہو کر اس آشرم کی زیارت کی وہ دن میری یاد سے کبھی نہ بھولیگا۔ اس کے چاروں طرف شانتی ہی شانتی برس رہی ہے۔ اور یہاں آج سے دو ہزار برس پہلے اس خوبصورت اور دلکش کنج تنہائی میں بیٹھ کر بودھ دھرم کا نہایت سرگرم اور پرجوش پرچارک (مہندر) دھیان (مراقبہ) کرتا اور لوگوں کو دھرم کی تعلیم دیتا تھا"۔

راجہ تشیہ کئیں برس سلطنت کر کے مہندر سے پہلے ہی اس دنیا سے رخصت ہو گیا تھا۔ اس کی موت کے بعد بہت پولیٹکل اور ملکی انقلاب پیدا ہوئے۔ لیکن مہندر نے جو بیج بویا تھا۔ اس نے ایسے پھلدار اور طاقتور درخت کی صورت قبول کر لی کہ اس کے اوپر سے ان انقلابوں اور تہلکوں کے کتنے ہی زوردار طوفان گزر گئے۔ لیکن اس کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکے۔

ہنسا (یعنی کسی ذی روح کو ستانے) کی ممانعت

مہاراجہ اشوک اپنی پہلی عمر میں گوشت کھانے کو پسند کرتا تھا۔ اور کہتے ہیں کہ اس کے باورچی خانے میں ہر روز ہزاروں جاندار قتل ہوتے تھے۔ لیکن جب اُس کو دھرم کا سچّا علم حاصل ہوا۔ تو اُس نے ایک دم گوشت کھانا بند کر دیا۔ اور حکم دے دیا کہ کسی جانور کو نہ مارا جائے۔ اس بات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اشوک ایک مستقل مزاج شخص تھا۔ اور جو اُس کی سمجھ میں پوری طرح سے بیٹھ جاتا۔ اُس پر وہ پورے طور پر عمل کرتا تھا۔ کشتری لوگ کھانے کے لئے عموماً جانوروں کو مارا کرتے تھے۔ اس کی بھی اُس نے ممانعت کر دی۔ اُس نے ہرگز شُرتی و سمرتی وغیرہ شاستروں کے حوالوں کے ذریعے سے یہ ثابت کرنے کی کوشش نہیں کی۔ کہ اُن کی رو سے گوشت خوری جائز ہے یا ناجائز۔ اور نہ اُس نے اس دلیل سے سمجھانے کی کوشش کی کہ اس کا پہلے جنم (مسئلہ تناسخ کی رو سے) سے کیا تعلق یا واسطہ ہے۔ بلکہ اگر اُس نے کوئی دلیل گوشت خوری کے برخلاف سب سے مضبوط اور سب سے اعلےٰ خیال کی تو وہ یہ تھی۔ کہ لوگوں کو دیا دھرم (رحم) اپنے آپ میں پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور چونکہ گوشت خوری رحم سے بعید ہے۔ اس لئے اس کا ترک کرنا

ہی اچھا ہے - اسی دلیل کو مدلل سمجھ کر اس نے گوشت خوری ترک کر دینے کا ارادہ کیا - اور وہ اپنے ارادے میں کامیاب ہوا ٭ راجسویہ - اشومیدھ وغیرہ جو یگیہ تھے - وہ مطلق بند کر دئے گئے - اور دوسرے یگیوں میں بھی جو مانس (گوشت) کی آہوتی دی جایا کرتی تھی - اُس کی جگہ بھی دودھ - گھی - اور دیگر کھانے کی اشیا کی آہوتی دی جانے لگی ٭

دوائی خانے اور ہسپتال

مہاراجہ اشوک نے اپنے راج میں ایک اور نہایت اعلےٰ کام کیا - یعنی اُس نے انسانوں اور حیوانوں کے لئے مختلف مقامات پر دوائی خانے قائم اور جاری کئے - انسانوں کے لئے دوائی خانے اور ہسپتال قائم کرنے کا اعلےٰ کام عیسائی مذہب کے لوگ بھی کرتے ہیں - اور ان کی بڑی تعریف کی جاتی ہے - اور ہونی بھی چاہئے - لیکن یہ بات قابل غور ہے - کہ حیوانوں وغیرہ کے لئے جو انسانوں سے کمتر شمار کئے جاتے ہیں - دوائی خانے قائم کرنے والا شخص مسیح سے اڑھائی سو برس یعنی آج سے تقریباً بائیس۲۲ سو سال پہلے ہو چکا ہے ٭

اعلےٰ جماعتوں پر رحم کرنے کی مثالیں تو تواریخ کے ہر زمانے میں نظر سے گزرتی ہیں اور آئندہ بھی ایسی مثالیں

ظہور میں آتی رہینگی - لیکن انسانوں کے مقابلے میں حیوانوں کے لیئے ہسپتال قائم کرنے کا کام بہت بڑی نیکی - اور اعلےٰ درجے کی شرافت و رحم دلی کا بیّن ثبوت ہے ۔ گائے - گھوڑے - بھینس وغیرہ حیوانوں کے زخموں پر مرہم پٹی کرنے سے یا بیمار اور کمزور جانوروں کو پیٹ بھر کر گھاس - چارہ اور پانی دینے سے جس قسم کی شکر گزاری کے نشانات اُن بے زبان جانوروں کے چہروں پہ پیدا ہوتے ہیں - ویسے زباندار اور ذی عقل انسان کے چہرے پر شاید ہی کبھی دیکھنے میں آتے ہوں - اس بات کو آج کے مہذب ترین زمانہ سے دو ہزار برس پہلے ہی سمجھ کر مہاراجہ اشوک نے اپنی سلطنت میں ہر جگہ ایسے ہسپتال قائم کیئے - اور دشوار گزار ہمالیہ پہاڑ پر سے بوٹیوں اور دواؤں کو منگا کر ہر ہسپتال میں رکھنے کا حکم دیا - یہ بات واقعی قابلِ غور و فخر و تقلید ہے اس میں شک نہیں کہ اس کے دل میں تمام مخلوقات کے لئے رحم و ہمدردی کا خیال پیدا ہونے کا باعث بودھ دھرم ہی تھا - اس بات کو بلا حیل و حجت تسلیم کرنا پڑیگا - کہ سب مخلوقات پر رحم کرنے کا سبق و عمل بدھ دھرم میں بھارت ورش کے دیگر مذاہب کی نسبت بہت زیادہ پایا جاتا ہے - بلکہ دنیا بھر کے مذاہب میں سے کسی مذہب میں بھی اس سے زیادہ رحم کرنے کا سبق نہیں پایا جاتا ۔

یہودی مذہب میں خاص خاص جانوروں کو مارنا یا کھانا ممنوع ہے۔ آج کل مغربی ممالک میں بھی حیوانوں پر ظلم ترک کرانے کا مدعا سامنے رکھ کر کئی سبھائیں اور سوسائٹیاں قائم ہونے لگی ہیں۔ لیکن اُن کا بھی مُدعا فقط اس حد تک ہے کہ کس طرح سے حیوانوں کو ذبح کرنے وقت کم سے کم آزار پہنچ سکتا ہے فرانس میں انقلاب سلطنت کے وقت جس طرح "گلوٹین" (ایک قسم کی کل جس کے نیچے انسانوں کی گردنوں کو کاٹ دیا جاتا تھا۔ یہ ایک قسم کی سولی یا پھانسی تھی) کے ذریعے سے انسانوں کو فوراً ہلاک کر دیا جاتا تھا۔ اسی طرح سے حیوانوں کو بھی فوراً بلا کسی تکلیف کے ذبح کرنے میں گویا یہ سمجھا جاتا ہے۔ کہ حیوانوں پر بڑا رحم کیا گیا۔ ایسے لوگوں کے لئے اس سے زیادہ رحم کی تعریف کچھ نہیں۔ "اہنسا پرمو دھرمہ" یعنی کسی جاندار کو نہ ستانا۔ بودھ دھرم نے اپنے اندر جذب کیا۔ ویسے کسی دوسرے مذہب نے آج تک اس اصول کو اپنے اندر جذب نہیں کیا۔

لہ جس زمانہ میں بدھ زندہ تھا اور اپنے مذہب کی اشاعت کر رہا تھا اُسی زمانے میں ایک اور کھتری قوم کا شہزادہ تھا کہ جس کا نام وردھمان تھا اُس نے مہابیر کا لقب اختیار کیا اور ایک اور مت پھیلایا جو بہت سی باتوں میں بودھ مت سے ملتا جلتا ہے یہ خود جِن یعنی سِدھ کہلاتا تھا۔ اس کے مت کو جن مت یا جین مت کہتے ہیں اس کے پیرو جینی کہلاتے

ہیں یہ بھی شمالی ہند میں رہتا اور وعظ کرتا تھا جینیوں کا دعوے ہے کہ اُن کا مذہب بودھ مت سے پرانا ہے اور بعض عالموں کا خیال ہے کہ ان کا دعوے صحیح ہے۔ اب تک ۱۵ لاکھ کے قریب جینی ہند کے مختلف حصّوں میں آباد ہیں۔ بُودھ مت والوں کی طرح جینیوں کے بھی سادھو ہوتے ہیں۔

ان لوگوں کی مانند جین مذہب کے لوگ بھی "آہنسا پرم دھرم" अहिंसा परम धर्म (یعنی کسی جانور کو نہ مارنا ہی اعلےٰ دھرم ہے) کی پیروی کرتے ہیں۔ یہ لوگ گوشت کا استعمال نہیں کرتے اور اس خیال سے کہ مبادا کوئی جانور مر جائے سورج کے غروب ہونے سے پہلے ہی کھانا کھاتے اور چھان کر پانی پیتے ہیں۔ علاوہ ازیں ان کے طرزِ سکونت رسوم اور تہواروں وغیرہ سے بھی جانداروں کے لئے دیا ظاہر ہوتی ہے جینی لوگ دیا کے مسئلہ کو یہاں تک لے گئے ہیں کہ وہ حتّے المقدور چھوٹے سے چھوٹے جانور کو بھی نہیں مارتے۔ مبادا سانس لینے سے کوئی کرم اندر چلا جائے اس خیال سے ان میں سے بعض بعض لوگ منہ پر پٹی باندھ رکھتے ہیں۔ جینیوں کی طرف سے کلکتہ کے نزدیک سید پور میں حیوانوں کے لئے ہسپتال (پنجرہ پول) کا قائم کرنا جہاں کمزور بوڑھے اور بیمار حیوان داخل کئے جاتے ہیں اور اُن کی خوراک اور علاج وغیرہ کا انتظام کیا جاتا ہے "اہنسا پرم دھرم" کی ایک بے نظیر مثال ہے۔

چھٹا باب

بودھ دھرم کے تیرتھ درشن اور اشوک کی تیرتھ یاترا

بودھ دھرم کی تعلیم میں جہاں بھاؤنا۔ دھیان اور سمادھی عبادت کے لئے لازمی سمجھے گئے ہیں۔ وہاں تیرتھ درشن بھی پوجا (عبادت) کا ایک جزو اعظم خیال کیا گیا ہے۔ قدیم زمانہ سے ہی بودھ سماج میں اس کا رواج پایا جاتا ہے۔ بودھ مذہب کی کتب مقدسہ میں تیرتھ کے چار مقام بیان کئے گئے ہیں (۱) بدھ کی جائے پیدائش (۲) وہ مقام جس جگہ بدھ نے پرم گیان حاصل کیا۔ (۳) وہ مقام جہاں بدھ نے دھرم چکر چلایا۔ یعنی پہلے پہل اپنی تعلیم کی ہدایت کی۔ (۴) وہ مقام جہاں بدھ کی موت واقع ہوئی ۔

ان تمام مقاموں کے درشن کے خیال سے بھکشو بھکشنی اپاسک (عبادت کرنے والے) اور اپاسکا (عبادت کرنے والی) تیرتھ جاترا کے لئے جاتے ہیں ۔

بودھ دھرم کے ان تمام تیرتھوں میں سے بعض تو خستہ حالت میں ہیں۔ بعض قریباً کھنڈر پڑے ہیں۔ اور بعض کی شکل و صورت ہی تبدیل ہو گئی ہے۔ اور بعض بالکل نیست و نابود

ہو گئے ہیں ۔

(۱) کپل وستو - جو کپل وستو بُدھ کی جنم بھومی (جائے پیدائش) تھا - اب وہ کہاں ہے ؟ اُن کی زندگی میں ہی تقریباً نیست و نابود ہو چکا تھا - بُدھ نے خود تو راج چھوڑ کر دھرم پرچار کے لئے اپنی زندگی قربان کی - بعد ازاں اپنے لڑکے راہول اور دیگر رشتہ داروں اور عزیزوں کو بھی اپنے دھرم میں داخل کر کے راج کے مضبوط ستون کمزور کر دئے بدھ کی علیحدگی سے اُس کے پتا کو جس قدر تکلیف اور دُکھ ہوا تھا - اُس کا ذکر بیان سے باہر ہے - جب پوتا اور دیگر رشتہ دار بھی بھکشو بن گئے تو بوڑھے راجہ کا کوئی سہارا نہ رہا - اور رہی سہی ہمت بھی ٹوٹ گئی - یہ حالت دیکھکر باہر سے دشمنوں نے موقع پا کر اُس کے ملک پر حملہ کیا - بدھ کی وفات کے تین برس بعد کوشل راج کے راجا پرسن جیت کے لڑکے اور ولی عہد نے کپل وستو کو بالکل نیست و نابود کر دیا - اور شاکیہ خاندان کا نام ونشان مٹا دیا - چینی سیاحوں نے اس مشہور شہر کے کھنڈروں کو ہی دیکھا تھا - رفتہ رفتہ کھنڈرات کا نشان بھی نہ رہا - حال میں بہت جستجو اور تلاش کے بعد اشوک کے ایک کھودے ہوئے ستون سے کپل وستو کا جائے وقوع نیپال کے نزدیک بتلایا جاتا ہے ۔

(۲) بُدھ گیا - چونکہ اس مقام پر بُدھ نے پرم گیان

حاصل کیا تھا۔ اس واسطے یہ مقام بودھ لوگوں کا سب سے بڑا تیرتھ سمجھا جاتا ہے۔ جیسا کہ عیسائیوں کے لئے یوروشلیم ہے۔ گیا کے ساتھ بودھ لوگوں کا سب سے بڑا لگاؤ ہے۔ راجہ اشوک نے اس جگہ پر ایک بودھ مندر بنا دیا تھا۔ یہ مندر کئی بار گر پڑا اور پھر کئی دفعہ نئے سرے سے تیار کیا گیا۔ چنانچہ زمانۂ حال میں بھی ازسرنو اس کی تعمیر ہوئی ہے۔ ہونگ سانگ چینی سیاح نے جس وقت اس کو دیکھا اُس وقت کا حال یوں لکھتا ہے:۔

"اب وہاں پر وہ بودھی درخت بھی نہیں ہے۔ جس کے نیچے بُدھ کی معرفت کی آنکھیں کھل گئی تھیں۔ مندر کے پیچھے ایک پیپل کا درخت تیسری صدی عیسوی میں لگایا گیا تھا۔ اور اب وہی موجود ہے ۔ درخت کے ایک طرف ایک بہار ہے۔ جس پر ایک خوبصورت سنہری کلس لگا ہوا ہے۔ اس کے داخلے کے دروازے کی ایک طرف اولوک تیشور اور دوسری طرف میترئے کی مورتی ہے۔ درخت کے شمال کی طرف بُدھ پرم گیان حاصل کرنے کے بعد چہل قدمی کیا کرتے تھے۔ سات دن تک دھیان میں مگن رہنے کے بعد اُٹھ کر اسی جگہ بُدھ نے تپوش کے دو لڑکوں تری پُش اور بُھلک کے ہاتھ سے فاقہ کشی کے بعد دودھ لے کر پیا تھا۔"

بُدھ گیا میں بدھ کی یادگار کے مقام کثرت سے پائے جاتے ہیں ۔

بودھی درخت - جس درخت کے نیچے بیٹھ کر بُدھ گیا کے نزدیک گوتم بدھ نے ست گیان حاصل کیا تھا - وہ درخت "بودھی یا علم کا درخت" کہلاتا تھا ٭ اسی مقدس درخت کی ایک شاخ سنگھ منترا لنکا میں لے گئی تھی - جس سے ایک بڑا بھاری درخت پیدا ہوا - اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود اب تک قائم ہے - اور لوگوں کا بیان ہے - کہ وہ درخت ابھی تک بڑھتا چلا جاتا ہے ٭ یہ درخت مسیح سے ۲۴۵ برس پیشتر وہاں لے جاکر لگایا گیا تھا - جس کو آج ۲۱۴۷ سال کے قریب گزرے ہیں ٭

بُدھ مذہب کو ماننے والوں کا اعتقاد ہے - کہ "یہ درخت ہمیشہ ہرا بھرا رہیگا" مگر یہ صرف استعارہ سمجھنا چاہئے - جس کا مطلب یہ ہے - کہ بودھی درخت کی طرح بُدھ دھرم بھی ہمیشہ قائم رہیگا ٭ لنکا میں جیسے راجہ اشوک کی لڑکی سنگھ منترا کا لگایا ہوا درخت آج تک قائم ہے - ویسے ہی وہاں مہندر کا لگایا ہوا مذہبی درخت بھی ابھی تک سرسبز ہے - مگر افسوس! ہندوستان میں دونو باتوں میں سے ایک بات بھی نہیں رہی ہمارے ملک سے نہ صرف بُدھ مذہب ہی نیست و نابود ہوگیا بلکہ اصلی بودھی درخت کا بھی نام و نشان نہ رہا -

(۳) سارناتھ - یہ کاشی کے نزدیک تیسرا بودھ تیرتھ ہے - یہاں ہی بدھ نے اپنا دھرم چکر پہلے پہل چلایا تھا سارناتھ بودھ مذہب کے لوگوں کی ایک بہت بڑی اور

مشہور جگہ تھی۔ بدھ کی موجودگی میں ہی سارناتھ بہار بن گیا تھا۔ یہاں پر بودھ لوگوں کے بہت سے دیو آلے (عبادت گاہ) اور دیوتاؤں کی مورتیاں تھیں۔ اور ایک نہایت عمدہ درسگاہ بھی تھی۔ وہ سارناتھ اب بالکل نیست و نابود ہو گیا ہے اس کے چاروں طرف بڑے بڑے کھنڈر پائے جاتے ہیں۔ کہ جن کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بودھ لوگوں کے دشمنوں نے اس کو تباہ کیا ہوگا۔ یہاں پر اشوک کے وقت میں ایک ستون بنایا گیا تھا۔ جو اب بھی موجود ہے۔ اس ستون کے نزدیک ہی ایک پتھر کا ٹکڑا دریافت ہوا ہے۔ جس پر بدھ کی پیدائش۔ پرم گیان کا حاصل کرنا۔ کاشی میں اُپدیش اور نربان (موت) ان چاروں واقعات کے متعلق تصویریں کھدی ہوئی ہیں ؎

(۴) کُوشی نگر۔ یہاں پر بدھ کی وفات وقوع میں آئی۔ چین کے سیاح اس کو خستہ حالت میں دیکھ گئے تھے ؎

راج گرہ۔ یہ مقام راجہ بمبی سار کا دارالخلافہ تھا۔ بدھ نے کپل وستو سے نکل کر پہلے پہل اس جگہ دو براہمنوں سے دھرم اپدیش لیا تھا۔ اگرچہ اُن کے بتلائے ہوئے راستہ نے اُن کے دل میں جگہ حاصل نہ کی تاہم یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اُن کی تعلیم اور اپدیش بالکل بے سود ثابت ہوئے کیونکہ اس تعلیم کا نتیجہ بعد ازاں بدھ کے اپنے اُپدیشوں سے ظاہر ہوتا ہے۔

راج گرہ کا بینو بن اور گردھر کوٹ پربت یہ دونو مقام بُدھ کی بہت پیاری رہایش گاہیں تھیں۔ بُدھ دیوجی کی زندگی سے متعلق اور بھی بہت سے واقعات اس جگہ کے ساتھ وابستہ ہیں۔ ساری پُتر اور مودگلیان بُدھ کے دو بہت بڑے شاگردوں کی اشوجیت کے ساتھ یہاں ہی پہلے پہل ملاقات ہوئی۔ بدھ کے شاگرد دیودت نے بُدھ کے برخلاف یہاں ہی سازش کی تھی۔ اس کے نزدیک ہی سپت پرنی نامی غار ہے۔ جہاں پہلے پہل بودھ سبھا منعقد ہوئی تھی۔ اسی مقام پر بُدھ نے اپنے شاگردوں کو اس امر کے متعلق اپدیش دیا تھا۔ کہ جس سے بھکشو دھرم کی پیروی کر کے آپس میں صلح کے ساتھ رہیں۔ اور ان میں آپس میں نفاق نہ ہونے پائے۔

ان مشہور تیرتھوں کے علاوہ اور بھی مقام ہیں جن کو بودھ لوگ عزت اور تعظیم کی نگاہ سے دیکھتے ہیں مثلاً پاٹلی پُتر شراوستی۔ ویشالی۔ کوشامبی۔ نالند وغیرہ۔ ان تمام مقاموں میں بُدھ نے وقتاً فوقتاً رہایش اختیار کی۔

نالند میں بودھ لوگوں کی ایک بہت بڑی اور مشہور یونیورسٹی تھی۔ اس مقام کا نام اب بارہ گاؤں ہے۔ جو بُدھ گیا سے چالیس میل کے فاصلے پر ہے۔ ہونگ سانگ کہتا ہے۔ کہ بُدھ نے یہاں تین ماہ تک ٹھہر کر دھرم اپدیش دئے۔ ہونگ سانگ نے خود اس بہار میں ٹھہر کر پانچ ماہ

تک دھرم شاستروں کا مطالعہ کیا۔ شلادت کے عہد حکومت میں یہ بہار پورے جوبن اور رونق پر تھا۔ اس کا تمام خرچ شاہی خزانہ سے دیا جاتا تھا۔ ہیانگ سانگ کا یہ بیان ہے کہ چھ مختلف بہاروں میں قریباً دس ہزار بھکشو مطالعہ میں مصروف رہتے تھے۔ بودھ مذہب کے اٹھارہ فرقے اسی جگہ جمع ہوئے تھے۔ یہاں کے تمام طالب علم بڑے ذہین عالم اور پاک چلن ہوتے تھے۔ صبح سے شام تک محض دھرم چرچا اور دھرم کے متعلق بات چیت میں مصروف رہتے تھے۔ اور یہاں پر بہت دُور دُور سے بڑے بڑے پنڈت دھرم کے متعلق شکوک رفع کرنے کے لئے آکر ٹھیرتے تھے۔ نالندہ کے طالب علموں کی فضیلت اور علمیت کی اس قدر شہرت تھی۔ کہ بہت سے فریبی اور دھوکہ باز لوگ اُن کا لقب اور خطاب لے کر پنڈت نالی کا سوانگ بنا کر اِدھر اُدھر لوگوں کو دھوکا دیتے پھرتے تھے + ان مقامات کو چھوڑ کر سنگلدیپ - برہما - سیام - چین - تبت وغیرہ مقامات میں بھی بُدھ کی یادگار کے نشانات پائے جاتے ہیں

بُدھ مذہب اختیار کرنے کے بعد راجہ اشوک نے تمام مذہبی تیرتھ (متبرک جگہ) دیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ اور اپنے امرا وزرا کی صلاح سے آچاریہ اُپ گپت کو بلا بھیجا۔ جس وقت راجہ نے اُس کو بلوایا۔ تو وہ اُس وقت متھرا کے نزدیک اروںنڈ پہاڑ پر رہتا تھا +

آچاریہ اُپ گپت نے شاہی دعوت کو منظور کیا۔ اور اٹھارہ ہزار سادھوؤں اور مقدس لوگوں کے ساتھ روانہ ہوا۔ دریائے جمنا اور گنگا میں کشتی کے ذریعے سے سفر کر کے پاٹلی پتر میں داخل ہوا جہاں کہ نہایت عزت و توقیر کے ساتھ اُس کا استقبال کیا گیا۔

راجہ نے کہا کہ "میں اُن تمام مقدس جگہوں کی زیارت کرنا چاہتا ہوں۔ جہاں جہاں کہ بدھ نے قیام کیا تھا۔ تاکہ میں اُن کی تعظیم بجا لاؤں۔ اور ہر ایک جگہ پر ایک ایسی دائمی یادگار قائم کروں۔ کہ جس سے عرصۂ دراز تک آنے والی نسلیں سبق سیکھیں"۔ اُس مہاتما سادھو نے اس بات کو منظور کر کے اس کام میں اُس کا رہنما بننا منظور کر لیا۔ راجہ نے اپنے ساتھ ایک جرّار اور زبردست فوج لے کر تمام مقدس جگہوں کا ملاحظہ کیا۔

سب سے پہلی جگہ جو کہ اُس نے ملاحظہ کی۔ وہ لُمبنی باغ تھا۔ اُپ گپت نے کہا۔ کہ "اے راجہ! یہاں بھگوان بدھ کا جنم ہوا تھا۔ اس جگہ پر بدھ کی سب سے پہلی یادگار قائم کی گئی تھی"۔ راجہ نے اُس جگہ کے لوگوں کو ایک لاکھ اشرفیاں دان دیں۔ اور ایک ستوپ وہاں پر تعمیر کرایا۔ اور وہاں سے کپل وستو کی طرف روانہ ہوا۔

اُس کے بعد اُس نے بدھ گیا میں بودھی درخت کی زیارت کی۔ اور وہاں بھی ایک لاکھ اشرفیاں دیں۔ اور ایک چیتیہ بنوایا۔ بعد ازاں سارناتھ (جو کہ بنارس کے نزدیک تھا اور جہاں گوتم نے

بدھ چکر چلایا تھا) - اور کوشی نگر (جہاں کہ اُس کا انتقال ہوا تھا) اُس کے درشن کیئے ۔

اسی طرح سے راجہ اشوک نے تمام بُدھ تیرتھوں اور دیگر مقدس مقامات کا درشن کیا - اور ان جگہوں پر بہت سا دان دیا ۔ اور چیتیہ سنوپ (بڑے بڑے اونچے اور عالیشان ٹیلے) مٹھ (مندر کی قسم کے مکانات)۔ بہار (جن میں بودھ اُپدیشک رہنے اور عبادت وغیرہ کے لئے ایک جگہ اکٹھے ہوتے ہیں) قائم کئے - اور انہی جگہوں پر آگے آنے والی نسلوں کو نصیحت اور دھرم اُپدیش دینے کی غرض سے اعلیٰ اعلیٰ پند و نصائح پتھر کی سلوں یا ستونوں پر کھدوائے ۔

ساتواں باب

پالی زبان

اشوک نے جو ستون بنوائے - اُن پر اُس نے پالی زبان لکھوائی - جس سے معلوم ہوتا ہے - کہ اُس وقت شمالی ہندوستان میں پالی زبان رائج تھی - بھارت ورش (ملک ہندوستان) کی زبان معمولی طور سے تین حصوں میں تقسیم کی جا سکتی ہے

(۱) آریہ بھاشا (۲) دراوڑی (۳) دیگر زبانیں جس زبان میں رگ وید سنگھتا کے منتر ہیں۔ وہ ویدک سنسکرت کہلاتی ہے لیکن بعدازاں اس میں کچھ کچھ تبدیلی ہوجانے سے وہی سنسکرت آریہ بھاشا بن گئی۔ جس میں رامائن۔ مہابھارت۔ منوسنگھتا۔ علم ادب و نظم اور کالیداس کی کتب لکھی گئی ہیں۔ رفتہ رفتہ وہ قدیم آریہ بھاشا تبدیل ہوتے ہوتے پالی اور پراکرت بھاشا بن گئی۔ اور ان زبانوں میں آہستہ آہستہ تبدیلی ہوتے ہوتے مروّجہ ہندی۔ بنگالی۔ مرہٹی۔ گجراتی وغیرہ وغیرہ مختلف صوبوں کی زبانیں بن گئیں۔ مذکورۂ بالا امر کو کیا یورپ کے سنسکرت کے مشہور عالم اور فاضل اور کیا اس ملک کے پنڈت سب ہی متفق الرّائے ہوکر تسلیم کرتے ہیں۔ کہ ان تمام زبانوں کی ماں قدیم پراکرت ہے۔ اس کی صرف و نحو۔ علم ادب و نظم وغیرہ کی کتب آجکل بھی ملتی ہیں اور یہ زبان بھی ایک ایسی زبان ہوگئی ہے۔ جو سنسکرت کی طرح صرف پنڈتوں کے پڑھنے کے لائق رہ گئی ہے جو کہیں بولی نہیں جاتی۔ پالی بھاشا اسی قدیم پراکرت بھاشا کی ایک خاص شاخ ہے۔ مہاتما بدّھ کے ظہور کے وقت اغلباً پالی اور ماگدھی دونو زبانیں ایک ہی تھیں۔ ماگدھی زبان میں تبدیلی پیدا ہوجانے سے ہندی۔ بنگالی۔ بہاری۔ اور دیگر زبانیں پیدا ہوگئیں۔ اغلب ہے کہ گوتم کے وقت ان تمام حصوں میں جہاں جہاں ان کا گزر ہوا۔ یہی یا اس جیسی کوئی اور زبان مروّج تھی۔ بودھ شاستر کے اصلی

گرنتھ اسی زبان میں ہیں ۔ راجہ اشوک کے احکام جس زبان میں جاری ہوئے ۔ اس میں کچھ کچھ فرق ہونے پر بھی موٹے طور سے وہ زبان پالی زبان ہی کہی جا سکتی ہے ۔ ایک طرف سنسکرت اور دوسری طرف زمانہ حال کی پراکرت ہے ۔ اور ان دونو کے درمیان پالی بھاشا ہے ۔ یہ زبان بھی بھارت ورش کی پرانی زبانوں میں شمار کی جا سکتی ہے ؂

پچھلے دنوں جبکہ کلکتہ میں مہا بودھی سوسائٹی کی طرف سے پالی زبان کی تعلیم دینے کے لئے ایک سکول قائم کرنے کی تجویز پیش ہوئی تھی ۔ اس کی تائید کرتے وقت شری یکت ستیش چندر ودّیا بھوشن نے جو اپنی رائے ظاہر کی تھی ۔ وہ تمام تعلیم یافتہ لوگوں کے لئے ایک نہایت قابل غور امر ہے ۔ اُن کا بیان ہے ۔ کہ اس میں کچھ بھی شک نہیں ۔ کہ اگر علم زبان ۔ روحانی علم ۔ ابتدائی بودھ دھرم کے اصول و عقائد ۔ بُدھ دیوجی کی زندگی کے حالات اور اُپدیش (ہدایات) اور اُس زمانہ کے ہندوستان کے تواریخی اور سوشیل (سماجک) حالات غرضیکہ ان میں سے کسی ایک کے بارے میں پورا پورا علم اور واقفیت حاصل کرنا چاہو تو پالی زبان کا سیکھنا اور اُس میں قابلیت حاصل کرنا نہایت ضروری ہے ۔ جبکہ پالی بھاشا کا پراکرت اور سنسکرت کے ساتھ ایسا نزدیکی تعلق ہے ۔ تو کم سے کم ہندوؤں کے لئے اس کا سیکھ لینا چنداں مشکل نہیں ؂

سنسکرت کے بگڑ جانے سے جو تمام پراکرت زبانیں پیدا ہوئی ہیں۔ انہوں نے آریہ ورت کے مختلف حصوں میں مختلف صورتیں قبول کی ہیں۔ مروجہ آریہ زبانوں کی مفصلہ ذیل جماعت بندی کی گئی ہے:-

(۱) مغربی شاخ

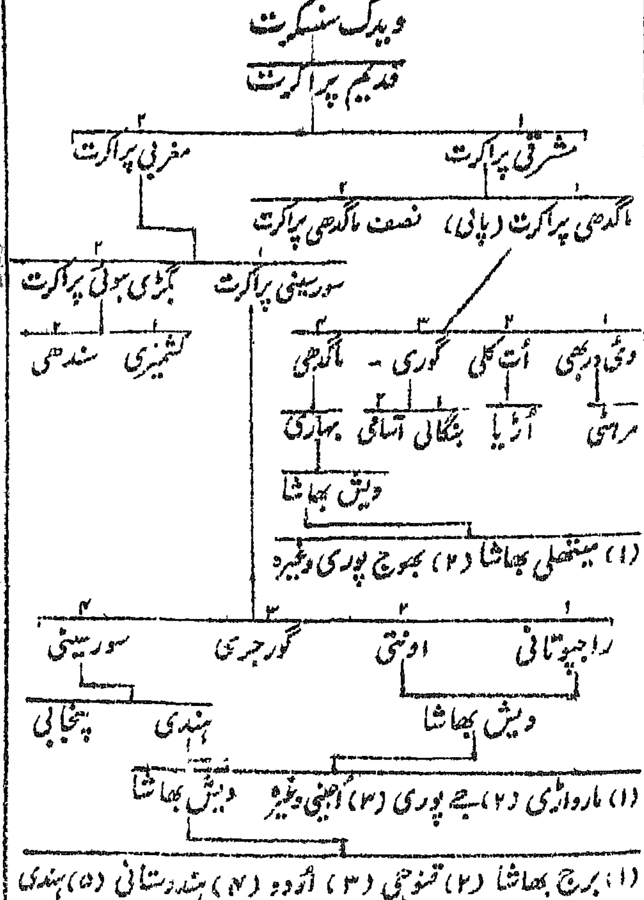
(ا) شمال مغربی جماعت	سندھی	۲۵,۹,۰۰۰
	کشمیری	۴,۹,۰۰۰
(ب) وسط مغربی جماعت	پنجابی	۱,۶۶,۲۰,۰۰۰
	گجراتی	۱۱۰۶۰۰۰۰
	راجپوتانی	۱۳۱۵۰۰۰۰
	ہندی	۳۵۸۲۰۰۰۰
(ج) شمالی جماعت	پہاڑی	۱۱۵۰۰۰۰
	نیپالی	۳۰۲۰۰۰۰

(۲) مشرقی شاخ

(د) وسط مشرقی جماعت	دیشواری	۲۰۰۰۰۰۰۰
	بہاری	۳۰۰۰۰۰۰۰
(ر) جنوبی جماعت	مرہٹی	۱۸۹۳۰۰۰۰
(س) مشرقی جماعت	بنگالی	۴۱۳۴۰۰۰۰
	آسامی	۱۴۴۰۰۰۰
	اڑیا	۹۱۰۰۰۰
میزان کل		۲۰۹۳۲۰۰۰۰

ان تمام زبانوں کی تہ میں جو پراکرت زبان ہے۔ اُس نے بھی ایک ایک صوبہ کے لحاظ سے مختلف صورتیں قبول کی ہیں۔ مثلاً آریہ ورت کے مشرقی حصے (جنوبی بہار) میں یہی پراکرت "پالی اور ماگدھی" اور مغربی حصہ یعنی گنگا اور جمنا کے درمیانی حصہ میں "سورسینی" بن گئی ہے۔ اور ان دونو صوبوں کے وسط میں جو زبان مستعمل ہے۔ وہ ان دونوں زبانوں کے ساتھ مل جانے سے "منصف ماگدھی" کہلانے لگی۔ اور ان زبانوں کے علاوہ مغربی شمالی حصہ میں جو زبان مستعمل ہے۔ وہ "پیگڑھی ٹیگڑھی" زبان کہلاتی ہے۔ پراکرت کے ان چار حصوں سے ہی مروجہ تمام دیہاتی زبانیں نکلی ہیں۔ دیگر پراکرت زبانوں کے ساتھ پالی زبان کا کیا تعلق ہے۔ ذیل کے شجرہ سے بخوبی ظاہر ہوگا:۔

بھارت ورش کی آریہ بھاشا کا شجرہ



آٹھواں باب

اشوک کا آخری وقت اور دنیا کی ناپائداری کا دردناک نظارہ

اشوک تخت نشینی کے بارھویں سال اُس کی پیاری رانی اسندھ مترا کا انتقال ہوگیا۔ اس رانی کا بودھ دھرم پر نہایت پختہ یقین تھا۔ اور دھرم کے کاموں سے اسے بہت رغبت تھی۔ اس رانی نے اشوک کو مذہب کے پھیلانے میں بڑی مدد دی تھی۔ اس کی موت کے چار سال بعد راجہ نے ایک اور خوبصورت مگر بے اصولی اور بگڑی ہوئی عورت سے جس کا نام تشیہ رکشتا تھا۔ شادی کی۔

روایت ہے کہ اشوک ہر روز بودھی درخت کے نیچے جاکر بیٹھا کرتا تھا۔ اور وہاں گیان دھیان میں مگن رہتا تھا۔ یہ حال دیکھ کر اس کی رانی تشیہ رکشتا سے نہ رہا گیا۔ چنانچہ اس نے پوشیدہ طور پر آدمیوں سے بودھی درخت کٹوا کر کہیں پھنکوا دیا۔ جب دوسرے دن حسب دستور راجہ وہاں گیا۔ تو اس نے دیکھا کہ درخت کا نام ونشان ہی کہیں نہیں۔ اگر اس کے دل کی پیشتر کی سی حالت ہوتی۔ تو یہ رنگ دیکھ کر اس کے غیظ وغضب کا پارہ کئی درجے چڑھ جاتا۔ پر اب اس کے خیالات میں تبدیلی

پیدا ہو چکی تھی - اور اس کا دل آچاریہ اپ گپت کے اپدیش سے شانت - نرم اور دھیما ہو چکا تھا - اس نے غیظ و غضب کا ایک لفظ بھی اپنی زبان سے نکالنا مناسب خیال نہ کیا - بلکہ درخت مذکور کے کاٹے جانے کا رنج دل ہی دل میں محسوس کرتا رہا ٭ مشہور ہے کہ اشوک اس وقت تک بے چین رہا جب تک وہ درخت دوبارہ پھوٹ کر برگ و بار نہ لایا ٭

راجکمار کنال

راجہ اشوک کا ایک لڑکا رانی پدماوتی میں سے تھا جس کا نام کنال تھا - اس کی آنکھیں ایسی خوبصورت تھیں - کہ جو دیکھتا وہی فریفتہ ہو جاتا - چھوٹی عمر میں ہی ایک لڑکی سے جس کا نام کانچن تھا - اس کی شادی ہو گئی - مگر چھوٹی عمر سے ہی اس کا دل دُنیا سے متنفر ہو گیا تھا اور اس کی طبیعت راج کاج کی طرف راغب نہ تھی - یہ ہمیشہ دھرم ہی کے متعلق بات چیت کرنے میں لگا رہتا تھا ٭ راجہ اشوک کی رانی تشیہ رکشتا کنال سے محبت کرنے لگی - اور اس نے اس نوجوان کو گمراہ کرنے کے لئے بہت کوشش کی - لیکن بڑے سے بڑے پرلوبھن (ترغیب) میں پڑ کر بھی کنال نے اپنے دھرم کو نہ کھویا - اور اس نے رانی سے کہا - کہ "تم راجہ کی رانی ہو اور میری ماں کے برابر ہو - میری طرف تم کسی دوسری نگاہ سے

مت دیکھو"۔

تشیہ رکشتا جو کہ اپنے سوتیلے لڑکے راجکمار کنال سے اپنے جذبات کے قابو میں آ کر ناجائز تعلق پیدا کرنا چاہتی تھی جب اپنے ارادے اور خواہش کو پورا نہ کر سکی۔ تو کنال سے بدلا لینے کی ٹھانی۔ انہی دنوں میں راجہ اشوک بیمار پڑا اور رانی نے راجہ کی خطرناک اور بظاہر ناقابل علاج بیماری کی تکلیف زدہ حالت سے فائدہ اٹھا کر راجہ کے دل پر پورے طور پر اپنا قبضہ کر لیا۔ اور راجہ نے کچھ دنوں کے لئے اس رانی کو آزادانہ طور پر شاہی اختیارات استعمال کرنے کی اجازت دے دی۔

راجہ اشوک نے اپنی بیماری کو لاعلاج خیال کر کے حکم دیا کہ "کنال کو بلایا جائے۔ میں اس کو تخت نشین کرنا چاہتا ہوں۔ اب زندگی میرے لئے کس کام کی ہے"؟ اس کی رانی تشیہ رکشتا نے یہ سن کر اپنے دل میں خیال کیا کہ "اگر کنال تخت نشین ہو گیا تو پھر میری خیر نہیں"۔ چنانچہ اس نے راجہ سے کہا کہ "میں آپ کو تندرست کرنے کا ذمہ لیتی ہوں لیکن شرط یہ ہے کہ آپ تمام ویدوں کو محل میں آنے جانے سے بند کر دیں"۔ راجہ نے اس کی درخواست کو منظور کیا۔ اس کے بعد رانی نے حکم دیا کہ اس کے پاس کسی ایسے شخص کو لایا جائے چاہے وہ مرد ہو یا عورت۔ لیکن اس کو وہی مرض ہو جو کہ راجہ کو ہے۔ چنانچہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک آدمی کو جو کہ گذر رہا تھا

وہی بیماری تھی۔ گڈریے کی عورت نے اُس بیماری کا ذکر کسی حکیم سے کیا۔ جس نے مریض کو دیکھنے کے بعد ایک مجرب نسخہ تجویز کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ رانی کا حکم سُن کر وہ حکیم اُس بیمار گڈریے کو رانی کے پاس لے گیا۔ رانی اُس مریض کو ایک علیحدہ اور پوشیدہ جگہ میں لے گئی۔ اور وہاں لے جاکر اُس کا کام تمام کر دیا۔ جب اُس کا جسم چیرا گیا۔ تو رانی کو اُس کے معدے میں ایک بڑا بھاری کیڑا نظر آیا۔ جس نے کہ جسم میں خرابی برپا کر رکھی تھی۔ رانی نے پسی ہوئی کالی مرچ اور ادرک کیڑے پر ڈالا۔ مگر اُس پر اس کا کچھ بھی اثر نہ ہوا۔ پھر رانی نے پیاز کو کیڑے کے جسم کے ساتھ لگایا۔ جونہی کہ پیاز اُس کے جسم کے ساتھ چھوا۔ کیڑا فوراً ہی مر گیا۔ اور انتڑیوں سے باہر نکل گیا۔ تب رانی نے یہ بات معلوم کرکے راجہ سے درخواست کی۔ کہ اگر آپ اپنی صحت چاہتے ہیں۔ تو پیاز کا استعمال کریں۔ راجہ نے جواب دیا کہ ”اے رانی! میں پیاز تو ہرگز نہیں کھاؤنگا“ رانی نے جواب دیا۔ کہ ”اے میرے پران پتی! آپ محض اپنی جان بچانے کے لئے اس کو دوائی کے طور پر استعمال میں لائیں“ تب راجہ نے پیاز کھایا۔ اور وہ کیڑا مر کر انتڑیوں سے باہر نکل گیا۔ اور راجہ کو بہت جلد آرام ہو گیا۔ اس طرح سے رانی نے راجہ اشوک کے دل پر قابو پاکر کنال سے بدلا لینے کی ٹھہرائی۔ اور اُس کے ہلاک کرنے کے لئے ایک چال چلنے

کی نسبت سے رانی نے اُس کو وایسرائے بنا کر ٹکسلا (پنجاب) میں انتظام کرنے کے لئے روانہ کر دیا ؂

راجکمار نے نہایت ادب اور فرمانبرداری کے ساتھ جانا منظور کر لیا۔ اور جب وہ روانہ ہونے لگا۔ تو راجہ نے کہا۔ کہ اگر میری طرف سے کوئی حکم صادر ہو۔ تو اُس کو اُس صورت میں اصلی اور سچا خیال کرنا۔ جب اُس پر میرے دانت کے دباؤ سے مہر لگی ہوئی ہو۔ رانی کا حسد و بغض دن بدن بڑھتا گیا۔ چند ماہ بعد اُس نے ایک مراسلہ تحریر کیا۔ جو کہ وایسرائے کے وزرا کے نام تھا۔ جو کہ ٹکسلا میں تھے۔ جس میں یہ درج تھا۔ کہ فوراً اس حکم کے پہنچتے ہی وایسرائے (یعنی کنال) کی آنکھیں نکال دو۔ اور اُس کو مع اُس کی عورت کے پہاڑوں میں لے جاؤ تاکہ وہ وہاں رہ کر ہلاک ہو جائیں ؂

رانی نے مراسلے پر سرخ رنگ کی لاکھ سے شاہی مہر لگا دی اور جب راجہ سویا ہوا تھا۔ تو خفیہ طور پر اُس کے دانتوں کو اُس لاکھ پر لگا دیا۔ اور اُس حکم نامے کو نہایت سرعت اور تیزی کے ساتھ ٹکسلا کی طرف روانہ کر دیا۔ وزرا نے جب حکم نامہ دیکھا۔ تو وہ حیران ہوئے کہ کیا کریں۔ راجکمار نے اُن کو حیرانی میں دیکھ کر اسکی وجہ بتلانے پر مجبور کیا۔ چنانچہ وزیروں نے ڈرتے ڈرتے وہ حکمنامہ سنایا۔ اور عرض کی کہ آنکھیں نکال ڈالنے کی بجائے راجکمار کو جیل خانے میں ڈال دیا جائے۔ اور اس بات کی اطلاع

راجہ کو پہنچائی جاے۔ لیکن راجکمار نے اس بات کو منظور نہ کیا۔ اور کہا کہ "اگر میرے باپ نے میری موت کے واسطے حکم دیا ہے تو مجھے اُس کا حکم ماننا چاہیئے۔ اور اُن کے دانتوں کی مہر سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ ٹھیک اُن کا ہی حکم ہے۔ اس میں غلطی کا امکان نہیں ہو سکتا" تب راجکمار نے ایک بے رحم اور سنگدل جلاد کو حکم دیا۔ کہ "میری آنکھوں کو نکال ڈالو"۔

جب اُس بے رحم جلاد نے سنڈاسی سے اُس کی دونو آنکھیں ایک ایک کر کے نکال پھینکیں۔ تو اس دردناک نظارہ کو دیکھ کر لوگوں کے کلیجے پھٹ گئے۔ اور چاروں طرف شور محشر برپا ہو گیا۔ لیکن راجکمار نے اُف تک نہ کی۔ اور نہ زبان سے آہ نکالی۔ بلکہ دونو آنکھیں ہاتھ پر رکھ کر کہنے لگا۔ کہ "اگر میری چمڑے کی یہ آنکھیں جاتی رہیں۔ تو مجھے اس بات کا مطلق افسوس نہیں۔ بلکہ اُلٹی راحت ہے۔ کیونکہ ان کے عوض مجھے روحانی آنکھیں مل گئیں۔ اگرچہ راجا نے مجھے جلاوطن کر دیا ہے۔ لیکن میرا اصلی راجا دھرم ہے۔ جو میرا ساتھ کسی حالت میں بھی نہ چھوڑیگا"۔ جب راجکمار کو یہ پتہ لگا کہ اُس کی ساری مصیبت کی بانی رانی ہے تو اُس نے کہا کہ "مہارانی نے میرے ساتھ بڑی نیکی کی۔ اس کا بھی بھلا ہو۔ یہ سچ ہے کہ میری بیرونی آنکھیں جاتی رہیں۔ لیکن ان آنکھوں کی محرومی سے مجھے صبر تحمل۔ رحم اور معافی کی تعلیم ملی ہے۔ اُس فائدے کے مقابل

ہیں یہ نقصان کچھ بھی نہیں"۔

کنال بین بہت اچھی بجاتا تھا۔ اور اسی کے ذریعے سے کسی نہ کسی طرح اپنا گزارہ کرتا تھا۔ بہت عرصہ تک دیس بدیس گھومتا ہوا وہ ایک دفعہ پاٹلی پتر (پٹنہ) شہر میں پہنچا۔ اور اُس کا گزر راجہ کے محل کے نیچے بھی ہوا۔ دربان نے اُس کو ایک بھکھاری سمجھ کر وہاں سے نکال دیا۔ لیکن راجہ نے بین کی آواز سن کر اپنے بیٹے کو پہچان لیا۔ اور خوشی کے ساتھ اپنے پاس بلا لیا۔ جب راجہ کو مفصّل حال معلوم ہوا۔ تو اس کے غصے کی آگ بھڑک اُٹھی۔ اور جس جس شخص نے اس کام میں حصہ لیا تھا۔ سب کو مناسب سزا دی۔ چنانچہ بعض افسروں کو نوکری سے خارج کیا۔ اور کئی شخصوں کو جلا وطن کر دیا۔ جب راجہ کو یہ معلوم ہوا کہ رانی تشیہ رکشتا ہی اس جرم کی قصوروار ہے۔ تو بغیر کسی قسم کی اور زیادہ تحقیقات کرنے کے اُس کو زندہ جلا دینے کا حکم دیا۔ مگر چونکہ کنال کی روحانی آنکھیں کھل چکی تھیں۔ اُس نے راجہ کے قدموں پر سر رکھ کر نہایت عجز و انکساری سے کہا "مہاراج! ایسا ہرگز نہ کیجئے۔ استری ہتیا (عورت کا خون کرنا) مہاں پاپ (گناہ کبیرہ) ہے۔ تتھاگت (بدھ) کی نصیحت ہے "معافی ہی سب سے افضل دھرم ہے۔ معافی سے بڑھ کر اور کوئی خوبی نہیں"۔ جس نے میرے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے میں اُس کو دل کے ساتھ معاف کرتا ہوں۔ وہ مجھ کو سکھ دے۔

یاؤ دکھ - میرے نزدیک دونو یکساں ہیں - ماتا کے لئے میرے دل میں ویسی ہی محبت اور عزت ہے - جیسی پہلے تھی - مجھے اندھا ہونے کا کچھ افسوس اور رنج نہیں - رانی نے جو میری آنکھیں نکلوا ڈالی ہیں - اس سے اُلٹا اُنہوں نے میرے ساتھ ایک نہایت ہی ہمدردی اور غمگساری کا کام کیا ہے کیونکہ اسی وجہ سے میری روحانی آنکھیں کھل گئی ہیں - اس لئے رانی کی جان نہ لیجئے - جس نے مجھے لاانتہا زندگی کی راحت بخشی ہے ✤

تشیہ رکشتا کی ایسی ہی اور کئی بیجا حرکتوں سے راجہ کی نرم طبیعت کو بہت صدمہ پہنچا - اور اس سبب سے راجہ کا دل ہمیشہ افسردہ رہنے لگا ✤ اُس کا دوسرا لڑکا مہندر نیز اُس کی لڑکی سنگھ منترا دونو ہی اُس کی دوسری رانی میں سے تھے - اور پہلی رانی دیدماولی جو کہ کنال کی ماں تھی اُس کے بطن سے نہ ہونے کے باعث تخت یا راج کے حقدار نہ ہو سکتے تھے - نیز اُن کو راج کی کوئی خواہش بھی نہ تھی - کیونکہ اُن دونو نے دھرم کی زندگی کو اختیار کر لیا تھا اور دھرم پرچار (اشاعت مذہب) کے واسطے سنگلدیپ (لنکا) کو چلے گئے تھے ✤

راجہ کا بھائی دیت شوک بھی بھکشوؤں کی طرح اپنی زندگی بسر کرتا تھا - اور انعام کے لالچ سے ایک آدمی نے اُس کا بھی سر کاٹ ڈالا تھا - اس واقعہ کا ذکر پہلے درج ہو چکا ہے - ان تمام باتوں کا نتیجہ یہ ہوا - کہ راجہ کا جسم کمزور ہوتا گیا -

اور چونکہ راجہ کے کنبے میں کوئی بھی شخص ایسا نہ تھا۔ جس کو وہ اپنا کہہ کر پکارتا۔ اگر کوئی بھی اس کا نزدیکی رشتہ دار تھا تو وہ صرف کنال کے بیٹے سمپدی کی ایک جان تھی +

اس لیئے اشوک کا دل ہمیشہ غمزدہ رہتا تھا اور مختلف قسم کے فکرات اُس کے دل کو گھیرے رہتے تھے۔ آخر جب اُس کا دل بالکل ویراگ (ترک دنیا) کی طرف جھک گیا۔ تو اُس نے بھکشو کی زندگی (یعنی سنیاس آشرم) اختیار کرنے کا ارادہ کیا۔ اس کے بارے میں ایک عجیب و غریب کہانی کئی کتابوں میں پائی جاتی ہے۔ جو یہ ہے:-

ایک دن کا ذکر ہے۔ کہ راجہ اشوک نے اپنے گرو آچاریہ اُپ گپت سے کہا۔ کہ بودھوں میں سے آج تک سب سے زیادہ دان کس نے کیا ہے؟ اُپ گپت نے کہا۔ کہ اناتھ پنڈک نامی گرہستی نے + یہ اناتھ پنڈک سراوستی شہر میں رہتا تھا جب بدھ مہاراج وہاں پر آئے۔ تب اُس نے اُن کے رہنے کے لئے جیت بن نام باغ اُن کے حوالے کیا۔ بدھ مہاراج اپنے ششوں (شاگردوں) سمیت وہاں پرچار مہینے رہتے تھے + یہ سن کر اشوک نے پوچھا۔ کہ اُس نے آج تک کتنا دان کیا ہوگا۔ اُپ گپت نے کہا۔ کہ سو کروڑ سونے کی مہریں + اس پر اشوک نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ میں بھی سو کروڑ سونے کی مہر دیتا ہوں۔ یہ لیجئے۔ میں نے آج تک ہزاروں سٹوپ

اور بہار قائم کئے ہیں۔ اُن میں سے ہر ایک سنتوپ کے لئے میں ایک ایک لاکھ مہریں دیتا ہوں۔ اور اسی طرح جہاں ساکی منی گوتم نے جنم لیا۔ اور جہاں وہ بُدھ بنا۔ اور جہاں اُس نے نروان پد کو حاصل کیا۔ ان تمام مقامات کے لئے بھی میں ایک ایک لاکھ مہر دیتا ہوں۔ اور میری یہ استدعا ہے کہ چار مہینے کے لئے تمام بھکشو مرد اور عورتیں میرے ہاں آکر میری مہمانی قبول کریں۔ اس کام کے لئے میں چار لاکھ مہریں نکال رکھتا ہوں۔ اور ہمیشہ کے لئے تین ہزار بھکشوؤں کی پرورش کرنے کا بھی میرا خیال ہے۔ اسی طرح سے جس قدر میری اپنی۔ میری عورت اور میرے لڑکے کی جائداد ہے میں وہ بھی تمام دان کرتا ہوں۔ اس طرح سے کل ۹۶ کروڑ سونے کی مہروں کا دان میں نے کیا ہے ٭ یہ کہہ کر راجہ کچھ وقت کے لئے چپ ہو رہا۔ اس کے بعد اُس نے اُپ گپت سے کہا۔ کہ میں اب بہت عرصے تک زندہ نہیں رہ سکتا ٭

مہاراج کی علالت طبع کا حال سن کر پردھان (وزیر) رادھا گپت گھبرایا ہوا وہاں پہنچا۔ اور یہ دیکھ کر کہ راجہ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔ پرنام کر کے چپکے سے بیٹھ گیا۔ پردھان کو دیکھ کر اشوک نے کہا۔ کہ رادھا گپت دھن۔ راج۔ سنسار اِن کو چھوڑ کر میں نے آخر جانا ہی ہے

اس لئے اِس وقت ان کو چھوڑتے ہوئے مجھے کوئی رنج محسوس نہیں ہوتا۔ لیکن اگر مجھے رنج ہے تو اس لئے کہ جو سنگھ میں نے قائم کئے ہیں۔ اُن کو میری جُدائی دوبھر اور شاق گزرے گی۔ اور اب اُن کی مدد کرنے والا کوئی نہیں رہیگا ۞ رادھا گپت تم کو معلوم ہی ہے۔ بُدھ دھرم کی اشاعت کے لئے سو کروڑ سونے کی مہریں دان دینے کا میں نے ارادہ کیا تھا۔ لیکن اُس ارادہ کو میں اب تک پورا نہیں کرسکا۔ اور یہی بات مجھے تکلیف پہنچا رہی ہے۔ ۹۶ کروڑ مہروں کا انتظام تو میں نے کرلیا ہے۔ لیکن چار کروڑ ابھی اور چاہئے ۞

سمپدی کی بدسلوکی

کُنال کا بیٹا سمپدی اب یووراج (یعنی راج کا مالک) قرار پا چکا تھا۔ جب وزیروں نے دیکھا۔ کہ راجہ اشوک نے اپنے خزانے کو یوں خرچ کردیا ہے۔ تو وہ بہت گھبرائے اور ڈرتے ہوئے جاکر یووراج سے کہنے لگے۔ کہ مہاراج! بڑے مہاراج (یعنی راجہ اشوک) تو اب چند دن کے مہمان ہیں۔ لیکن آپ نے ابھی بہت عرصہ تک راج سُکھ بھوگ کرنا ہے۔ مہاراج اشوک نے اپنا تمام دھن مال کُکٹ رام (آچاریہ اُپ گپت کا مٹھ) کی طرف بھیج کر خزانہ خالی کردیا ہے اس کو روکنا اور دُور کرنا اب آپ کے لئے مناسب اور واجب

ہے"۔ یہ سُن کر سمپدی کے دل میں لالچ پیدا ہوا۔ اس نے فوراً منتری (وزیر) کو حکم دیا۔ کہ آیندہ راج کوش (خزانہ) سے ایک پیسہ بھی میرے حکم کے بغیر کسی کو نہ دیا جائے۔ اشوک ہر روز سونے کے برتنوں میں ناشتہ کیا کرتا تھا۔ اور وہ برتن ہر روز کُکٹ رام کو بھیج دئیے جاتے تھے۔ لیکن اب منتری سونے کے برتنوں کی جگہ چاندی کے برتن دینے لگا۔ اشوک نے حسب معمول ان کے ساتھ بھی وہی سلوک روا رکھا۔ (یعنی اب وہ ان چاندی کے برتنوں ہی کو کھانا تناول کرنے کے بعد وہاں بھیج دیا کرتا تھا) کچھ عرصہ کے بعد چاندی کے برتن بھی آنے بند ہو گئے۔ اور اشوک سا عظیم الشان راجہ مٹی کے برتن میں بھوجن کرنے لگا + ایک دن راجہ کی کیفیت حال معلوم کرنے کے لئے منتری راجہ کے پاس آیا۔ تب راجہ نے ہاتھ میں آدھا آملہ لے کر کہا۔ کہ منتری جی۔ اس ملک کا راجہ کون ہے؟ منتری حیران ہو کر اور ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا۔ مہاراج اس بات کا کیا مطلب۔ یہ راج تمام آپ ہی کا ہے۔ یہ جواب سُن کر راجہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اور وہ کہنے لگا "دروغ ہے۔ کیا میں تخت سے اُتار نہیں دیا گیا۔ کیا راج اب میرے قبضے سے جاتا نہیں رہا۔ یہ دیکھو اس آملے کے آدھے ٹکڑے کے سوائے اب میرے پاس کچھ بھی نہیں۔ لعنت ہے ایسے دُنیاوی راج پر۔ تُف ہے

اس دُنیاوی حکومت پر۔ جو سمندر کی لہروں کی مانند آتی ہے۔ اور چلی جاتی ہے۔ میں تو ہوں اوروں کا راجہ لیکن دُکھ اور رنج نے اپنا راج میرے اوپر جمایا ہوا ہے۔ جس نے تمام زمین کا لگاتار راج کیا۔ بیشمار لڑائیوں میں فتح حاصل کی۔ ہزاروں دشمنوں کے تکبر کو توڑا۔ اور لاکھوں غریب بیکسوں کی پرورش و حفاظت کی وہی راجہ آج تخت سے محروم ہے اور رنج و تکلیف میں اپنی زندگی کے باقی دن کاٹ رہا ہے۔ اس سے زیادہ شومی قسمت کی مثال اور کیا ہوگی۔ پھول جب تک درخت میں لگے ہوں۔ اُن کی خوبصورتی قائم رہتی ہے۔ لیکن زمین پر گرتے ہی اُن کی تمام نفاست خاک میں مل جاتی ہے۔ یہی حال میرا ہے۔ اس وقت میں اُس پھول کی مانند ہوں۔ جو زمین پر گرا ہوا ہے۔ جس میں خوشبو نہیں رہی۔ اور جس کی خوبصورتی دور ہوگئی ہے۔ اور اب تر و تازگی اور خوبصورتی کی جگہ پژمردگی اور بدصورتی نے لے لی ہے۔ اس حالت میں پڑا ہوا میں اپنی باقی کی زندگی گزار رہا ہوں۔ اس کے بعد اس نے ایک اور شخص کو پاس بلا کر کہا۔ اے عزیز! اگرچہ اس وقت میرے ہاتھ میں عنانِ سلطنت نہیں۔ اور میں کچھ حکم نہیں دے سکتا۔ تاہم کسی سے کچھ استدعا کرنے میں کوئی نقصان یا حرج نہیں۔ یہ میری آخری درخواست ہے۔ اس کو تم ازراہ مہربانی منظور کرو۔ یعنی تو ککٹ رام میں جا اور وہاں آچاریہ جی (اُپ گپت) کو میرا پرنام عرض کر کے اور اس

آدھے آملہ کو اُن کے قدموں پر رکھ کر اُن سے کہنا کہ بس اب مہاراج اشوک کی شان و شوکت کا اتنا ہی حصہ باقی بچ رہا ہے۔ اور وہی اُنھوں نے آپ کے چرنوں میں ارپن (ارسال) کر دیا ہے۔ مناسب ہے کہ اس پھل کا حصہ سب سنگھ میں سے ہر ایک کو ملے ؛

پرتھوی دان اور مرتیو
(راج کو خیرات کر دینا) (موت)

پھر رادھاگپت کی طرف دیکھ کر اشوک نے کہا۔ کہ "منتری راج (وزیر اعظم) اس ملک کی گدی پر اب کون راجہ ہے"؟ رادھاگپت نے پیشتر کی مانند پھر وہی جواب دیا۔ کہ مہاراج آپ ہی ہمارے مالک ہیں۔ یہ سن کر اشوک اپنے آسن پر بیٹھ گیا۔ اور آسمان کی طرف اور اس کے بعد چاروں طرف نگاہ دوڑا کر کہنے لگا "آج میں اس قیمتی لعل و جواہر سے بھرپور زمین کو بُدھ سنگھ کے حوالے کرتا ہوں۔ یعنی اُن کو دان دیتا ہوں۔ اور آشا (امید) کرتا ہوں۔ کہ اس نیک کام کا عوض مجھے آگے ملے۔ یہ میری خواہش نہیں۔ کہ اگلے جنم میں مجھے حکومت یا تاج و تخت ملے اور نہ یہ خواہش ہی ہے۔ کہ مجھے اندر کی جگہ نصیب ہو۔ اور نہ میری یہ تمنا ہی ہے۔ کہ میں برہم لوک (سورگ) کو حاصل کروں۔ نہیں۔ اس پرتھوی (زمین) کا راج پانی کے بلبلے کی مانند ہے۔ جو کہ بنتا ہے۔ اور جھٹ

ٹوٹ جاتا ہے۔ فقط اگر کوئی راج دینا چاہے تو وہ آتما کا روحانی راج ہے یہ کہکر رادھا گپت کو تمام پرتھوی کا دان پتر (کاغذ یا دستاویز جس پر یہ لکھا جاتا ہے۔ کہ فلاں فلاں چیزیں میں نے دان میں فلاں شخص کو دے دیں) لکھوانے کے لئے کہا۔ دوسرے دن جب وہ دان پتر تیار ہوگیا۔ تو اُس پر اُس نے اپنے دستخط کئے اور اُس کو گکٹ رام کو بھیج دیا۔ اُدھر یہ پتر یا دستاویز آچاریہ کے پاس پہنچیں۔ عین اُسی وقت ادھر راجہ اشوک نے اس جہانِ فانی سے کوچ کیا۔ اور عالمِ بقا کا راستہ لیا ؛

اشوک کے آخری سنسکار کے ختم ہونے کے بعد رادھا گپت نے سب کو جمع کر کے کہا۔ کہ مہاراج اشوک نے سو کروڑ سونے کی مُہریں دان کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ اُس میں سے ۹۶ کروڑ تو دی گئی ہیں۔ لیکن یہ خیال کر کے کہ یہ آرزو یوراج کے ذریعے سے پوری ہونے کی کوئی صورت نہیں دکھائی دیتی۔ راجہ نے تمام زمین کو دان کر دیا ہے۔ اب ہم کو ایک کام کرنا چاہئے۔ یہ کہ یہ چار کروڑ مہریں سنگھ کو دے کر اُس سے راج کو واپس خرید کر لیں ؛ رادھا گپت کی یہ تجویز تمام کو پسند آئی۔ اور جلدی ہی اس پر عمل کیا گیا ؛ سنگھ سے راج کو خرید لینے پر اشوک کے بعد یوراج سمپدی گدی پر بیٹھا ؛

اشوک کی نسل کے راجہ

وشنو پران میں لکھا ہے۔ کہ اشوک سمپدی و بجم پیتی کے بعد

مگدھ دیش کے تخت پر موریہ ونش (خاندان موریہ) کے چھ راجاؤں نے راج کیا۔ اُن کے نام یہ ہیں :-

(۱) سوییش (۲) دشرتھ (۳) سنگت (۴) شالی شُک

(۵) سوم شرمن (۶) بھرہ درتھ ؞

آخری راجہ کو اُس کے سیناپتی (سپہ سالار) پوشپ متر نے مار ڈالا - اور خود تخت سنبھال بیٹھا - یہ پوشپ متر بودھ دھرم کا سخت دشمن تھا ؞ اشوک نے اپنے راج میں جتنی کوشش بودھ دھرم کے پھیلانے کی کی تھی - اُتنا ہی اِس پوشپ متر نے اپنے راج میں اس کو برباد کیا - مثلاً بُدھ گیا کے مندر سے بُدھ کی مورتی نکلوا کر اُس کی جگہ شِو کی مورتی کھڑی کر دی - اور کُکٹ رام کو تباہ کر کے اُس میں رہنے والے بھکشوؤں کو بڑی بیرحمی سے قتل کیا - پوشپ متر کے بعد شُنگ ونش (خاندان) کے راجہ پاٹلی پُتر میں راج کرنے لگے ؞ اس سے آگے کچھ عرصہ کا حال کہیں نہیں مِلتا - البتہ سالہا سال کی تاریخ کا پتہ نہ ملنے کے بعد ایک ایسے زمانے کا حال کھُلتا ہے - جس میں ایک راجہ آرو کنشک نامی جو بڑا طاقتور - فتح نصیب اور پرہیزگار تھا - راج کیا کرتا تھا - اس نے اپنے عہد حکومت میں بُدھ دھرم کی گری ہوئی حالت کو ازسرِ نو سنبھالا - اور پھر ایک بار اس کا بھارت ورش (ہندوستان) میں تسلط جما دیا - اُس کے زمانے میں ہی بودھ دھرم کی چوتھی مہا سبھا قائم ہوئی تھی ؞

نواں باب

مہاراجہ اشوک کی سلطنت کی وسعت

اس وسیع مملکت کے حدود جس پر مہاراجہ اشوک نے تقریباً چالیس برس تک نہایت کامیابی کے ساتھ حکومت کی یونانی اور لاطینی مورخوں کی تحریروں اور خود اشوک کے کتبوں اور اس کی تعمیر کی ہوئی عمارتوں کے کھنڈرات اور روایات کی شہادتوں سے کافی صحت کے ساتھ اس طرح قائم کئے گئے ہیں:

شمال و مغرب میں ہندوکش پہاڑ کا سلسلہ اس کی قدرتی حد سمجھا جاتا ہے جس میں مغربی افغانستان اور مکران بھی شامل تھے۔ شہر کابل۔ غزنی۔ قندھار اور ہرات جو آجکل کابل کی حکومت میں ہیں۔ مہاراجہ چندر گپت کی سلطنت میں شامل تھے جو اشوک کو وراثت میں ملی ٭

کشمیری اور نیپالی روایتوں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ علاقے بھی موریہ سلطنت میں شامل تھے۔ کہتے ہیں کہ سری نگر کو جو ریاست کشمیر کا ابھی تک دارالخلافہ ہے۔ مہاراجہ اشوک نے بسایا تھا۔ اور وہاں کے مورخ بہت سے کھنڈرات کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ اشوک کے تعمیر کئے ہوئے مکانات کے ہیں۔

اور وہ یہ بھی بتلاتے ہیں۔ کہ اشوک کا ایک راج کنور جلوک نامی کشمیر کا صوبہ دار تھا ؂

کشمیر کا سلطنت موریہ میں شامل ہونا ہیون سانگ کی ایک روایت سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مہاراجہ اشوک نے ۵۰۰ آرام گاہیں بھکشوؤں کے لئے بنائی تھیں۔ اور یہ ملک بھکشوؤں کی جماعت کو دان کر دیا تھا ؂

نیپال کی ترائی کا اُس سلطنت میں شامل ہونا نگلیوٗ اور رومنڈی کے ستون کے کتبوں سے صاف ظاہر ہے۔ مگر علاوہ اس کے اس کی چند یادگار عمارتیں جو ابھی تک اس علاقہ میں موجود ہیں۔ اس بات کا اور بھی ثبوت ہیں۔ مہاراجہ اشوک نے جو یاترا (سفر) اپنے ۲۱ ویں سنہ جلوس میں بودھ مذہب کے متبرک مقاموں کی زیارت کے لئے کی تھی۔ اس میں وہ صرف کپل وستو تک ہی نہیں گیا تھا۔ بلکہ اس سے آگے چوریا گھاٹی یا گورا ماساں دروں سے ہوتا ہوا نیپال کی مخصوص گھاٹی میں جس کا دارالخلافہ اُس وقت منجو پٹن (جس کی جگہ اب کھٹ مانڈو ہے) پہنچا تھا۔ اور اس نے وہاں پر پہنچنے کی یادگار اور اپنی فیاضی کے اظہار کے لئے چند شاہی یادگاریں قایم کرنے اور ایک نئے شہر کے آباد کرنے کی تجویز کی تھی۔ پٹن بہت گاؤں اور کرتی پور جو پچھلے زمانے کے مختلف اوقات میں یکے بعد دیگرے اس پہاڑی صوبہ کے دارالخلافہ

ہوتے رہے ہیں۔ اسوقت موجود نہیں تھے۔ اشوک نے اپنے نئے شہر کے لئے ایک ٹیلہ جو پرانے دارالخلافہ سے قریباً ۲ میل جنوب مشرق کو تھا تجویز کر کے اُس پر وہ شہر بسایا تھا۔ جسے اب للت پتن کہتے ہیں۔ اور اس کے ٹھیک بیچوں بیچ ایک مندر تعمیر کرایا جو ابھی تک محل یا دربار کے نزدیک جنوب کی طرف موجود ہے۔ اور شہر کے ہر چہار طرف شمال۔ جنوب۔ مشرق۔ مغرب کے مقابل چار بڑے نصف دائرہ کی شکل کے ستوپ بنوائے جو آج تک قائم ہیں *

للت پتن میں دو چھوٹے مٹھ اور ایک مندر بھی اشوک کا بنوایا ہوا بتلاتے ہیں *

مہاراجہ اشوک کے ساتھ اس یاترا میں اس کی ایک راج کنواری چارومتی بھی تھی۔ اُس نے اپنی زندگی دھرم کے لئے وقف کر دی اور وہ نیپال میں ہی رہ گئی۔ اُس نے عورتوں کے لئے ایک سنگھ آرام پسوپتی ناتھ میں جو کھٹ مانڈو سے ایک یا دو میل شمال کی طرف ہے بنوایا اور خود اُس میں رہنے لگی تھی۔ جو ابھی تک اُس کے نام سے مشہور ہے *

بودھ لوگوں کی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بندرگاہ ٹمرلپتی (جس کو اب تم لوک کہتے ہیں اور جو ضلع میدناپور میں کلکتہ سے ۳۵ میل ہے) جہاں پر لنکا کے مسافر جہازوں سے اترا کرتے تھے۔ موریہ سلطنت میں شامل تھا۔ اور اس کی

تصدیق اس سے بھی ہوتی ہے کہ مہاراجہ چندر گپت نے مہانند سے جو علاقہ بنگال کا چھین لیا تھا اس میں غالباً تمرلی پتی شامل تھا مگر کلنگا کی ریاست جو خلیج بنگالہ کے کنارے شمال میں مہاندی تک اور جنوب میں شاید پلی کٹ تک پھیلی ہوئی تھی اشوک کے زمانہ تک خود مختار تھی۔ مہاراجہ اشوک نے اپنے نویں سنہ جلوس میں اس کو فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا تھا۔ اور رُدر دمن کے کتبہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کاٹھیاواڑ کا جزیرہ نما پہلے ہی سے اس سلطنت میں شامل تھا۔ پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مہاراجہ اشوک کی مملکت کی حد شرقاً غرباً سمندر سے سمندر تک تھی۔ اور اس کی جنوبی حد (جیسا کہ سِدّاپور کے کتبہ سے ظاہر ہوتا ہے) چولا۔ پانڈیہ اور کرل کی مشہور ریاستوں تک پھیلی ہوئی تھی ؂

پس موریہ سلطنت کی جنوبی حد شرقاً غرباً ایک خط پانڈیچری اور کنانور کے درمیان کھینچ دینے سے قریباً صحیح قائم ہو جاتی ہے ؂ اور اس خط کے شمال میں کوہ ہمالیہ اور ہندوکش تک تمام ملک میں اشوک کی حکومت تھی ؂

چول (چولا) کا دارالخلافہ ان دنوں اُرے یُر ترچناپلی کے قریب تھا۔ اور جنوبی جزیرہ نما کے جنوب مشرق میں یہ ریاست تھی۔ پانڈیہ کی راجدھانی اور زیادہ جنوب کی طرف بڑھ کر مدورا میں تھی۔ اور ساحل مالابار کا مشرقی گھاٹ اور راس کماری کے

درمیان کا حصہ کرلا کہلاتا تھا ؞

اِس سلطنت کی وسعت کا ثبوت خود اشوک کے کتبے ہیں جو پتھر کے ستونوں اور پہاڑ کی چٹانوں پر جابجا ابھی تک موجود ہیں۔ اور نیز وہ یادگار عمارتیں بھی جن کا ذکر ہیون سانگ نے اپنے سفرنامے میں کیا ہے۔ اُس کی وسعت کا بہت بڑا ثبوت ہیں ؞

مہاراجہ اشوک کے پہاڑی چٹانوں پر کھدے ہوئے فرمان جو کہ کوہ ہمالیہ۔ خلیج بنگالہ۔ میسور اور بحیرہ عرب کے نزدیک مقامات میں ابھی تک موجود ہیں۔ اس کی سلطنت کی وسعت کی تائید کرتے ہیں۔ اور نیز وہ یادگار عمارتیں جن کو ہیون سانگ اپنے سفرنامہ میں راجہ اشوک کی تعمیر کی ہوئی بتلاتا ہے۔ اس کا ثبوت دیتی ہیں ؞

ہیون سانگ نے علاوہ بہت سی عمارتوں کے جو روایتہً مہاراجہ اشوک کے عہد حکومت سے منسوب کی جاتی ہیں۔ قریباً ۱۳۰ ستوپ کو تفصیل وار اشوک کے بنوائے ہوئے بتلایا ہے۔ اگرچہ بعض ان میں سے خود مختار علاقوں میں بھی تھے۔ جو ضرور وہاں کے حاکموں کی اجازت سے تعمیر کئے گئے ہونگے۔ مگر زیادہ تر اُس کے اپنے ہی صوبجات کے اندر تھے۔ اُن میں سے تین ستوپ اُس ملک میں بتلائے ہیں۔ جس کو اب افغانستان کہتے ہیں۔ پیلوسار ستوپ ۱۰۰ فٹ اونچا کپیس میں تھا۔ اور

پتھر کا ایک عجیب ستوپ ۳۰۰ فٹ اونچا نہایت خوبصورتی سے تراشا ہوا جلال آباد کے قریب نگرہار کا فخر تھا۔ ایک مشہور ستوپ سوات میں اور تین ٹکسلا میں تھے۔ چار ستوپ مہاراجہ اشوک کے تعمیر کئے ہوئے کشمیر کی راجدھانی کے زیب و زینت تھے ۔

کلنگ۔ اڑیسہ۔ سمتت کی راجدھانی (غالباً سُندربن میں) تمر لی پتی (تم لوک) میں اور مشرقی گھاٹ پر مہاراجہ اشوک کے تعمیر کئے ہوئے ستوپ بتلائے گئے ہیں۔ ہندوستان کے مغرب میں وہی جو گجرات میں ہے۔ اور صوبۂ سندھ مع اسکے باجگزار علاقوں کے مہاراجہ اشوک کی بنوائی ہوئی یادگار عمارتوں سے مالامال تھا۔ رُودردمن کے کتبہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کے کاٹھیاواڑ کے پارسی گورنر نے ایک نہر گرنار جھیل سے نکالی تھی جس کی تجویز مہاراجہ چندرگپت کے وقت میں ہوئی تھی۔ اور صوبہ ارےکوشیا (تسُرکت) میں جس کی راجدھانی غزنی کو قرار دیتے ہیں۔ دس ستوپ اس مہاراجہ کے بنوائے ہوئے تھے۔ جنوب میں اس نے ایک ستوپ دراود کی راجدھانی میں جس کو اب کانجی ورم کہتے ہیں۔ بنوایا تھا۔ اور ایک ستوپ اندھر کی راجدھانی میں جو مدراس سے ۴۲۳ میل جنوب مشرق کو ہے تعمیر کرایا تھا۔

اُن فرمانوں سے جن میں مہاراجہ اشوک نے انٹیوکس سیریا کے بادشاہ کو اپنا دوست بتلایا ہے صاف معلوم ہوتا

ہے۔ کہ اس کی مملکت کی شمالی مغربی حد کوہ ہندوکش تھی +
پس مندرجہ بالا بیانات سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ مہاراجہ اشوک کی سلطنت بارہ درجہ عرض بلد سے ہمالیہ تک تھی جس میں نیپال کشمیر اور سوات کی گھاٹی مع اس کے ملحق علاقوں کے اور صوبجات یوسف زئی اور سندھ اور بلوچستان بھی شامل تھے +

اس سے پہلے کبھی کسی راجہ یا مہاراجہ کی سلطنت اتنی وسیع نہ تھی۔ اور نہ اس کے بعد کسی حکمران کو یہ شان و شوکت نصیب ہوئی۔ یہی سبب ہے کہ اشوک کو ہندوستان کا آخری چکرورتی راجہ (شہنشاہ) کہا جاتا ہے۔ لیکن اس کا نام تاریخ میں سنہری حروف میں لکھے جانے کی یہی اکیلی وجہ نہیں۔ کہ اس کی بادشاہت بہت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ بلکہ اس کا سبب یہ ہے کہ اس نے ایک نئے دھرم کے سامنے سر جھکا کر اپنی رعیت کو اس نئے دھرم میں شامل کرنے۔ اس دھرم کی اشاعت کو ترقی دینے۔ اس دھرم میں کامل یقین اور بھروسہ رکھنے اور کئی اعلےٰ اعلےٰ کام کرنے سے ایسا نام پیدا کیا ہے۔ کہ ہزارہا برس گزر جانے پر بھی آج تک اس کا نام نہایت عزت و احترام کے ساتھ لیا جاتا ہے +

بودھ راجاؤں کا پچھلا زمانہ

اشوک کے بعد مگدھ دیش کی شان و شوکت جاتی رہی۔ اور اندھر دیش کے راجاؤں کو فروغ ہوا۔ اور ساڑھے چار سو

برس تک اُن کا راج رہا۔ شمالی ہندوستان میں راجہ کنشک ۷۸ برس بعد مسیح کے ہوا۔ اور اُس کا راج کابل سے یارقند اور آگرہ اور گجرات تک تھا۔ اسی زمانہ کے قریب ہندوستان پر یونان و توران و کابل اور قندھار کے لوگوں نے حملہ کیا۔ مگر کوئی اور پتہ اُن کے حالات کا نہیں ملتا۔ اتنا معلوم ہوتا ہے۔ کہ علاوہ بکرماجیت کے سمت اور شالیواہن کے شاکھے کے گپت نام سے بھی ایک سمت جاری تھا۔ یہ سمت گپت راجاؤں نے چلایا تھا۔ اور وہ سنہ عیسوی سے ۳۱۹ منہا کرنے سے معلوم ہوسکتا ہے۔ ان راجاؤں کی تاریخ سکوں سے معلوم ہوئی ہے۔ اور الہ آباد میں جو اشوک کی لاٹ ہے۔ اُس سے یہ پتہ لگتا ہے۔ کہ یہ لوگ بھی ایک مرتبہ کل ہندوستان کے راجہ تھے۔ اور سو برس تک اُن کی حکومت رہی۔ اُس زمانہ میں ملک میں بڑی تجارت تھی۔ دو دو سو ملاحوں کے جہاز ہندوستان سے دوسرے ملکوں کو جاتے تھے۔ اور ملاح سورج و چاند اور ستاروں کی گردش سے جہازوں کو چلاتے تھے۔ برہمن سوداگر سوماترا۔ جاوا۔ اور چین تک پہنچے۔ جاوا میں ہندو مذہب جاری تھا۔ چنانچہ وہاں گنیش۔ درگا۔ شو وغیرہ کی مورتیں نکلی ہیں۔ سمندر میں چور بہت ہوتے تھے۔ لنکا اُس وقت میں سرسبز اور شاداب تھا۔ جیسا کہ اب ہے۔ بنگ دیش یعنی مشرقی بہار کا دارالخلافہ چمپا تھا۔ گیا بالکل

ویران ہوگیا تھا - مگر پاٹلی پتر یعنی پٹنہ بہت آباد تھا - وہاں پر بودھوں کے رتھ جاترا کے میلہ میں بیس بیس رتھوں کی سواری بڑی دھوم دھام سے نکلتی تھی - اور لوگ مورتوں پر ہار اور پھول وغیرہ چڑھاتے تھے - کپل وستو جہاں بدھ پیدا ہوئے تھے - بالکل ویران ہوگیا تھا - اور کشی نگر میں بھی جہاں وہ مرے تھے - بہت تھوڑی آبادی رہ گئی تھی ؎

متھرا میں دریا کے دونو طرف بدھ مذہب کے سنگھ آرام یعنی مندر تھے - کہ جن میں تین ہزار پوجاری رہتے تھے - لوگوں کے اوپر راجہ کی طرف سے کوئی زیادتی یا محصول لینے میں سختی نہیں ہوتی تھی - ملازموں کی تنخواہ پوری پوری دی جاتی تھی - راجاؤں کی طرف سے دان پتر کھدی ہوئی لوحوں پر دئے جاتے تھے - اور بڑے بڑے آدمی بودھ مذہب کے بہار یعنی آشرم بنا کر ان کے تعلق زمین کر دیتے تھے - یہ حالات فاہیان چین کے ایک سیاح کی تحریرات سے جو ۴۰۰ء میں ہندوستان میں آیا معلوم ہوتے ہیں ؎

حصّہ سوم

مہاراجہ اشوک کی تحریریں اور فرمان

تمہید

دھرم کی زندہ طاقت سے انسان کے دل میں کس قدر حیرت انگیز تبدیلی ہو جاتی ہے۔ اشوک کی زندگی اس کی ایک زندہ مثال ہے۔ بدمزاج۔ سرکش۔ ظالم اور بے رحم اشوک جس نے بادشاہت کے لالچ میں پڑ کر اپنے رشتہ داروں اور لواحقوں کو بھی اپنے ہاتھ سے قتل کرنے میں دریغ نہیں کیا تھا۔ نئی زندگی حاصل کر کے ایسی فراخدلی۔ انصاف اور مساوات کے ساتھ راج کرنے لگا۔ کہ جس کی مثال دنیا کی تواریخ میں کم ملتی ہے ٭

ویشالی مہاسنگھ کے ۱۱۸ برس بعد یعنی ۲۵۹ سنہ قبل مسیح اشوک نے بودھ دھرم کو قبول کیا۔ اور اپ گپت بودھ جتی سے دھرم کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے دل لگاؤ اور سرگرمی کی وجہ سے بودھ مذہب کو بہت ترقی حاصل ہوئی۔ اس نے بودھ مت کو اپنے کُل راج کا مذہب قرار دیا۔ اور اپنا نام پریہ درشی (حبیب خدا) رکھا۔ اس نے کثرت سے چیتیہ۔ سٹوپ اور دیگر اسی قسم کے مقامات بنائے۔ کہ جن کے ذریعے بودھ مذہب کی شہرت چاروں

طرف پھیل گئی۔ یہ نشانات دو ہزار برس کے عرصے میں بھی معدوم نہیں ہوئے۔ مگدھ راج میں چونسٹھ ہزار بھکشوؤں کے خرچ سے پرورش پاتے تھے۔ اور ان کی رہائشگاہوں سے جن کو بہار کہتے تھے۔ یہ صوبہ اس قدر پُر ہو گیا۔ کہ اس کا نام ہی بہار ہو گیا۔ اور یہی نام اب تک بھی چلا آتا ہے۔ روما کے شہنشاہ کانسٹنٹائن (قسطنطین) کا عیسائی مذہب کے ساتھ جو تعلق ہے۔ مگدھ کے اشوک اعظم کا وہی رشتہ بودھ مذہب کے ساتھ ہے۔ اس نے تمام ملک ہند میں بودھ مذہب کی منادی کے لئے مضبوط عہد کیا۔ نیز اس نے بودھ مذہب کو محض اپنے کُل راج کا ہی مذہب قرار نہیں دیا۔ بلکہ ملک ہند سے باہر بھی دھرم پرچارک پرچار کے لئے روانہ کئے۔ بلگا سے جاپان تک۔ سائبیریا اور منگولیا سے سیلون اور سیام تک جہاں جہاں بودھ مذہب کی شہرت پھیلی ہوئی ہے۔ وہاں تک ہی اشوک کا نام مشہور ہے۔

بودھ دھرم کے بہت سے تاریخی حصے کا انحصار فقط زبانی روایتوں پر ہے۔ ان کو دراصل "تواریخ" نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ ان روایتوں میں قابل اعتبار باتیں بہت کم ملتی ہیں۔ ہاں اشوک کے پتھروں اور ستونوں پر کھدوائے ہوئے کتبے اور اس کے آدیش یعنی فرمان وغیرہ تاریخ دانوں کی نظروں میں درست ہونے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ زیادہ تر انہی تحریروں

سے آج کل بودھ دھرم کی ٹھیک ٹھیک حالت معلوم ہوتی ہے اس لئے اگر ان کتبوں وغیرہ کے متعلق مفصّل طور پر تحریر کیا جاوے تو بیجا نہ ہوگا ۔

اس بات کا فیصلہ کرنا کہ یہ تحریریں اشوک نے کیوں لکھوائیں کچھ مشکل نہیں ۔ دھرم اُپدیشکوں کے ذریعے سے جو کام کیا جاتا ہے وہ فقط اُسی زمانے تک ختم ہو جاتا اور محدود رہتا ہے جس میں وہ کیا جائے ۔ اور زیادہ دیر تک نہیں رہ سکتا ۔ اس بات کو مدنظر رکھ کر آیندہ نسلوں کی بہتری کے لئے چٹانوں پر اپنے احکام کھدوا کر اشوک نے اپنی دور اندیشی کا بیّن اور اٹل ثبوت دیا ہے ۔ آج دو ہزار برس گزر چکے ۔ خود اشوک کا نام بھی دنیا میں لوگوں کے لئے تقریباً گم ہو چکا ہے ۔ لیکن اُس کی لکھوائی ہوئی بہت سی تحریریں باوجود آندھی ۔ مینہ ۔ بجلی وغیرہ آسمانی آفتوں اور باوجود سیتھین ۔ ایرانی ۔ یونانی ۔ مغل وغیرہ غیر قوم کے راجاؤں اور شاہوں کی چڑھائیوں وغیرہ انسانی مصائب کے اپنی پوری طاقت کے ساتھ انسانوں کو اُپدیش دینے کے لئے اپنے کام اور ارادہ پر رات دن کمربستہ کھڑی ہیں ۔

ان تحریروں کے لئے جو جگہیں چنی گئی ہیں اُس میں بھی اشوک کی دور اندیشی عقل کا بیّن ثبوت ملتا ہے ۔ بھارت ورش کے گزشتہ و موجودہ زمانہ کی ملکی حدبندی اور شہروں کے جاے وقوع

ہیں اختلاف پڑنے سے ان مقامات کی وہ فضیلت اب عام لوگوں کے خیال میں پورے طور پر نہیں آسکتی ۔ ہم اوپر کہہ چکے ہیں کہ اشوک کی بادشاہت کا دارالسلطنت پاٹلی پُتر تھا۔ اس شہر کا نام تک موجودہ زمانے میں نقشہ میں نہیں ملتا۔ تاہم میگستھنیز اور چینی سیاح کی تصنیف کردہ کتابوں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ زمانے میں جس شہر کو پٹنہ کہتے ہیں۔ اسی کے نزدیک ہی کہیں پاٹلی پُتر بھی تھا۔ اغلب معلوم ہوتا ہے کہ دریائے گنگا کی بار بار کی طغیانی سے شہر بہہ گیا ہوگا ۔ شہر پٹنہ صوبہ بہار میں ہے۔ اشوک کی حکومت کی حدود کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔ ان کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کا پایہ تخت پاٹلی پُتر تقریباً اس کی سلطنت کے عین بیچ میں تھا۔ اس شہر سے چاروں طرف بڑے بڑے راستے جاتے تھے۔ جن میں سے چار مشہور ہیں۔ ایک نیپال کی طرف۔ دوسرا گیا سے گزر کر چھوٹا ناگپور سے ہوکر پہاڑی جنگلوں سے گھومتا ہوا اڑیسہ کی جانب۔ تیسرا پریاگ اُجّین ہوکر کاٹھیاواڑ کی سمت اور چوتھا پنجاب قندھار کو جاتا تھا۔ ان چاروں راستوں پر یاتری لوگوں کے قافلے ہمیشہ آیا جایا کرتے تھے۔ اسی لئے انہی راستوں کے اوپر ستون قائم کئے گئے تھے تاکہ ان راستوں پر آنے جانے والے یاتریوں کو پڑھنے کا موقع ملے۔ ان ستونوں کے اوپر جو پچیکاری کا کام کیا گیا ہے۔ وہ بہت ہی نفیس ہے ۔

نشین ہونے کے گ… ں پشت ۔

پ

ں یعنی تین سالوں میں دہلی ۔ الٰہ آباد

ں (فرمانوں) سے ک…

ٹھ میں ملتے ہیں …ن پر کتبے لکھے

ہند ۔ مدراس اور

تھے) ہیں اور ہرا…رف چودہ کتبے

کتبے ہیں جن میں …کے پانچ بادشاہوں

ہیں رکھا گیا ہے ۔ انکے عہد حکومت

اور سہسں رام د…

لے پر جنوب کی جانب …کی ہیں ۔ ایک

…ی چٹانوں کا ملنا منسم میں پانچ

تیار کرائے اور ان … س

…یک لوریاگاوں میں)

میل کے فاصلے

لیسے ستون

ان

راجہ اشوک کے …

پہاڑوں کی غاروں اور …

وہ لاٹھیں جن کے …

اور دیگر مقامات میں پائی جاتی ہیں …

ہوئے ہیں ۔ پشاور ۔ گرنار …

ازیسہ سے دریافت ہوئے ہیں …

اسلام ہوئے ہیں ۔ جن میں سے ایک …

کے ساتھ صلح کے متعلق ذکر ہے …

کے تیرھویں سال میں یہ کتبہ لکھا گیا …

پتھر کی چٹانوں پر لکھی ہوئی …

تو پہلے کی لکھی ہوئی ہیں اور دوسری …

تحریریں پائی جاتی ہیں :-

(۱) گجرات میں جو …

کوس کے فاصلے پر شمال کی جانب …

لاٹ اور نیچے کے حصے کی چوڑائی …

کا ہر ایک حرف ۱ انچ اونچا …

نزدیک ہی کا ایک پل …

لگا دیا گیا ہے ۔ اور اس طرح …

حصہ بھی ضائع ہو گیا ہے ۔ …

پل کے نزدیک زمین کھدواتے وقت …

ٹوٹی پھوٹی حالت میں پایا تھا ٭

(۲) اڑیسہ میں کٹک سے دس کوس جنوب اور جگناتھ سے دس کوس شمال کی جانب دھولی نام جگہ کے پاس واقع ہے یہ اوّل الذکر کی مانند ہے ٭

(۳) اسی حد میں جوگڑھ کے نزدیک یہ تحریریں تین الگ الگ پتھروں پر لکھی ہوئی ہیں۔ پہلے دو پتھروں میں سے ہر ایک پر پانچ پانچ ملا کر دس آدیش (فرمان) ہیں۔ اور تیسرے میں دھولی جگہ کی مانند دو نئے آدیش ہیں ٭

(۴) جمنا کے شمالی کنارے پر مسوری کے نزدیک خالسی نام جگہ پر پہاڑ کی چٹان دس فٹ لمبی۔ دس فٹ اونچی اور آٹھ فٹ موٹی ہے ٭

(۵) دا یوسہ کی طرف۔ پشاور سے شمال مشرق کی جانب چالیس کوس کے فاصلے پر یوسف زئی کے علاقے میں کپوردگری کے نزدیک شہباز گڑھی کے پاس اٹک سے کچھ فاصلے پر۔ یہ تحریر جس پتھر پر درج ہے۔ اس کی اونچائی ۱۰ فٹ لمبائی ۲۴ فٹ اور موٹائی ۱۰ فٹ ہے۔ اس میں کئی یونانی راجاؤں کے نام آنے سے اس کی فضیلت تاریخ دانوں کی نگاہ میں بہت بڑی ہے۔ اس کی زبان آرین پالی ہے۔ اس جگہ پر فقط ایک ہی تحریر نہیں۔ بلکہ کئی ہیں۔ اور ان سب کے ملنے ہی سے اشوک کے مشہور ۱۴ آدیش (احکام) بنتے ہیں جو کئی پنڈتوں

کی رائے ہے کہ اشوک کے تخت نشین ہونے کے گیارھویں اور چودھویں سالوں کے درمیان یعنی تین سالوں میں یہ ادیش لکھے گئے ہیں - ان چودہ آدیشوں (فرمانوں) کے علاوہ دو اور آدیش مقامات دھولی و جوگڑھ میں ملتے ہیں - علاوہ ازیں جوگڈ (گنجام (مدراس) کے علاقے) میں اور براٹ (جے پور کی ریاست) میں - اس پر دو کتبے ہیں جن میں سے ایک ایشیاٹک سوسائٹی کے مکان میں رکھا گیا ہے - اور روپناتھ (کالے مور پہاڑ کے دامن میں) اور سہسرام (بلسر یا ڈمراؤں سے تخمیناً پچیس کوس کے فاصلے پر جنوب کی جانب) میں پتھر کی چٹانوں پر کتبے موجود ہیں ؁

معلوم ہوتا ہے کہ جب بڑی بڑی چٹانوں کا ملنا مشکل معلوم ہونے لگا تو اشوک نے پتھر کے ستون تیار کرائے اور ان پر لکھنے کی رسم ڈالی - لوریا (بتیا کے نزدیک لوریا گاؤں میں) لوریا (پٹنہ سے شمال مغرب کی جانب گیارہ میل کے فاصلے پر) الہ آباد (پریاگ کے قلعہ میں) دہلی میں ایسے ستون موجود ہیں ؁ الہ آباد میں ایک اور دہلی کے ستونوں پر آٹھ آدیش (فرمان) لکھے ہوئے ہیں - ہم ان دونو مقامات کا مختصر حال نیچے لکھتے ہیں :- (۱) دہلی - یہاں کے ستون کو فیروز شاہ کی لاٹ کہتے ہیں - یہ پہلے خضر آباد (ضلع انبالہ) میں (جمنا کے کنارے مقام ٹوپرا میں) کھڑا کیا گیا تھا - فیروز شاہ تغلق اسے اکھیڑ کر اپنے دارالخلافہ کو

لے گیا - یہ ایک بڑا مشکل کام تھا - روایت ہے کہ لاٹھ روئی میں لپیٹنے کے بعد ایک بڑے چھکڑے پر لاد کر لائی گئی جس میں ڈیڑھ سو بیل جوتے گئے تھے - کہا جاتا ہے کہ پہلے اس کی اونچائی ۴۲ گز تھی ۔ شمسی شیرازی نام پارسی مصنف نے لکھا ہے کہ ۳۲ گز ستون باہر اور آٹھ گز زمین میں گڑا تھا - جرنیل کننگھم کے قول کے مطابق اس کی موجودہ اونچائی ۴۲½ فٹ ہے - اس ستون کے چاروں طرف تحریریں موجود ہیں - اس کے علاوہ ایک اور ستون بھی یہاں ہے جسے فیروز شاہ میرٹھ سے لایا تھا ۔

(۲) الہ آباد - یہ ۳۵ فٹ اونچا ہے - اس کے نیچے کے حصے کا پھیلاؤ ۳ فٹ اور اوپر کے حصے کا ۲ فٹ ۲ انچ ہے ۔

(دہلی کی لاٹھ کے کتبے کی عبارت)

ماں باپ کے لئے دلی عزت اور ان کے حکم کی پیروی اور دھارمک لوگوں کی عزت کرنا بھی نیک کام ہیں - اور دھرم کی پیروی کرنا بھی ویسا ہی نیک کام ہے ۔

(۱) جس سے دنیا میں رحم - فراخ دلی - سچائی - پاکیزگی - شفقت - نیکی کی ترقی ہو - وہی حقیقی دھرم بھاؤ ہے - اور وہی تمام دھرم اپدیشوں کا لب لباب ہے ۔

(۲) دھرم ہی سب سے بڑھ کر افضل چیز ہے - نیک کام کرنا برے کاموں سے پرہیز کرنا - رحم دلی - کشادہ دلی - پاکیزگی اور

سچائی ہی دھرم ہے۔ میرے خیال میں یہ سب باتیں ہی پاکیزگی حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں۔ دھرم کے دان کے ساتھ اور کسی قسم کے دان اور دیا کا مقابلہ نہیں ہو سکتا"۔

(۳) "جو قصوروار ہے۔ میں اُس کو تباہ نہیں کرونگا۔ جو پھانسی پانے کے لائق ہے۔ میں اُس کو جلاوطن کرونگا۔ اور جس نے شارع عام میں قتل کیا ہے۔ وہ غریب ہو یا امیر خاص ذہن دنوں میں سزا یاب نہ ہوگا"۔

(۴) "دیو پریہ (دیوتاؤں کا پیارا) پریہ درشی چاہتا ہے کہ سنیاسیوں کو خواہ وہ کسی مذہب کے ہوں کوئی نہ ستائے"۔

(۵) "بھکشو ہو یا گرہست۔ دیو پریہ پریہ درشی سب کے مذہب کی عزت کرتا ہے۔ اور سبھی کو اپنے مذہب کی عزت کرنی چاہئے۔ لیکن دوسرے کے مذہب کی مذمت کرنا مناسب نہیں"۔

(۶) "بعض لوگ اپنے مذہب کی فوقیت اور عزت ظاہر کرنے کے لئے دوسرے مذہب کی مذمت کرتے ہیں۔ لیکن میں کہتا ہوں۔ کہ جو شخص ایسا کرتا ہے۔ وہ اپنے ہی مذہب کو نقصان پہنچاتا ہے۔ اس واسطے دینی معاملات میں میل اور اتحاد ہی سب سے اچھی بات ہے"۔

(۷) "جو لوگ غلام اور طرح طرح کی سختیاں اور ظلم برداشت کرتے تھے۔ وہ اسی دن سے راجہ کے حکم سے ہر ایک طرح

کی غلامی سے آزاد کیے گئے "۵؎

احکام سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح سے تین سو برس پہلے سیریا۔ مصر۔ یونان۔ مقدونیہ وغیرہ دور دراز ملکوں میں بودھ مذہب کے پرچار کے لئے کوشش کی گئی تھی تیرھویں فرمان میں پریہ درشی کہتا ہے "یونانی بادشاہ* اینٹی اوکس۔ ٹولیمی اینٹی گونس۔ میگس اور سکندر ایپی رس چار بادشاہوں کے ملک اور دیگر مقاموں میں جہاں جہاں دیوانام پریہ درشی کے دھرم کے احکام کا پرچار ہوتا ہے۔ وہاں وہاں ہی لوگ دھرم کو قبول کرتے ہیں۔ فتوحات کئی قسم کی ہو سکتی ہیں۔ لیکن دھرم کی فتح سب سے اعلےٰ اور راحت بخش ہے۔ اور اس کی فتح ہی سب سے بڑھ کر خواہش کرنے کے قابل ہے"؎

* یونان کے پانچ بادشاہ :- (۱) سیریا کا اینٹی اوکس (۲) مصر کا ٹولیمی ولد ٹولیمی فلیڈلفر (۳) لی سیا وغیرہ کا اینٹی گونس (۴) سے رین کا میگس (۵) ایپی رس کا سکندر یعنی سکندر اعظم کا ماموں۔

؎ (۱) بارنٹ صاحب کے دریافت کردہ پتھر کے چوتھے کتبے کی عبارت۔
(۲) پرنسپ صاحب کے دریافت کردہ دہلی کے ساتویں کتبے کی عبارت۔
(۳) " " " " " نویں " " " " ۔
(۴) " " " " " چوتھے " " " " ۔
(۵) بارنٹ صاحب کے دریافت کردہ پتھر کے ساتویں کتبے کی عبارت۔
(۶) " " " " " بارھویں " " " " ۔
(۷) دھولی کی لاٹھ کے پہلے کتبے کی عبارت۔

اشوک کے احکام محبت، رحم، برداشت، روحانیت، اہنسا (نہ ایذا رسانی) وغیرہ عام اخلاقی مضامین سے پُر ہیں۔ اُس نے دھرم کے متعلق اعلےٰ درجے کی فراخ دلی ظاہر کی ہے چنانچہ وہ کہتا ہے کہ "پریہ درشی کی یہ خواہش ہے کہ جو لوگ بودھ نہیں اور سرحد پر ہیں۔ وہ بھی اُس کے راج میں امن اور آرام سے رہیں۔ کیونکہ وہ بھی نیک بننے اور دھرم کی برکتیں حاصل کرنے کی خواہش رکھتے ہیں"۔

"میں اپنے مخالفین کے لئے طرح طرح کی پرارتھنا (دعائیں) کرتا ہوں۔ تاکہ وہ میری مثال کی پیروی کر کے ہمیشہ کے لئے مکتی (نجات) حاصل کریں"۔

ایک فرمان کے علاوہ پریہ درشی نے اپنے آپ کو کہیں بودھ ظاہر نہیں کیا۔ اور وہ مگدھ کے سنگھ کو مخاطب کر کے لکھا گیا ہے۔ جس میں یہ ذکر ہے "راجہ پریہ درشی سنگھ کی بھلائی چاہتا ہے۔ آپ یہ بخوبی جانتے ہیں۔ کہ میرے دل میں بُدھ۔ دھرم اور سنگھ کی کیسی گہری عزت اور محبت ہے۔ بدھ دیو جی نے جو نصیحت کی ہے۔ وہ نہایت اعلےٰ اور پاک ہے۔ اور اگر اس کی پوری پوری پیروی کی جاوے۔ تو یہ سچا مذہب بہت عرصے تک قائم رہیگا"۔ بعد ازاں اُس نے نمونے کے طور پر سات دھرم تنت (دینی صداقتیں) پالی زبان سے شائع کئے۔

سانچی[1] (واقع ریاست بھوپال) کا ستون

اس ستون کا ایک بہت بڑا حصہ گر جانے کے باعث اس کی تحریر صاف طور پر پڑھی نہیں جاتی۔ تاہم تیسری سطر کے آگے جو تحریر پڑھنے میں آتی ہے۔ اس سے جو مطلب معلوم ہو سکا ہے۔ وہ یہ ہے :-

"بھوک سے کلپائے ہوئے دھرم گرو کے لئے ایک فیاض گرہستی نے کچھ تدبیر کر رکھی ہے"۔ آخر کی دو سطروں میں لکھا ہے "میری یہ خواہش ہے کہ پیاسے شخصوں کے لئے ٹھنڈا پانی موجود رہے۔ اور یہ حالت مدت تک جاری رہے"۔

ان تحریروں کے علاوہ مقابل کی گپھا میں مذکورہ بالا تحریروں سے ملتی جلتی اور ان کے مطابق اور بھی بہت سی کھدی ہوئی تحریریں پائی جاتی ہیں۔ اور ان کے ذریعے سے اشوک کی زندگی کی بابت بہت کچھ معلوم ہوتا ہے۔

بیراٹ کی تحریروں میں درج ہے :-

"دیوتاؤں کا پیارا۔ نظر مہر سے دیکھنے والا راجہ کہتا ہے کہ میں اڑھائی سال تک اُوپاسک رہا۔ اس دم تک میں نے دھرم کی طرف کوئی خاص رغبت ظاہر نہیں کی۔ اس کے بعد میں نے سنگھ کا درشن کیا۔ اور اس وقت سے میں نے ہندوستان

[1] سانچی واقع ریاست بھوپال میں مہاراجہ اشوک کا تعمیر کردہ ایک بہت بڑا ستوپ ہے جس کا گنبد قریباً نصف دائرے کی شکل کا ہے۔ قطر ۱۰۶ فٹ اور بلندی ۴۲ فٹ ہے۔

کے پہلے دیوتاؤں کو اور اُن کی بڑائی و طاقت کو ماننا چھوڑ دیا ہے[۱] یہ سب نتیجہ دھرم کی طرف راغب و متوجہ ہونے کا ہے۔ محض سچائی ہی کے بھروسے پر یہ پھل حاصل نہیں ہوتا۔ سورگ (بہشت) کا حصول خواہ کتنا ہی مشکل کیوں نہ ہو تو بھی دھرم کی رغبت ہونے سے وہ کمزوروں کو بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ اسی لئے (اس تحریر کے ذریعے سے) میں لوگوں کو کہتا ہوں۔ کہ تمام لوگ طاقتور بنیں یا اگر کمزور ہوں (اعلےٰ یا ادنےٰ کسی درجہ کے ہی کیوں نہ ہوں) تو تو وہ دھرم کی طرف توجہ دیں۔ غیر ملک والوں و اجنبی لوگوں کو دھرم اُپدیش کریں۔ اور اس حالت کو مدت تک برقرار رکھیں جس سے دھرم کی ترقی نہایت ہی عظیم الشان اور وسیع پیمانہ پر ہوگی۔

سہسرام کی تحریروں میں درج ہے:-

"دھرم کا پرچار اُپدیشکوں کے ذریعے سے ہوتا ہے اس لئے دو سو چھپن ۲۵۶ اُپدیشک مختلف مقامات کو بھیجے گئے ہیں۔ گپھا وغیرہ جہاں جہاں ستون قائم کئے گئے ہیں۔ اُن تمام پر یہ کھدوا دیا جاوے۔"

روپ ناتھ کے ستون پر جو تحریر ملی ہے۔ اس میں بھی یہی عبارت لفظ بہ لفظ درج ہے۔

نیپال میں پڈیرا اور نگلیو مقامات میں جو آدیش (احکام) ملے ہیں۔ اُن کے بارے میں ڈاکٹر بوہلر صاحب یوں تحریر فرماتے ہیں:

[۱] سدھ پور کی تحریر میں بھی ہو بہو ایسی ہی ہیں۔ (سدھ پور میسور میں ہے)

"یہ مرقومہ احکام ڈاکٹر فُہرر صاحب نے دسمبر ۱۸۹۴ء و مارچ ۱۸۹۵ء میں پائے - یہ احکام پتھر کے ستون کے اوپر تحریر ہیں ان میں سے پڈیرا مقام کا ستون تین فٹ زمین میں گڑا ہوا ہے لیکن یہ ٹوٹی ہوئی حالت میں پایا گیا تھا ۔ دوسرا بھی کچھ ٹوٹا پھوٹا ہی ملا ہے - اور اس حکم کی تیسری سطر کے پہلے پانچ اور چوتھی سطر کے پہلے سات حروف ضائع ہو گئے ہیں ۔

مسیح سے تین سو برس پیشتر مگدھی زبان رائج تھی - اسی زبان میں یہ احکام لکھے ہوئے ہیں - اسی لئے خالسی - دھولی - جوگرٹھ - ویراٹ - سہس رام وغیرہ مقامات کی تحریرات کی زبان ان احکام کی زبان سے بہت کچھ ملتی جلتی ہے"۔

پڈیرا (نیپال) کا آدیش (حکم) :-

"دیوتاؤں کا پیارا پریہ درشی راجہ (مراد اشوک) جس کی تخت نشینی کو ۲۰ برس گزر چکے ہیں - بذات خود یہاں آیا - اور اس جگہ پر جہاں ساکی منی بدھ نے جنم لیا تھا - یہ پتھر کا ستون قائم کرنے کا حکم دیا - چونکہ اس لُمبنی گاؤں میں بدھ کا اوتار ہوا تھا - اس لئے یہاں کا ٹیکس معاف کر دئے جانے کے بعد اس گاؤں میں روپیہ وغیرہ بھی تقسیم کیا گیا"۔

اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ یہ تحریر بدھ کے جنم لینے کی جگہ کے صحیح طور پر معلوم کرنے میں کس قدر کارآمد ثابت ہوئی ہے ۔

نگلیو (نیپال) کا آدیش (حکم) :-

"دیوتاؤں کے پیارے پریہ درشی راجہ نے اپنے راج تلک سے ۱۴ سال بعد بدھ کوناک من[1] ستون کو دوبارہ کھڑا کیا - اور تاج پوشی سے ۲۰ سال بعد اس نے بذات خود اس کو آکر دیکھا - یہ ستون اس کے حکم کے مطابق قائم کیا گیا ہے" ۔

یہ ادیش بھی بودھ دھرم کی تواریخ لکھنے میں بہت کارآمد ثابت ہوا ہے - اشوک نے اپنے عہد حکومت کے بیسویں سال میں بدھ کوناک من ستون دوبارہ کھڑا کیا - اس سے یہ اندازہ لگایا جاتا ہے - کہ یہ ستون اس راجہ سے بھی پہلے یعنی مسیح سے ۲۰۵ برس پیشتر کھڑا کیا گیا ہوگا - چونکہ کوناک من بدھ گوتم بدھ سے بہت عرصہ بعد ہوا تھا - اس لئے پنڈت لوگ گوتم بدھ کے نروان کال (وقت موت) کا ایک حد تک راست اندازہ لگا لیتے ہیں ۔

ایک پرمان (ثبوت) اس امر کا بھی ہے کہ مذکورۂ بالا وقت ۵۰ یا ۳۲۵ برس قبل از مسیح نہیں ہو سکتا - اس سے ثابت ہوتا ہے - کہ یہ وقت اس سے بھی ایک صدی پیشتر یعنی ۴۸۴ برس قبل از مسیح ہوگا ۔

اشوک کی زندگی کو اس آدیش (حکم) سے جو تعلق ہے وہ یہ ہے - کہ اس تحریر سے صرف یہی ظاہر نہیں ہوتا - کہ اشوک نے عہد حکومت کے اکیسویں سال میں یاترا (سفر) کرتا ہوا لمبنی

[1] کوناک من - سنسکرت میں کوناک منی ۔

اور کوناکمن بدھ کے ستون کے نزدیک آیا - بلکہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے - کہ وہ بدھ کے نروان حاصل کرنے کے مقام پر - رام گرام کپل وستو - کرک چھندا کے ستوپ اور شراوستی نگر وغیرہ مقامات پر بھی آیا تھا - اس لئے "دویہ اودان" کتاب میں جو کچھ لکھا ہے - وہ بہت بڑی حد تک ٹھیک ہے ٭ دوسری بات جو اس سے ظاہر ہوتی ہے - وہ یہ ہے - کہ اشوک کے حکم سے ان مقامات پر ستون قائم کئے گئے - اور لمبنی کا لگان زمین (معاملہ) معاف کر دیا گیا تھا - نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے - کہ اشوک کی سلطنت کی حد اس وقت نیپال تک پہنچی ہوئی تھی ٭

بودھ مذہب کے جو شاستر ا ز گرنتھ وغیرہ تھے - ان کو غلطیوں سے صاف کرنے کی غرض سے اشوک نے ایک بڑی بھاری سبھا اکٹھی کی - اس سبھا کے متعلق مفصلہ ذیل تحریر ملی ہے "پریہ درشی راجہ ماگدھ سنگھ (مگدھ کی سبھا) کو نمسکار کر کے سبھا سدوں (سبھا کے ممبروں) کے درازی عمر اور ترقی راحت کی خواہش رکھتا ہے ٭ قابل تعظیم بزرگو! میں بدھ دھرم اور سنگھ اِن (تین رتنوں) کو جس قدر قابل تعظیم مانتا ہوں وہ آپ پر ظاہر ہی ہے ٭ مہاراج بدھ نے جو جو کچھ کہا ہے - وہ سب نہایت ہی اعلٰے اور قابل عمل ہے ٭ جتنی دُور اور جس قدر وسیع پیمانے تک ہو سکے - بدھ کے اصولوں کا پرچار کرنا میرا سب سے بڑا فرض ہے - کیونکہ ایسا ہونے سے ہی سچا دھرم دیر

ہو سکتا ہے۔ قابلِ تعظیم بزرگو! دھرم پری یا تراؤں میں (یعنی بُدھ دھرم کی مذہبی کتابوں میں) مندرجہ ذیل باتیں پائی جاتی ہیں:-
(۱) بینے سمت کرش (۲) آریہ وش (۳) اناگت بھے
(۴) مُنی گاتھا (۵) مونی سوتر (۶) اُپ تِسس پس اُپنیشیہ
(۷) راہل باد۔ میری یہ خواہش ہے کہ بھکشو اور بھکشونیاں (بودھ مذہب کے پرچارک مرد اور عورتیں) ان گرنتھوں (بودھ دھرم کی مذہبی کتابوں) کو سُنیں اور اُن پر غور کریں جس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ اُپاسک لوگ (یعنی گرہستی لوگ جو کہ ان پرچارکوں کو تعظیم کی نگاہ سے دیکھتے ہیں) بھی ویسا ہی کرنا شروع کر دینگے۔ تاکہ یہ اُپدیش (میرا مدعا۔ منشا، سب کی سمجھ میں آجاوے اس لئے میں یہ تحریر درج کرتا ہوں"۔

اس تحریر میں چند باتیں قابلِ غور ہیں:- بُدھ دھرم کی مذہبی کتابوں میں سے غلطیاں دور کرنے کی غرض سے جو سبھا سد اکٹھے ہوتے تھے۔ اُن کے مشورے سے یہ تحریر لکھوائی گئی۔ اس وقت بودھ دھرم اٹھارہ شاخوں یا مختلف فرقوں میں تقسیم ہوگیا تھا۔ اور ان میں سے ہر ایک فرقہ دوسرے سے اختلاف رائے رکھتا تھا۔ اس طرح کے اختلافات و تفریق کو دور اور دھرم کے اصولوں کو خاص طور پر مقرر کئے بغیر دھرم کا پرچار (اشاعت) نہایت مشکل تھا۔ صرف یہی نہیں بلکہ ایسی تفریق کا نتیجہ یہ ہوا کرتا ہے۔ کہ جس دھرم میں اس کا

قدم آئے۔ بالکل نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ اس بات پر مجبور کرنے اور مذکورۂ بالا اہم سوال کا حل سوچنے کے لئے ایک سبھا بُلانی پڑی تھی۔ اس سبھا میں مختلف سنگھ (یعنی مختلف شاخوں کے لوگ) اکٹھے ہوئے تھے۔ "سنگھ" لفظ کا اصلی مطلب کسی بڑے مذہب (مثلاً بُدھ مت) کی شاخ ہے جس کو انگریزی میں چرچ کے نام سے موسوم کریں گے۔ کسی دھرم کے بارے میں ایک رائے و ایک اعتقاد رکھنے والے لوگوں کو بودھ دھرم میں "سنگھ" نام سے پکارتے ہیں۔ سنگھ کے ساتھ رہنا دھرم کے کاموں میں ایک اعلےٰ کام شمار کیا جاتا تھا۔ بُدھ کے اوپر اعتقاد۔ دھرم میں رغبت اور سنگھ کی زبردست طاقت ان تینوں باتوں کے زور پر ہی بودھ دھرم کا اس قدر پرچار ہوا تھا۔ اشوک نے خیال کیا کہ چھوٹے چھوٹے سنگھوں کے مقابلے میں ایک ہی بڑے سنگھ کے ہونے سے دھرم زیادہ مضبوط ہوگا۔ اس لئے مختلف سنگھوں کا ایک ہی مت بنانے کی غرض سے اشوک نے اس سبھا کو اکٹھا کیا۔ اور وہ اپنے مدعا میں بہت حد تک کامیاب بھی ہوا۔ گویا اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اشوک کے خیال میں یہ بات مکمل طور پر آگئی تھی۔ کہ اگر بودھ دھرم کسی غیر معمولی طاقت کو حاصل کر سکتا ہے۔ تو وہ اس متحدہ سنگھ ہی کے ذریعے سے ہو سکتا ہے۔

دھرم کی ترقی کس طرح پر ہو سکتی ہے؟ اس سوال کا جواب

دہلی کے ستون پر اس طرح مرقوم ہے :۔ "دیوتاؤں کا پیارا پریہ درشی جو راجہ ہے۔ اس کا قول ہے کہ مختلف جاتی (یعنی نوع انسان) میں ترقی کس طرح ہوگی؟ کے سوال کا جواب یہ ہے۔ کہ چھوٹی جاتی کے لوگوں میں دھرم شردھا (دھرم اور مذہب پر اعتقاد) پیدا ہونے سے دھرم کی ترقی ضرور ہوگی ٭ نیز دیوتاؤں کا پیارا پریہ درشی کہتا ہے۔ کہ راج ونش (شاہی خاندان) میں دھرم اپدیش کرنے سے دھرم کی کتنی ترقی ہوگی؟ کے سوال کا جواب یہ ہے کہ جب نردھن (غریب بے زر) لوگوں کو دھارمک بنانے سے دھرم کی ترقی ہوتی ہے۔ تو اونچے درجے کے لوگوں کو دھارمک بنانے سے جو دھرم کی ترقی ہوگی۔ وہ نہایت ہی قابل قدر ہوگی"

اشوک کی مندرجہ صدر چھوٹی چھوٹی تحریروں کے مطالعہ سے ناظرین خود اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ اس وقت اشوک کا دل کتنی اعلےٰ شرافت و نیکی سے پرتھا ٭

اس تحریر[1] سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نیچ جاتی (ادنےٰ ذات) کے لوگوں کو دھارمک بنانے کا مُدّعا جو دھرم اپدیشکوں کے فرائض میں اعلےٰ تصوّر کیا جاتا ہے۔ وہ حضرت مسیحؑ سے کوئی سو سال پیشتر کا ہے۔ اشوک کو یہ اصول بخوبی معلوم تھا۔ اور اسی خیال کو مدِ نظر رکھ کر اس نے بودھ دھرم کا پرچار کرنے کی کوشش کی ٭

ایک اور بات بھی قابل غور ہے۔ اور وہ یہ کہ اشوک

---

[1] دہلی کا ساتواں آدیش (فرمان) ٭

نے یہ تو ضرور کہا ہے۔ کہ نیچ لوگوں کو دھرم اُپدیش کے ذریعے سے دھارمک بنایا جائے۔ لیکن اُس نے کبھی یہ نہیں کہا۔ اور نہ کیا کہ اگر ایسے لوگوں پر کوئی مصیبت یا آفت کا وقت آجائے۔ تو اُن کو روٹی یا کھانا وغیرہ دے کر اُن کا مذہب تبدیل کر لیا جائے۔ کیونکہ دراصل بات یہ ہے۔ کہ روٹی مخصوص ہے پیٹ کے لئے۔ اور دھرم مخصوص ہے روح کے لئے۔ پس روٹی کے لالچ سے جو مذہب تبدیل کرتا ہے اُس کا اثر روح پر کچھ نہیں پڑتا ۔

دھرم مہاماتر اور پرتی بیدک - ان تمام احکام سے ایک اور بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ اشوک کے عہد حکومت میں دھرم مہاماتر کے نام سے کارندوں کی ایک جماعت مقرر کی گئی تھی۔ دھرم کی پاکیزگی کو قائم رکھنا اور اُس کی منادی کرنا یہ دونو کام ان کے سپرد کئے گئے تھے۔ رعایا کے ادنےٰ درجے کے لوگوں میں دھرم کی منادی کرنا اور جو قومیں آریہ نہیں ہیں۔ اُن کی ترقی اور بہتری کے لئے کوشش کرنا ان لوگوں کا اہم فرض تھا۔ دوسری جماعت کے کارندوں کا نام پرتی بیدک تھا۔ رعایا کی اخلاقی حالت کو بہتر بنانے کے لئے انتظام کرنا ان لوگوں کا کام تھا۔ اور یہ لوگ رعایا کے رسم و رواج۔ طرز سکونت۔ بہتری اور ابتری کے حالات کے متعلق بخوبی جانچ پڑتال کر کے مہاراجہ اشوک کو اطلاع دیتے تھے ۔

مہاراجہ اشوک کے فرمان

جو پہاڑ کی چٹانوں پتھر کے ستونوں اور پہاڑی گپھاؤں میں کھدے ہوئے ہیں

(الف) ۱۴ چٹانی فرمان

فرمان نمبر ۱

زندگی کی عظمت

یہ مشبرک فرمان دیو پریہ راجہ پریہ درشی کے حکم سے لکھا گیا ہے۔ اس مقام (راجدھانی) میں جانور قربانی کے لئے ذبح نہ کئے جائیں اور نہ تہواروں کے موقع پر ضیافتیں کی جائیں کیونکہ مہاراجہ ان میں کئی طرح کی برائیاں دیکھتے ہیں۔ اگرچہ بعض ان میں سے راجہ پریہ درشی کی نگاہ میں موجب ثواب بھی ہیں۔

پہلے راجہ پریہ درشی کے باورچی خانہ میں ہر روز کئی ہزار جانور کھانا بنانے کے لئے ذبح کئے جاتے تھے۔ اب بھی جبکہ

یہ متبرک فرمان لکھا جا رہا ہے ۔ صرف تین جانور یعنی ۲ مور ایک ہرن روزمرہ مارے جاتے ہیں ۔ یہ تین بھی آئندہ سے نہیں مارے جائینگے ۔

فرمان نمبر۲

انسانوں اور حیوانوں کے لئے آرام و آسایش کے سامانوں کا مہیا کرنا

"ہر ایک جگہ راجہ پریہ درشی کے راج ہیں اور نیز اس کی ہمسایہ سلطنتوں ہیں مثلاً چولا ۔ پانڈیا ۔ ستیہ پُتر ۔ کرلا پُتر (لنکا ہیں) اور یونان کے بادشاہ اینٹیوکس اور اس کے ماتحت بادشاہوں کے ممالک ہیں ہر ایک جگہ راجہ پریہ درشی کی طرف سے دو طرح کے شفاخانے ہیں ۔ ایک انسانوں کے علاج کے لئے ۔ اور دوسرے حیوانات کے ۔ اور امراض سے شفا دینے والی جڑی بوٹیوں کی جہاں کہیں کمی تھی ۔ وہ ہر ایک جگہ بھیجی جاتی ہیں ۔ اور بوئی جاتی ہیں ۔

اسی طرح میوہ دار درخت اور مول کند جہاں کہیں ان کی قلت تھی ۔ بھیجے گئے اور بوئے گئے ہیں ۔

سڑکوں پر انسانوں اور حیوانوں کے آرام کے لئے درخت

لگا دئیے گئے ہیں ۔ اور کوئیں کھدوا دئیے گئے ہیں" ؎

فرمان نمبر ۳

پنجسالہ دربار

"راجہ پریہ درشی ایسا حکم فرماتے ہیں ۔ میں نے اپنے تیرھویں سنہ جلوس میں یہ فرمان جاری کیا ہے ۔ کہ ہر ایک جگہ میرے راج میں اعلےٰ عہدہ دار ۔ کمشنر اور ضلعوں کے آفیسر ہر پانچویں سال دربار عام کریں ۔ جس میں علاوہ اور معاملات کے دھرم کا خصوصیت کے ساتھ اعلان کریں ۔ یعنی ماں باپ کی فرمانبرداری اچھی ہے ۔ دوستوں ۔ واقفکاروں ۔ رشتہ داروں برہمنوں اور سادھوؤں کے ساتھ فراخ دلی اچھی ہے ۔ زندگی کی عظمت کی تعظیم اچھی ہے ۔ بے اعتدالی اور سخت کلامی سے پرہیز اچھا ہے ۔ بھکشو سب کو تفصیل وار اس کے معنے اور مقصد کے مطابق ہدایت کرینگے" ؎

فرمان نمبر ۴

پاکیزگی اور دیا کا برتاؤ

بہت عرصہ سے بلکہ سینکڑوں برس سے جانوروں کا

ذبح کرنا اور جانداروں پر سختی کرنا۔ رشتہ داروں۔ برہمنوں اور سادھوؤں کی بے عزتی کرنا بڑھ رہا ہے۔ لیکن اب راجہ پریہ درشی کے دیا کے برتاؤ سے بجائے جنگی نقارے کی آواز کے دھرم کے نقارے کی آواز سنائی دیتی ہے۔ اور رتھوں۔ ہاتھیوں۔ اور روشنی کے جلوس کے بہشتی نظارے رعایا کو دکھلائے جاتے ہیں۔ اب راجہ پریہ درشی کے دھرم کے اعلان سے جانوروں کے ذبح کرنے کی بندش اور جانداروں پر ظلم کرنے کی ممانعت۔ رشتہ داروں۔ براہمنوں اور سادھوؤں کی تعظیم۔ والدین اور بزرگوں کی فرمانبرداری ترقی پر ہے۔ اس طرح اور کئی ایک دوسرے طریقوں سے دھرم کا پرچار ہوتا جاتا ہے۔ اور راجہ پریہ درشی اس پرچار کو اور بھی زیادہ ترقی دینگے +

راجہ پریہ درشی کے بیٹے۔ پوتے اور پڑپوتے عرصہ دراز تک اس کو ترقی دیتے رہینگے۔ اور اخلاق اور دھرم پر قائم رہ کر دھرم کا پرچار کرینگے۔ کیونکہ تمام کاموں سے دھرم کا پرچار افضل ہے۔ اور بد اخلاق لوگ دھرم پر نہیں چل سکتے۔ اس بارہ میں ترقی بہتر ہے نہ کہ تنزّل۔ اسی خاص مقصد کو مدنظر رکھ کر یہ تحریر تیار کی گئی ہے۔ تاکہ انسان اس معاملہ میں ترقی کی کوشش کریں۔ اور تنزّل کی طرف نہ جائیں +

یہ راجہ پریہ درشی کے حکم سے اس کے ۱۳ ویں سنہ جلوس میں لکھا گیا +

فرمان نمبر ۵

مذہبی محتسب

" راجہ پریہ درشی ایسا فرماتے ہیں کہ نیک عمل ایک مشکل کام ہے - نیک عمل کا عامل ایک مشکل کام کرتا ہے - مجھ سے بہت سے نیک عمل ہوئے ہیں - اگر میرے بیٹے پوتے اور اُن کے بعد اُن کے جانشین عرصۂ دراز تک اسی طریق پر چلینگے - تو وہ اچھا کرینگے - لیکن اس معاملہ میں اگر کوئی شخص مذہبی حکم توڑتا ہے - تو وہ بُرا کرتا ہے - کیونکہ گناہ کا کرنا آسان ہے - زمانۂ گزشتہ میں مذہبی محتسب کبھی مقرر نہیں کئے گئے تھے - حالانکہ میں نے اپنے ۱۴ سنہ جلوس میں ایسے افسر مقرر کئے ہیں ؀ وہ میری رعایا کے سب فرقوں میں دھرم کو قائم کرنے اُس کو ترقی دینے اور سب کی بہبودی اور سُکھ کے لئے کوشش کر رہے ہیں - بلکہ پونا - کمبوج - قندھار - راسترک - پٹنیکا - اور میری دوسری سرحدی قوموں کی بہبودی اور سُکھ دینے والے کاموں میں مشغول ہیں - وہ میرے سپاہیوں - براہمنوں - امیروں - غریبوں اور بوڑھوں کی بہبودی اور سُکھ کی ترقی میں لگے ہوئے ہیں - اور رعایا کی بہبودی کی ترقی میں جو باتیں سدراہ ہیں - اُن کو دور کرنے

میں مصروف ہیں ۔

وہ ناواجب قید اور سزا کی ممانعت میں کوشش کرتے ہیں - اور جس شخص کا زیادہ کنبہ ہے - اور جو مصیبت زدہ یا بوڑھا ہے - اس کا خیال رکھتے ہیں - یہاں پاٹلی پتر میں اور سب صوبجات کے شہروں میں وہ میرے بھائیوں - بہنوں اور دیگر رشتہ داروں کے زنانہ نوکروں چاکروں کے اہتمام میں مصروف رہتے ہیں ۔

ہر ایک جگہ میرے راج میں یہ آفیسر میری رعایا میں سے جنہوں نے اپنی زندگی دھرم کے لئے وقف کردی ہے اور جو دھرم پر قائم ہیں - اور جو خیرات کرتے ہیں اُن کے ساتھ مل کر کام کرتے ہیں ۔

اس مقصد کے لئے یہ فرمان لکھا گیا ہے کہ یہ مدت دراز تک قائم رہے - اور میری رعایا اس کے مطابق عمل کرتی رہے ۔

فرمان نمبر ۶

کام کو جلد ختم کرنا

راجہ پریہ درشی ایسا لکھتے ہیں - کہ بہت مدت سے معاملات وقت پر طے نہیں ہوتے - اور رپورٹیں بروقت نہیں پہنچتیں - اس واسطے میں نے انتظام کردیا ہے کہ

ہر وقت اور ہر جگہ خواہ میں کھانا کھاتا ہوں - زنان خانہ میں ہوں - یا عبادت خانہ میں - گاڑی میں سوار ہوں - یا باغ میں ہوں - سرکاری اطلاع رسانوں اور رپورٹروں کو چاہئے کہ مجھے رعایا کے اپنے معاملات سے جن کو میں ہر وقت اور ہر جگہ طے کرسکتا ہوں ہمیشہ اطلاع دیتے رہیں ۔

اور اگر میں زبانی حکم کسی دان پنن کا دوں - یا کسی حکم پر عمل درآمد کرنے کا حکم دوں - یا کسی ضروری معاملہ کا احکام کے سپرد کرنے کا حکم دوں - اور اتفاق سے اُس معاملہ میں کوئی جھگڑا اُٹھے یا سنگھ میں کچھ دھوکا اور فریب واقع ہو تو میں نے حکم دیا ہے کہ اس کی رپورٹ فوراً مجھے ہر جگہ اور ہر وقت ہونی چاہئے - کیونکہ مجھے اپنی جدوجہد اور معاملات کے طے کرنے میں پوری تسلی نہیں ہے - مجھے رفاہ عام کے لئے کام کرنا چاہئے - اور بنیاد اس کام کی جد و جہد اور معاملات کا طے کرنا ہے - اور اس سے بہتر عامہ خلائق کی بہبودی کے لئے اور کوئی بات نہیں ہے - اور میں کس لئے اتنی محنت اٹھاتا ہوں - سوائے اس کے میرا اور کوئی مقصد نہیں ہے کہ تمام مخلوق کا قرضہ جو میری گردن پر ہے - اُسے ادا کرسکوں اور جبکہ میں ان میں سے بعض کو اس دنیا میں سکھ پہنچا سکوں تو ان کو اس قابل بھی بنا سکوں کہ وہ دوسری دنیا میں سکھ پاسکیں ۔

ہیں نے اس مقصد کے لئے یہ فرمان لکھا ہے۔ کہ یہ مدت دراز تک قائم رہے۔ اور میرے بیٹے۔ پوتے اور پڑپوتے رفاہ عام کے لئے کوشش کرتے رہیں۔ اگرچہ یہ مشکل بات ہے اور سوائے غایت درجہ کی کوشش کے حاصل نہیں ہوسکتی"

فرمان نمبر ۷

اُصول کی پابندی

راجہ پریہ درشی چاہتے ہیں۔ کہ سب جگہ تمام مذہبی فرقے اپنے اپنے اصولوں کے پابند رہیں۔ اور ضبط نفس اور قلبی صفائی (خواہش نفسانی پر قابو اور من کی شانتی) کرنا سیکھیں مگر انسان اپنی خواہشوں کو قابو میں نہیں رکھ سکتا۔

بعض فرقے تو تمام احکامات مذہبی کی پابندی کرتے ہیں اور بعض چند ایک کی۔ اس شخص کے لئے بھی جو بہت زیادہ فیاض نہیں ہوسکتا۔ ضبط نفس۔ صفائی قلب۔ شکر گزاری۔ دیانتداری ہمیشہ موجب ثواب ہیں۔

فرمان نمبر ۸

مقدّس جاترا (حج)

پچھلے زمانہ کے راجہ تفریح طبع کے لئے دورے کیا کرتے تھے جن میں شکار اور اسی قسم کے کھیل تماشے ہوا کرتے تھے لیکن راجہ پریہ درشی نے اپنے گیارھویں سنہ جلوس میں سچے گیان کا راستہ حاصل کیا۔ اُس وقت سے دھرم کے لئے دورے تجویز کئے گئے۔ جن میں سادھوؤں۔ براہمنوں اور مہاتماں کے درشن کئے جاتے ہیں۔ اور اُنہیں دان دیئے جاتے ہیں۔ اور ملک رعایا کا ملاحظہ کیا جاتا ہے اور دھرم کا اعلان اور اس کے بیچ میں بحث و مباحثہ ہوتا ہے پس اب اس قسم کے کام ہی گزشتہ زمانہ کے راجاؤں کے سیر شکار و کھیل تماشہ کی بجائے۔ راجہ پریہ درشی کی تفریح طبع ہیں۔

فرمان نمبر ۹

سچّی رسومات

راجہ پریہ درشی ایسا فرماتے ہیں۔ کہ لوگ مختلف قسم کی رسومات بیماری۔ لڑکے لڑکیوں کی شادی۔ بچّوں کی پیدائش

اور سفر کی روانگی اور اس قسم کے دوسرے موقعوں پر ادا کرتے ہیں۔ لیکن ایسے موقعوں پر عورتیں بہت سی خراب اور بیہودہ رسومات بھی کرتی ہیں بجائے اُن کے پاک رسومات ادا کرنی چاہئیں۔ مگر ایسی نہیں جو فضول اور بے فائدہ ہوں۔ دھرم کی رسومات بہت مفید ہیں۔ جن میں غلاموں۔ نوکروں کے ساتھ مہربانی کا برتاؤ۔ گروؤں (استادوں) کی سیوا (خدمت) زندگی کی قدر۔ سادھو براہمنوں کے ساتھ فیاضی شامل ہیں۔ یہ باتیں اور دوسرے اسی قسم کے کام دھرم کی رسوم کہلاتی ہیں ٭

اس واسطے باپ۔ بیٹے۔ بھائی۔ استاد۔ دوست۔ ساتھی بلکہ پڑوسی کو کہنا چاہئے۔ کہ یہ موجب ثواب ہیں۔ اور یہی رسومات ہیں جنہیں جب تک مراد پوری نہ ہو کرتے رہنا چاہئے۔ اب سوال یہ ہے کہ کس قسم کی رسومات ادا کرنے سے مراد پوری ہوتی ہے؟ کیونکہ اس دنیا کی رسومات کے موثر ہونے میں شک ہے۔ شاید اُن سے مراد پوری ہو یا نہ ہو۔ اور شاید اُن کا اثر صرف اسی دنیا تک محدود رہے۔ مگر برخلاف اس کے دھرم کی رسومات عارضی نہیں ہیں۔ اگر اُن سے اس دنیا میں مراد پوری نہ ہو تو ضرور دوسری دنیا میں لاانتہا ثواب ملیگا۔ اور اگر اس دنیا میں بھی مراد پوری ہو تو اُن سے دو طرح کے فائدے متصور ہیں۔ ایک اس دنیا میں حصول مراد اور دوسرے دوسری دنیا میں غیر محدود ثواب ٭

فرمان نمبر ۱۰

سچی عظمت

راجہ پریہ درشی کا ایسا اعتقاد نہیں ہے۔ کہ عظمت اور نیک نامی کچھ فائدہ مند نہیں۔ جب تک کہ انسان زمانہ حال اور مستقبل میں دلی اعتقاد کے ساتھ دھرم کو نہ سُنے اور اُس کے احکامات کی تعمیل نہ کرے۔ صرف اسی مقصد کے لئے راجہ پریہ درشی عظمت و ناموری چاہتے ہیں۔ لیکن جو کچھ کوشش راجہ پریہ درشی نے کی ہے۔ وہ سب آیندہ زندگی کے لئے ہے۔ تاکہ ہر ایک شخص گناہ کے خطرہ سے بچ سکے۔ بیشک ایسی آزادی خواہ انسان ادنےٰ درجہ کے ہوں یا اعلےٰ کے سوائے غایت درجہ کی جانفشانی اور ترک کامل کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ جبکہ امیروں کے لئے یہ ایک غیر معمولی مشکل کام ہے ٭

نوٹ۔ اسی واسطے کہا گیا کہ امیر لوگوں کے لئے خدا کی بادشاہت میں داخل ہونا مشکل ہے ٭

فرمان نمبر ۱۱

سچی خیرات

کوئی دان ایسا نہیں ہے جیسا کہ دھرم کا۔ کوئی مترتا (دوستی)

ایسی نہیں ہے جیسی دھرم کی۔ کوئی بخشش ایسی نہیں ہے۔ جیسی دھرم کی۔ اور کوئی رشتہ داری ایسی نہیں ہے جیسی دھرم کی اور دھرم میں یہ باتیں شامل ہیں۔ نوکروں اور غلاموں کے ساتھ مہربانی کا سلوک۔ والدین کی فرمانبرداری۔ سادھو۔ براہمنوں کو خیرات اور زندگی کی قدر (یعنی جانوروں کو نہ مارنا)۔

اس واسطے باپ۔ بیٹے۔ آقا۔ گرو (اُستاد)۔ دوست۔ ملاقاتی۔ بلکہ پڑوسی کو بھی کہنا چاہیئے۔ یہ موجب ثواب ہے۔ اور یہ کرنا واجب ہے۔

جو ایسا کرتا ہے۔ وہ اس دھرم کے دان کی وجہ سے اس دنیا میں فائدہ اٹھاتا ہے۔ اور دوسری دنیا میں بے حد ثواب پاتا ہے۔

نوٹ ۔ یہ ترجمہ شہباز گڑھی کی عبارت کا ہے۔ اس فرمان کی دوسری جگہوں کی عبارتوں میں کسی قدر لفظی فرق ہے۔ اور اس کے مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ خلاصہ مطلب یہ ہے۔ کہ ہر ایک شخص کا فرض ہے کہ وہ اپنے پڑوسی کو دھرم کی واقفیت کرا دے۔ اور ایسی واقفیت کرا دینا کسی دنیوی چیز کی خیرات کرنے سے بہتر ہے۔ اور دھرم کا رشتہ بہ نسبت دنیوی رشتوں کے زیادہ مضبوط ہے۔

فرمان نمبر ۱۲

درگزر

راجہ پریہ درشی تمام مذہبی فرقوں کے لوگوں کی خواہ وہ سادھو ہوں یا گرہستی خیرات سے اور تعظیم کے دوسرے طریقوں سے عزت کرتے ہیں۔ مگر راجہ خیرات اور ظاہری تعظیم کی اتنی پرواہ نہیں کرتے۔ جتنی اس بات کی کہ سب فرقوں میں اصلی مقاصد کی ترقی ہونی چاہیئے۔ اور یہ ترقی مختلف صورتوں سے ہوتی ہے۔ لیکن جڑ اس کی نامناسب گفتگو کے نہ کرنے پر ہے۔ یعنی کسی کو چھوٹی چھوٹی باتوں کی وجہ سے دوسروں کے مذہب کی مذمت کرکے اپنے ہی عقیدے کی قدر نہیں کرنی چاہیئے۔ بے قدری صرف معقول وجوہات سے ہی ہونی چاہیئے کیونکہ کسی نہ کسی وجہ سے دوسرے مذاہب بھی قابل تعظیم ہیں۔ ایسا کرنے سے انسان اپنے مذہب کی بھی عظمت قائم کرتا ہے۔ اور دوسرے فرقوں کے لوگوں کے لئے بھی فائدہ مند ہوتا ہے۔ اور اس کے برعکس کرنے سے اپنے مذہب کو بھی نقصان پہنچاتا ہے۔ اور دوسروں کے لئے بھی مضر ثابت ہوتا ہے۔

کیونکہ جو شخص تعصب سے دوسرے تمام مذاہب کو حقیر سمجھ کر اپنے ہی مذہب کی اس خیال سے زیادہ تعریف کرتا

ہے۔ کہ وہ ایسا کرنے سے اُس کی عظمت کو بڑھاتا ہے۔ وہ درحقیقت اپنے اس عمل سے اپنے مذہب کو سخت نقصان پہنچاتا ہے ❊

اس لئے میل ملاپ اچھا ہے۔ یعنی دوسروں کے دھرم کو سننا۔ اور دل شوق سے سننا ❊

اس واسطے مہاراجہ کی یہ خواہش ہے۔ کہ تمام مذاہب کے لوگوں کی پوری تعظیم کی جائے۔ اور وہ اپنے اصولوں کے سچے ہوں ❊

مختلف مذہبی فرقوں کے لوگوں کو مطلع کر دو کہ مہاراجہ خیرات اور ظاہری تعظیم کی اتنی پرواہ نہیں کرتے جتنی اس بات کی کہ تمام فرقوں میں اصلیت اور حقیقت کی ترقی ہو اور خوب ترقی ہو۔ اسی خاص منشا کے لئے دھرم مہاماتر اور مہاماتر انی (مذہبی محتسب)۔ انسپکٹر) اور دوسرے بورڈ وغیرہ مقرر کئے گئے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ مذہب اور دوسرے مذاہب میں ترقی ہے ❊

فرمان نمبر ۱۳

پہلی فتح

مہاراجہ پریہ درشی نے اپنے نویں سنہ جلوس میں کالنگا کو فتح کیا۔ ایک لاکھ پچاس ہزار قیدی پکڑے گئے۔ ایک لاکھ

قتل ہوئے اور ان سے کئی گنا زیادہ برباد ہوئے۔ کلنگ کو اپنے راج میں شامل کرنے کے بعد مہاراجہ نے بہت سرگرمی سے دھرم کی حفاظت کی ہے۔ اور اپنے آپ کو دھرم کے لئے وقف کر دیا ہے۔ اور اس کے احکامات کا اعلان کیا ہے ؂

کلنگ کو فتح کرنے کے سبب سے مہاراجہ کو بہت سخت پشیمانی معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ کسی جنگ کے فتح کرنے میں خونریزی موت اور قیدی بنانا ضروری ہوتا ہے۔ جس کا مہاراجہ کو بہت سخت غم اور افسوس ہے ؂ لیکن اس کے سوا ایک اور بھی وجہ ہے۔ جس سے مہاراجہ کو اور بھی زیادہ افسوس ہوا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس ملک میں برہمن۔ سادھو اور مختلف فرقوں کے لوگ اور گرہستی ایسے رہتے ہیں۔ جو سب اپنے بزرگوں۔ والدین اور گروؤں کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ اور دوستوں ملاقاتیوں۔ سادھوؤں۔ نوکر چاکروں کے ساتھ مناسب برتاؤ ایمانداری سے دھرم کے مطابق کرتے ہیں۔ ایسے شخصوں پر جو اس ملک میں رہتے ہیں۔ سختی ہوئی۔ وہ قتل ہوئے۔ اور اپنے عزیزوں سے علیحدہ کئے گئے ؂

اُن پر بھی جو بذاتِ خود محفوظ رہے ہیں سختی ہوئی ہے کیونکہ اُن کے دوست۔ ملاقاتی اور رشتہ دار برباد ہوئے ہیں۔ اس مصیبت سے جو تمام ملک میں پھیلی ہوئی ہے۔ مہاراجہ کو بہت افسوس ہے ؂

کیونکہ کوئی ملک بھی ایسا نہیں ہے جس میں علاوہ براہمنوں اور سادھوؤں کے ایسی جماعتیں نہ پائی جاتی ہوں۔ اور نہ کوئی جگہ کسی ملک میں ایسی ہے۔ جس کے لوگ کسی نہ کسی مذہبی فرقہ سے تعلق نہ رکھتے ہوں۔

جو نقصان کلنگہ کے باشندوں کا خونریزی سے۔ انہیں قیدی بنانے سے۔ اور اُن کے مارے جانے سے ہوا ہے۔ اُس کا سواں یا ہزارواں حصہ بھی اب مہاراجہ کے لئے بہت سخت افسوس کا باعث ہے۔

مہاراجہ اقرار کرتے ہیں۔ کہ چاہے کوئی شخص اُنہیں کچھ ہی نقصان پہنچائے۔ لیکن جہاں تک کہ اُس کا برداشت کرنا ممکن ہوگا۔ وہ اُسے استقلال سے برداشت کرینگے۔

مہاراجہ اپنے ملک کی جنگلی قوموں پر بھی دیا (رحم) کرتے ہیں۔ اور وہ اُن کے اطوار کی اصلاح (سُدھار) چاہتے ہیں۔ کیونکہ شاہی اختیارات کا دار و مدار بھی تمہارے انوتاپ (سچی توبہ) کرنے پر منحصر ہے۔ انہیں تنبیہ کی گئی ہے کہ گناہ سے بچو تاکہ بربادی سے بچے رہو۔ کیونکہ مہاراج تمام انسانوں کا امن۔ اُن کا خواہشات نفسانی پر غالب رہنا۔ اطمینان اور خوشحالی سے زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔

اور یہی مہاراجہ کی رائے مناسب ہے۔ بڑی سے بڑی دھرم کی فتح ہے۔ اور یہ وہی ہے جس کو مہاراجہ نے اپنے

ملک پر اور آس پاس کے ممالک کے ۶۰۰ یوجن (ایک یوجن قریب ۷ یا ۸ میل کے ہوتا ہے) تک حاصل کر لی ہے۔ اور وہاں بھی جہاں کہ یونان کا راجہ انٹی گوکس ان ٹیوکس رہتا ہے اور اُس ان ٹیوکس کے علاقہ سے پرے جہاں چار راجہ بطلیموس انٹی گونس۔ ماگس۔ سکندر علیحدہ علیحدہ راج کرتے ہیں۔ اور جنوب میں چولا اور پانڈیا میں اور سیلون کے راجاؤں پر فتح پائی ہے۔ اور اسی طرح اپنے علاقوں میں بھی یوناؤں اور کمبوجوں۔ نابھاکا۔ بھوجوں اور پٹنیکاؤں پر۔ اندھراؤں۔ اور پولینداؤں پر ہر ایک جگہ جہاں کے باشندے اس دھرم پر چلتے ہیں جس کا کہ میں نے اعلان کیا ہے *

یہاں تک کہ ان ملکوں میں بھی جہاں پر مہاراجہ کے پرچارک ایلچی نہیں گئے ہیں۔ اب وہاں لوگ دھارنک (دینداراور پارسا) ہوتے جاتے ہیں۔ اور جس قدر جلدی کہ وہ مہاراجہ کے متبرک اعلان کو جو دھرم کے مطابق جاری کئے گئے ہیں سُنینگے اسی قدر جلدی زیادہ سے زیادہ دھرم پر چلتے رہینگے *

وہ فتح جو اس اعلان کے ذریعے ہر ایک جگہ ہوئی ہے۔ بہت خوشی کا موجب ہے۔ دھرم کے ذریعے حاصل کی ہوئی فتح سے خوشی ہوتی ہے۔ تسپر بھی وہ خوشی کچھ بڑی بات نہیں ہے۔ کیونکہ مہاراجہ سوائے آخرت کے سُدھارنے اور کچھ بھی قابل قدر نہیں سمجھتے *

اور اس مقصد کے لئے یہ متبرک فرمان لکھا گیا ہے کہ میرے بیٹے - پوتے جتنے کہ وہ ہوں - اور کسی نئی فتح کو اپنا فرض نہ سمجھیں - اور نیز جبکہ وہ ہتھیاروں سے فتح کرنے میں بھی مشغول ہوں - تب بھی نرمی اور استقلال میں اُن کی خوشی ہو - اور دھرم کے ذریعے کی فتح کو اپنا اصلی فرض سمجھیں جس کا اچھا ثمرہ اس دُنیا اور دوسری دنیا میں ملتا ہے ؂

اُن کو لازم ہے کہ اُن کی تمام خوشیاں اُن کوششوں میں ہوں جن کا اچھا پھل اس دنیا اور دوسری دنیا میں ملتا ہے ؂

فرمان نمبر ۱۴

دھرم کے فرمانوں کا یہ مجموعہ مہاراجہ پریہ درشی کے حکم سے کبھی مختصر کبھی درمیانی اور کبھی کشادہ حرفوں میں لکھا گیا ہے - کیونکہ ہر ایک چیز سب جگہ کے لئے مناسب حال نہیں ہوتی - اور میری عملداری بہت دور تک پھیلی ہوئی ہے ؂ بہت کچھ لکھا جا چکا ہے - اور میں اور بہت کچھ لکھواؤنگا ؂ بعض جملے ان فرمانوں میں کسی کسی مضمون کی شیریں کلامی کی وجہ سے اور نیز اس امید سے بار بار دُہرائے گئے ہیں کہ لوگ ان پر عمل کریں - اور یہ ممکن ہے کہ بعض باتیں نامکمل لکھی گئی ہوں - اگر ایسا ہے - تو جگہ کی کمی یا کسی اور خاص وجہ

پاکستان کرنے والے کی غلطی سے ہوگا ۔

(۱) سرحدی فرمان

سرحدی اقوام کی طرف حکام کا فرض

مہاراجہ پرب درشی ایسا فرماتے ہیں :-

کہ سماپا کے حکام کو مندرجہ ذیل احکامات کی ہدایت کی جاوے "میری خواہش ہے کہ میری تجاویز کو عملی صورت دی جاوے۔ اور وہ مناسب طریقوں سے پوری کی جائیں۔ اور میری رائے میں سب سے بہتر طریقہ اس مقصد کے پورا کرنے کا میری ہدایات ہیں جو میں تم کو کرتا ہوں ۔

تمام انسان میرے بال بچے ہیں۔ اور جس طرح کہ میں اپنی اولاد کے لئے چاہتا ہوں۔ کہ وہ اس دنیا اور دوسری دنیا میں صاحب اقبال اور خوش حال رہیں۔ بیشک ایسا ہی تمام انسانوں کے واسطے چاہتا ہوں کہ وہ بھی اس دنیا اور دوسری دنیا میں صاحب اقبال اور خوشحال رہیں ۔

اگر تم یہ پوچھو کہ میری مرضی سرحدی علاقوں کے باشندوں کی نسبت کیا ہے۔ تو اس کے جواب میں میں کہتا ہوں کہ میری مرضی سرحدیوں کی بابت یہ ہے۔ کہ انہیں یقین دلایا جاوے کہ راجہ کی خواہش ہے۔ کہ ان کی بے چینی دور ہو۔ اور میں چاہتا ہوں

کہ وہ مجھ پر بھروسہ رکھیں۔ اور یقین رکھیں۔ کہ وہ مجھ سے سکھ پائینگے نہ کہ دکھ۔ اور اطمینان رکھیں۔ کہ راجہ اُن کا بھلا چاہتا ہے۔ اور میری خواہش ہے (چاہیے وہ میری مرضی پوری کرنے کے لئے یا مجھے خوش کرنے کے لئے) کہ وہ دھرم پر چلیں۔ اور اس دنیا اور دوسری دنیا میں کامیاب ہوں *

اس مقصد کے لئے میں تمہیں ہدایات کرتا ہوں۔ اور جبکہ میں اس طرح اپنے قطعی ہدایات اور احکامات دیتا ہوں۔ تو میری تجاویز اور وعدے اٹل ہوتے ہیں *

ایسا سمجھ کر اپنے فرائض ادا کرو۔ اور ان لوگوں کے دلوں میں میرا اعتبار ایسا بٹھاؤ۔ کہ وہ یقین کرلیں۔ کہ مہاراج مثل اُن کے باپ کے ہے۔ اور جو کچھ وہ اپنے لئے چاہتا ہے۔ ویسا ہی اُن کے لئے بھی۔ کیونکہ وہ اس کے بال بچے ہیں *

تم کو اپنے ہدایات اور احکامات دینے کے بعد جن میں میری تجویزیں اور وعدے اٹل ہیں۔ امید کرتا ہوں۔ کہ اس معاملہ میں تم میری خدمات اچھی طرح ادا کروگے۔ کیونکہ تم ایسی حیثیت میں ہو۔ کہ اپنے آپ کو اس قابل بنا سکتے ہو۔ کہ ان لوگوں پر اعتبار جما سکو اور ان کو اس لائق کرسکو۔ کہ وہ اس دنیا اور دوسری دنیا میں سکھ بھوگ سکیں۔ اور ایسا کرنے سے تم کو ثواب بھی ہوگا۔ اور میرا حق جو تم پر ہے۔ اُسے بھی ادا کردوگے *

یہی مقصد ہے کہ جس کے لئے یہ فرمان یہاں کندہ کیا گیا۔

تاکہ حکام سرحدی لوگوں کے دلوں پر اعتبار جمانے اور اُن کو دھرم کے راستے پر چلانے کے لئے استقلال سے اپنی قابلیتوں کو کام میں لاویں۔ یہ فرمان ہر چار مہینے کے بعد تشیہ نکھشتر کے تہوار پر پڑھا جاوے۔ اور بیچ میں بھی جب کسی موقع پر مناسب سمجھا جاوے لوگوں کو پڑھ کر سنایا جاوے۔ اس طرح سے لوگوں کو راہ راست پر لانے کے لئے ہوشیاری سے کام لو۔

(۲) صوبوں کے متعلّق فرمان

صوبجات کے باشندوں کی طرف حکام کے فرائض

مہاراجہ کے حکم سے

توسالی شہر کے منتظم حاکموں کو مندرجہ ذیل ہدایات کی جائیں:۔

میری خواہش ہے۔ کہ میری تجاویز کو عملی صورت دی جاوے اور اُن پر مناسب طور پر عمل درآمد ہو۔ اور میری رائے میں سب سے بہتر طریق اس مقصد کے پورا کرنے کے لئے میری ہدایات ہیں۔ جو میں تم کو کرتا ہوں۔ کیونکہ تم ہزارہا مخلوق پر نیکوں کی محبت حاصل کرنے کے لئے مقرر کئے گئے ہو۔

سب انسان میرے بال بچے ہیں۔ اور جیسا کہ میں اپنے بچوں کے لئے چاہتا ہوں۔ کہ وہ اس دنیا اور دوسری دنیا میں سب سکھ اور آنند بھوگیں۔

مگر تم سب سے اعلےٰ درجے کے نتائج جو ممکن ہیں حاصل نہیں کرتے ؛

بعض شخص میرے حکم کے کچھ حصّے کی طرف توجہ دیتے ہیں تمام کی طرف نہیں۔ ہمیں ایسے شخصوں کی طرف متوجہ ہونا چاہئے تاکہ اخلاقی اصولوں پر عمل ہو ؛ اور نیز ایسے شخص بھی ہیں جو قید کئے گئے ہیں۔ اور اذیت پہنچائے گئے ہیں۔ ہمیں ناجائز قید اور اذیت فوراً بند کر لی چاہئے۔ اور نیز بہت ایسے بھی ہیں جن پر جبر کیا جاتا ہے۔ تمہاری یہ خواہش ہونی چاہئے کہ ایسے شخص نیک ہو جائیں ؛

مگر کچھ عادات بھی ایسی ہیں۔ جن سے کامیابی ناممکن ہوتی ہے۔ مثلاً حسد۔ استقلال کی کمی۔ تند مزاجی۔ بے صبری۔ کم توجہی کاہلی اور آرام طلبی ؛

اس لئے تمہاری یہ خواہش ہونی چاہئے۔ کہ ایسے عادات سے مبرّا رہو۔ کیونکہ اس تعلیم کی بنیاد صبر اور استقلال سے اخلاقی رہنمائی کرنے پر ہے۔ جو آرام طلب ہے۔ وہ اپنا فرض ادا کرنے کے لئے مستعد نہیں ہوتا۔ حالانکہ ایک حاکم کو مستعد رہنا چاہئے اور پیش قدمی کرنے والا ہونا چاہئے۔ اور میں تمہارے انتظامی فرض کے ادا کرنے کے لئے یہی کہتا ہوں۔ اس لئے میں تمہیں دہرا کر کہتا ہوں۔ ”غور کرو اور جانو کہ مہاراجہ کی فلاں فلاں ہدایات ہیں“۔ ان کو پورا کرنا بہت اچھے نتائج پیدا کرتا ہے

اور ان کا پورا نہ کرنا سخت مصیبت کا باعث ہے - جو حکام ایسی تعلیم کے پھیلانے میں ناکامیاب رہینگے - اُنہیں نہ تو بہشتی اور نہ شاہی مہربانی کی توقع رکھنا چاہیئے ؛

میری خاص توقع اس فرض کے ادا کیئے جانے میں دو طرح سے فائدہ مند ہے - ایک اس کے مطابق عمل کرنے سے تم کو بہشت نصیب ہوگا - دوسرے تم میرے اُس فرض کو بھی جو تم پر واجب ہے ادا کروگے - یہ فرمان ہر ایک تشیہ نکشتر کے تہوار پر پڑھا جایا کرے - اور اس کے درمیان میں بھی جب کبھی موقع ہو اس کو پڑھ کر سُنانا چاہیئے اور تمہیں تو اس پر عمل کرکے لوگوں کو راہ راست پر لانا چاہیئے ؛

اس مقصد کے لئے یہ فرمان یہاں کندہ کیا گیا ہے - کہ شہر کے حاکم ہر قسم کی ناواجب قید اور ناواجب سزا سے یہاں کے باشندوں کو بچانے کے لئے سرگرمی سے کوشش کریں ؛

اور اس منشا کے لئے دھرم کے قوانین کے مطابق ہر ایک پانچویں سال میں ایسے شخصوں کو دربار میں بلواؤنگا - جو نرم دل صابر اور زندگی کی قدر کرنے والے ہیں - تاکہ وہ ان باتوں کو سُن کر میری ہدایات کے موافق عمل کریں ؛

اُجین کا راج کنور بھی اسی مقصد کے لئے ایسی ہی مجلس کیا کریگا - لیکن اس کو ہر تیسرے سال اپنا فرض بلا ناغہ ادا کرنا

چاہیئے۔ اور یہی حکم ٹیکسلا کے حاکم کے واسطے بھی ہے۔
اور جو حکام اس مجلس میں شامل ہوں انہیں اپنے خاص فرائض پر ہی توجہ دینا چاہیئے۔ اور اس تعلیم کو بھی حاصل کرنا چاہیئے اور انہیں یہ بھی دیکھنا چاہیئے کہ وہ مہاراجہ کی ہدایات کے بموجب عمل کرتے ہیں یا نہیں۔

(۳) چھوٹے چٹانی فرمان

محنت و کوشش کا ثمرہ

سورنگری کے راج کنوار (وائسرائے) اور مجسٹریٹوں کے حکم سے آئی سیلا کے مجسٹریٹوں کی خیر و عافیت پوچھنے کے بعد مندرجہ ذیل احکامات سنائے جائیں:—

مہاراجہ فرماتے ہیں۔ کہ میں اڑھائی برس سے زیادہ عرصہ تک بدھ کا اُپاسک بغیر تندہی سے کوشش کرتا رہا۔ اب چھ برس بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ کا عرصہ ہوا کہ میں سنگھ میں شامل ہوا ہوں اور تب سے میں نے بہت جانفشانی سے کوشش کی ہے۔ اس عرصہ میں سارے ہندوستان کے لوگوں کو سچے دھرم کا راستہ دکھلایا ہے۔

یہ نتیجہ کوشش کا ہے۔ جو صرف بڑا ہی آدمی حاصل نہیں کر سکتا۔ بلکہ چھوٹا بھی۔ اگر وہ کوشش کرے تو اپنے لئے

آسمانی برکات حاصل کرسکتا ہے ۔

پس اس مقصد کے لئے یہ نصیحت مشتہر کی گئی کہ ہر ایک چھوٹا اور بڑا اپنے لئے خود اس مقصد کے حاصل کرنے کی کوشش کرے ۔

میرے ہمسائیوں کو بھی یہ سبق سیکھنا چاہئے ۔ اور ایسی کوشش بہت عرصہ تک جاری رہے ۔ اور یہ مقصد ترقی کریگا اور خوب ترقی کریگا ۔

روپ ناتھ کا فرمان

(اس کا مضمون مفصلہ بالا فرمان سے بہت کچھ ملتا ہے)

مہاراجہ ایسا فرماتے ہیں کہ میں اڑھائی برس سے زیادہ بغیر تندہی سے کوشش کرنے کے صرف سیوک رہا ۔ مگر چھ برس سے کچھ زیادہ عرصہ ہوا ۔ کہ میں نے سنگھ میں شامل ہوکر نہایت جانفشانی سے کوشش کی ۔ اس تمام ملک کے باشندے پہلے جن دیوتاؤں کو سچا سمجھتے تھے اب جھوٹا سمجھنے لگے ہیں ۔

یہ نتیجہ کوشش کا ہے ۔ جو کہ صرف بڑا آدمی ہی حاصل نہیں کرسکتا ۔ بلکہ ایک چھوٹا آدمی بھی اپنے لئے بہت کچھ آسمانی برکت حاصل کرسکتا ہے ۔ اور اسی غرض سے یہ ہدایت کی گئی ہے کہ چھوٹے بڑوں کو جد و جہد کرنی چاہئے ۔

میرے ہمسائیوں کو بھی اس نصیحت پر عمل کرنا چاہئے ۔ اور

میری آرزو ہے۔ کہ ایسی کوشش مدت دراز تک جاری رہے۔ میرا یہ مقصد پورا ہوگا۔ بلکہ زیادہ ترقی کریگا۔ اور یہ فرمان پتھر کی چٹانوں پر یہاں اور یہاں سے دور دراز جگہوں میں لکھا گیا ہے۔ اور جہاں کہیں پتھر کے ستون ہوں۔ اُن پر بھی لکھا جانا چاہیئے۔ اور جتنی دفعہ کوئی شخص اس تحریر پر توجہ سے غور کریگا۔ وہ اپنی خواہشات کو مطیع کرنے کی وجہ سے خوش ہوگا۔ یہ نصیحت مرحوم نے جس کو دنیا سے گزرے ہوئے ۲۵۶ برس ہوئے ہیں کی ہے۔

نوٹ ۔ آخری فقرہ مثل ایک معمہ کے ہے۔ جس کا ٹھیک ٹھیک حل آج تک نہیں ہوا۔ مگر مسٹر بھولہر کا خیال ہے۔ کہ مرحوم سے مراد شاکیہ منی ہے اور یہی درست بھی معلوم ہوتا ہے۔ اور اس لحاظ سے مندرجہ ذیل اندازہ کے مطابق بھگوان بُدھ کو رحلت کئے ہوئے ۵۰۸ برس ہوئے تھے۔ جو تاریخی لحاظ سے قابل اعتراض نہیں ہیں۔

دربار تخت نشینی مہاراجہ اشوک	۲۶۹	قبل مسیح
کلنگاؤں کی فتح ۹ سن جلوس میں	۲۶۱	״ ״
سپوکی کا زمانہ ۲½ سال۔ کامل جدوجہد کا عرصہ ۶½ سال کل ۹ سال (۲۶۱-۹=) چھوٹے چٹانوں کے فرمانوں کی تاریخ تحریر تک	۲۵۲	״ ״
اس میں ۲۵۶ برس جمع کرنے سے بھگوان بُدھ کی وفات کا سنہ	۵۰۸	״ ״

برمہ گری کا چھوٹا چٹانی فرمان

دھرم کا خلاصہ

مہاراجہ ایسا فرماتے ہیں۔ ماں باپ کی فرمانبرداری کرنی چاہئے۔ اور ایسا ہی جانداروں کے اعزاز کو بھی رواج دینا چاہئے۔ اور سچ بولنا چاہئے۔ یہ دھرم کی خوبیاں ہیں جو عمل میں لانا چاہئے۔ اور ایسا ہی شاگردوں کو استاد کی عزت کرنی چاہئے۔ اور رشتہ داروں سے مناسب اخلاقی برتاؤ کرنا چاہئے۔

یہ دھرم کا پرانا معیار ہے۔ اور اس سے عمر زیادہ ہوتی ہے اور اس کے مطابق ہی عمل کرنا چاہیئے۔

پادکندہ کرنے والے نے لکھا (کندہ کرنے والے کے دستخط ارامیک حرفوں میں ہیں اور دائیں سے بائیں کو لکھے ہوئے ہیں جن کو آجکل خروشتی کہتے ہیں)

بھابرا والا فرمان

(غالباً سنہ ۲۵۰ قبل مسیح میں مگدھ کے بھکشوؤں کو مخاطب کر کے لکھا گیا)

مہاراجہ پریہ درشی مگدھ کے سنگھ کو پرنام کرتے ہیں۔ اور اُن کی بہبودی اور تندرستی چاہتے ہیں۔ معزز بزرگان آپ کو معلوم ہے کہ میں بدھ۔ دھرم اور سنگھ کی کتنی عزت کرتا ہوں اور کتنا اُن کا معتقد ہوں۔

معزّز بزرگان ۔ جو کچھ کہ مہاتما بُدھ نے فرمایا ہے ۔ وہ سب ٹھیک فرمایا ہے ۔ اور جہاں تک کہ میں اپنی طرف سے ہدایات دے سکتا ہوں ۔ مہاتما بُدھ کے قول کے پیش کرنے کی ہی جُراءت کرتا ہوں ۔ یعنی اس طرح ستّ دھرم مدّت تک قائم رہیگا ۔

ترائی کا سُتُون

۲۱ ویں سنہ جلوس میں

مہاراجہ اشوک نے بھگوان بُدھ کی جائے پیدائش میں بنوایا ۔

مہاراجہ پریہ درشی نے اپنے اکیسویں سنہ جلوس میں اس جگہ کو بذات خود آکر پرنام کیا ۔ کیونکہ یہاں بُدھ شاکیہ منی پیدا ہوئے تھے ۔ اور یہاں پر ایک پتھر کا ستون جس پر گھوڑے کی ایک مورت بنی ہوئی ہے نصب کیا ۔ چونکہ یہاں بھگوان بُدھ پیدا ہوئے تھے اس لئے موضع لبنی کی مالگزاری معاف کر دی ۔ اور وہاں کے رہنے والوں کو دان دیا ۔

نگلو کا سُتُون

مہاراجہ پریہ درشی نے اپنے پندرھویں سنہ جلوس میں کوناک من بُدھ کے ستوپ کو بڑھایا تھا ۔ اور پھر دوبارہ اسے ۲۱ ویں سنہ جلوس میں بذات خود آکر اس کی تعظیم کی ۔ اور پتھر کا سُتون نصب کیا ۔

سات فرمان جو پتھر کے ستونوں پر لکھے ہوئے ہیں

نمبر ۱

۲۷ و ۲۸ سنہ جلوس

سلطنت کے اصول

مہاراجہ پریہ درشی فرماتے ہیں۔ میں نے اپنے ۲۷ ویں سنہ جلوس میں یہ متبرک فرمان لکھوایا ٭

اس لوک (دُنیا) اور پرلوک (آخرت) دونو کا حاصل کرنا مشکل ہے۔ لیکن دھرم میں غایت درجہ کی سرگرمی۔ نہایت احتیاط۔ کامل فرمانبرداری۔ ازحد خوف اور حتے الامکان کوشش سے ایسا ہوسکتا ہے ٭

بہرصورت میری ہدایات کی وجہ سے دھرم کے لئے ایسا شوق اور سرگرمی روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ اور اس میں ترقی ہوتی رہیگی۔ میرے بڑے چھوٹے اور درمیانی درجہ کے کارندے خود بھی میری ہدایات پر عمل کرتے ہیں۔ اور میری رعایا کو بھی سیدھے راستہ پر چلاتے ہیں۔ اور چونکہ وہ متلوّن مزاج شخصوں کو پھر اُن کے فرائض کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ اس لئے وہ سفر کے نگہبانوں کی طرح بھی ہیں ٭

دھرم کے مطابق حفاظت کرنا۔ دھرم سے سکونت۔ دھرم

سے آسودگی - اور دل جمعی حاصل کرنا - یہی ٹھیک دستور ہے ؛

نمبر ۲
شاہی مثال

مہاراجہ پریہ درشی فرماتے ہیں -

دھرم سب سے افضل ہے -

لیکن دھرم کیا ہے -

ایذا رسانی سے پرہیز - بہت سے نیک کام - رحم - راستبازی اور پاکیزگی دھرم کے اعلےٰ جزو ہیں ؛

میں نے روحانی روشنی کا دان کئی طریقوں سے دیا ہے - اور انسانوں - چوپایوں - پرندوں اور آبی جانوروں پر بہت بخششیں کی ہیں - بلکہ اُن کو زندگی دی ہے - اور دوسرے اور بہت سے نیک کام کئے ہیں ؛

میں نے یہ فرمان اس لئے لکھوایا ہے - کہ انسان اس کی پیروی کریں - اور یہ مدّت دراز تک قائم رہے - اور جو اس پر عمل کریگا - بہت اچھا کریگا ؛

نمبر ۳
خود شناسی (آتم چنتا)

مہاراجہ پریہ درشی فرماتے ہیں :-

انسان اپنے ہر ایک نیک کام کی طرف تو خیال کرتا ہے -

اور کہتا ہے کہ میں نے یہ نیک کام کیا ہے - لیکن کسی طرح سے بھی وہ اپنے بُرے کام کی طرف دھیان نہیں دیتا - اور نہ ہی کہتا ہے کہ میں نے فلاں بُرا کام اور گناہ کیا ہے - درحقیقت انسان کے لئے اپنا امتحان کرنا بہت مشکل ہے ۔

تاہم انسان کو اس پر غور کرنا چاہیئے - کہ جوش و خروش - بے رحمی - غصّہ - غرور اور حسد گناہ کی خصلتیں ہیں - اور کہنا چاہیئے - کہ ان کی وجہ سے مجھے تنزل کی طرف نہیں جانا چاہیئے ۔

اور اس بات پر خصوصیت کے ساتھ غور کرنا چاہیئے - کہ ایک راستہ میری اس دنیا کے لئے ہے - اور دوسرا آیندہ دنیا کے لئے ۔

نمبر ۴
کمشنروں کے اختیارات اور فرائض :-

مہاراجہ پریہ درشی فرماتے ہیں - میں نے اپنے ۲۷ ویں سنہ جلوس میں یہ متبرک فرمان لکھوایا :-

میں نے لاکھوں انسانوں پر حکومت کرنے کے لئے کمشنر مقرر کئے ہیں - اور ان کو میں نے سزا اور جزا کے فیصلہ کرنے کے اختیارات عطا کئے ہیں - تاکہ وہ اطمینان سے بلا کسی خوف کے اپنے فرائض ادا کر سکیں - اور اس ملک کے باشندوں کو خوشحال اور فارغ البال بنا سکیں - اور انہیں فوائد پہنچا سکیں -

کمشنر رعایا کی خوشحالی اور بدحالی کے اسباب دریافت کرینگے اور دھرم کے مطابق اس ملک کے باشندوں کو ایسی تربیت دینگے۔ جس سے اُن کو یہ دُنیا اور دوسری دُنیا بھی حاصل ہوسکے *

میرے کمشنر میرے احکامات کی شوق سے تعمیل کرتے ہیں۔ اور میرے کارندے بھی میرے منشا کو سمجھ کر میرے احکامات کی تعمیل کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور جہاں کہیں ضرورت ہوگی ہدایات دینگے۔ اور کمشنر میری عنایات کے حاصل کرنے میں سرگرم رہینگے *

جس طرح کوئی شخص اپنے بچہ کو کسی تجربہ کار دایہ کے سپرد کرکے مطمئن ہوجاتا ہے۔ اور اپنے دل میں کہتا ہے۔ کہ میں نے اپنے بچے کی پرورش کے لئے ایک تجربہ کار دایہ مقرر کردی ہے اسی طرح میں نے ملک کی خوشحالی اور فارغ البالی کے لئے کمشنر مقرر کئے ہیں۔ اور تاکہ وہ اپنے فرائض آزادانہ دلجمعی اور اطمینان سے ادا کرسکیں۔ اس لئے میں نے انہیں سزا اور جزا کے دینے کے اختیارات عطا کر دئے ہیں *

چونکہ یہ ضروری ہے کہ حکومت اور تعزیری ضابطہ میں مطابقت رہے۔ لہٰذا میرا حکم یہاں تک ہے۔ کہ میں نے موت کی سزا کے مجرموں کو بھی تین دن کی مہلت دی ہے۔ تاکہ اس مہلت میں کم از کم کچھ مجرموں کے رشتہ دار۔ اُن سے اُن کی زندگیاں بچانے کے لئے عبادت کرائینگے۔ اور اگر ایسا نہ ہوسکے۔ تو وہ اُن کی عبادت

سے شپچل ہونے کے لئے دان پن کرینگے اور برت رکھینگے ۔
کیونکہ میرا منشا ہے کہ مجرم قید میں رہ کر دوسری دنیا حاصل کریں اور لوگوں میں ضبط نفس اور آزادانہ فیاضی کے ساتھ ساتھ مختلف قسم کے متبرک رواج جاری ہوں ۔

نمبر ۵

جانوروں کے ذبح اور قطع برید کی ممانعت کے قواعد

مہاراجہ پریہ درشی فرماتے ہیں ۔ میرے ۲۷ ویں سنہ جلوس میں مندرجہ ذیل جانوروں کے ذبح کرنے کی ممانعت کی گئی ہے :-
طوطے ۔ مینا ۔ گرڑ ۔ بطخ ۔ جنگلی بگلا ۔ گھوگو ۔ لومڑیاں بیر بہٹیاں ۔ چھوٹے کیچوے ۔ جھینگا مچھلی ۔ گنگا پترک (ایک قسم کی مچھلی) کیچوے ۔ خارپشت ۔ گلہری ۔ بارہ سنگا ۔ چھپکلی ۔ سفید فاختہ ۔ گاؤں کے کبوتر اور تمام چوپائے جو انسان کے کھانے اور دوسرے کاموں میں نہیں آتے ۔
بکریاں ۔ بھیڑیں اور سوریاں بچہ والی اور دودھ دیتی ہوئی ذبح نہیں کرنی چاہئیں ۔ اور نہ اُن کے چھ ماہ کی عمر تک کے بچے ۔
مرغوں کا خصی کرنا منع ہے ۔ بھوسہ جس میں کیڑے مکوڑے ہوں ۔ نہیں جلانا چاہیئے ۔
جنگلات خواہ نقصان دہی کے لئے یا جانوروں کو تکلیف دینے کے لئے نہ جلائے جایا کریں ۔

جانوروں کو جانور نہ کھلائے جایا کریں - تینوں موسموں کی ہر ایک پورنماشی کو اور پوس (دسمبر - جنوری) کی پورنماشی کو ہر ایک میں تین دن تک یعنی چودھویں پندرھویں سے پہلے پندرواڑے کی اور پہلی دوسرے پندرواڑے کی اور نیز تمام سال کے برتوں کے دنوں میں نہ تو مچھلیاں ماری جائیں اور نہ فروخت کی جائیں ٭

اور انہیں دنوں میں ہاتھیوں کی رکھوں اور مچھلیوں کے تالابوں میں رہنے والے دوسرے جانور نہ مارے جائیں ہر ایک پندرواڑے کی آٹھویں چودھویں اور پندرھویں اور نیز تشیہ اور پونروسو دنوں میں تینوں موسموں کی پورنماشیوں کو اور عام تہواروں کے دن بیل - بکرے - مینڈھے اور سؤر خصی نہ کئے جائیں اور ان چھ دنوں میں اور دوسرے جانور بھی جو عموماً خصی کئے جاتے ہیں نہ کئے جائیں ٭

تشیہ اور پونروسو دنوں میں اور موسموں کی پورنماشیوں اور چاندنی پکھواڑوں میں گھوڑوں اور بیلوں کو داغ لگانے کی ممانعت ہے ٭

میں نے اپنے ۲۶ ویں سنہ جلوس تک کے عرصے میں پچیس دفعہ قیدیوں کو رہا کیا ہے ٭

نوٹ - ہندوستان میں سال کی موسمی تقسیم کے لحاظ سے غالباً تین پورنماشیوں سے مراد پھاگن (فروری - مارچ) اساڑھ (جون - جولائی) اور کاتک (اکتوبر نومبر)

کی پورنماشی سے ہے۔ تشبیہ اور پونروسو دنوں سے مراد وہ دن ہیں جن میں
چاند ان نکشتروں میں ہوتا ہے ۞

نمبر ۶

تمام فرقوں میں مذہبی ذاتی عبادت کی ضرورت

مہاراجہ پریہ درشی فرماتے ہیں -

میں نے اپنے تیرھویں سنہ جلوس میں رعایا کی بہبودی اور خوشحالی کے لئے متبرک فرمان لکھوائے تھے۔ اس غرض سے کہ لوگ اپنی پرانی برائیاں ترک کرکے دھرم میں ترقی کریں ۞

اس طرح رعایا کی بہبودی اور خوشحالی کا ارادہ کرکے میں دور اور نزدیک کے لوگوں کی طرف ایسا ہی متوجہ ہوں۔ جیسا کہ اپنے رشتہ داروں کی طرف۔ تا کر خوش قسمتی سے اُن میں سے کسی کو خوشحالی کی طرف رہنمائی کرسکوں ۞

اسی طرح میں تمام فرقوں کی طرف متوجہ رہتا ہوں۔ اور تمام فرقوں کی تعظیم مختلف طریقوں سے کرتا ہوں۔ مگر تاہم انسان کو اپنے خاص مذہب کی پابندی مجھے ایک بہت بڑی بات معلوم ہوتی ہے ۞

بھوہلر صاحب آخر کے فقرے کا یہ مطلب نکالتے ہیں۔ کہ ایک فرقہ دوسرے فرقے کے ساتھ آزادانہ میل رکھے ۞

نمبر ۷
دھرم کے پرچار کرنے کے وسائل

مہاراجہ پریہ ورشی فرماتے ہیں۔ کہ میرے دل میں یہ خیال آیا کہ جو راجہ پہلے زمانہ میں گزر گئے ہیں۔ اُن کی خواہش تھی کہ انسان ہر صورت سے دھرم کی نمایاں ترقی کریں۔ مگر انسانوں نے حسب آرزو دھرم کی نمایاں ترقی نہیں کی۔ تو پھر کن ذریعوں سے انسانوں کو دین کی پیروی کی ترغیب دی جا سکتی ہے۔ کن وسائل سے انسان دھرم میں نمایاں ترقی کر سکتے ہیں۔ کن ذریعوں سے میں کم از کم ان میں سے چند ایک کو دھرم میں نمایاں ترقی کے لئے آمادہ کر سکتا ہوں۔ اس واسطے مہاراجہ پریہ درشی فرماتے ہیں کہ میرے دل میں یہ خیال آیا۔ کہ میں دھرم کے متعلق سرمن (وعظ) دلواؤنگا۔ اور میں دھرم کے مطابق ہدایات کرونگا۔ تاکہ انسان ان کو سن کر پابند ہوں۔ اور دھرم پر چلنے کے لئے آمادہ ہوں۔ اور دھرم میں بہت نمایاں ترقی کریں۔

اس مقصد کے لئے میں نے دھرم پر وعظ دلوائے۔ اور میں نے دھرم کے متعلق بہت سی ہدایات مشتہر کیں۔ اور میں نے اپنی تعلیم عوام میں پھیلانے کے لئے کارندے مقرر کئے۔ میں نے رعایا میں اپنی تعلیم پھیلانے کے لئے ہزاروں انسانوں کے اوپر کمشنر مقرر کئے۔ اور انہیں ہدایات کیں کہ وہ دھرم کے

متعلق لوگوں کو نصیحت کریں ٭

مہاراجہ پریہ درشی فرماتے ہیں۔ اور زیادہ تر اسی مقصد کو مدِنظر رکھ کر میں نے دھرم کے ستون قائم کئے (یعنی پتھر کے ستونوں پر دھرم کے متعلق ہدایات کندہ کرائیں)۔ میں نے دھرم کے لئے مہا ماترا (مذہبی محتسب) مقرر کئے ٭

مہاراجہ پریہ درشی فرماتے ہیں کہ میں نے سڑکوں پر انسانوں اور حیوانوں کے سایہ کے لئے بڑ کے درخت اور آنبوں کے باغ لگوائے۔ اور ہر ایک آدھ کوس پر کنوئیں کھدوائے اور سرائیں بنوائیں۔ اور جہاں تہاں انسانوں اور حیوانوں کے آرام کے لئے پانی کی بہت سی جگہیں بنوائیں۔ مگر ایسا آرام چھوٹی سی بات ہے ٭

جیسا کہ میں نے کہا ہے۔ پہلے راجاؤں نے بھی دنیا کو مختلف قسم کے فیض پہنچائے ہیں۔ لیکن میں نے جو کچھ کیا ہے محض اس غرض سے کیا ہے۔ کہ انسان دھارمک (دیندار) بن سکیں۔ میرے دھرم مہا ماترا مختلف قسم کے خیراتی کاموں کے سرانجام کرنے۔ سادھوؤں (فقرا) اور گرہستیوں (خانہ داروں) اور تمام فرقوں کے لوگوں کو دھرم کی طرف چلانے میں مصروف رہتے ہیں۔ میں نے یہ بھی انتظام کر دیا ہے۔ کہ وہ بدھ دھرم کے سادھوؤں (سنگھ) کی اور نیز براہمنوں۔ جینیوں۔ اور اجیوکوں غرضیکہ تمام مختلف فرقوں کے لوگوں کی بھلائی میں

مصروف رہیں ﴿

بعض معمولی مجسٹریٹ تو اپنے اپنے خاص کاموں ہی کی نگرانی کرینگے ۔ لیکن دھرم مہا ماترا علاوہ اپنے خاص کاموں کے تمام فرقوں کی نگرانی بھی رکھینگے ﴿

یہ اور دوسرے اعلےٰ افسر شاہی خیرات کے تقسیم کرنے کے لئے جو میری اور رانیوں کی طرف سے ہوتی ہے مقرر کئے گئے ہیں ۔ اور یہ افسر دارالسلطنت اور صوبجات کے شاہی خاندانوں کو قسم قسم کے بہت سے موقعے خیرات کرنے کے بتلاتے رہتے ہیں ﴿ نیک کاموں کی ترقی اور دھرم کو رائج کرنے کے لئے میں نے ان افسروں کو اپنی بیویوں کے لڑکوں اور رانیوں کے لڑکوں کی دی ہوئی خیرات کے تقسیم کرنے کا کام بھی سپرد کر رکھا ہے ﴿ (نوٹ ۔ بیویوں اور رانیوں کے لڑکوں سے شاید اپنی خاص مہارانی اور دوسری ادنے درجے کی بیویوں کے لڑکوں سے مراد ہے ۔ بوہلر صاحب کا خیال ہے ۔ کہ رانیوں سے مہاراجہ کے بزرگوں کی رانیاں مراد ہے) ﴿

کیونکہ نیک کاموں اور دھرم کے رواج کا انحصار انسانوں میں رحم ۔ فیاضی ۔ راستبازی ۔ پاکیزگی ۔ شرافت اور نیکی کی ترقی پر ہے ﴿

جو کچھ نیک کام میں نے کئے ہیں ۔ لوگوں نے اس کی نقل کی ہے ۔ اور ان کی پیروی بھی کرینگے ۔ اور نتیجہ اس کا یہ ہے کہ ماں باپ کی تابعداری ۔ گروؤں (اُستادوں) کی فرمانبرداری

بزرگوں کی تعظیم اور براہمنوں - سادھوؤں - غریبوں - آفت رسیدوں - بلکہ غلاموں اور نوکروں کے ساتھ فیاضانہ برتاؤ کی نیکیوں میں ترقی ہو رہی ہے ۔ اور آیندہ اور زیادہ ہوگی +

مہاراجہ پریہ درشی فرماتے ہیں - کہ دھرم کی ترقی انسانوں میں دو ذریعوں سے ہوتی ہے - یعنی متبرک قوانین کے اجرا سے اور دھیان[1] سے ان دونو ذریعوں میں قوانین کا اثر کم ہے - مگر دھیان کا بہت زیادہ ہے +

اگرچہ میں نے جانوروں کے ذبح کرنے کی ممانعت کی ہے اور اسی قسم کے دوسرے متبرک قانون جاری کئے ہیں لیکن دھرم کی ترقی میں اور جانوروں کو ایذا پہنچانے اور جانداروں کے ذبح کرنے کے پرہیز میں دھیان کا اثر زیادہ تر معلوم ہوتا ہے +

یہ اعلان اس غرض سے کیا گیا کہ جب تک میری نسل جاری ہے - اور سورج اور چاند کی ہستی ہے - تب تک یہ قائم رہے اور انسان میری تعلیم پر عمل کریں - اور اس تعلیم پر عمل کرنے سے اس دنیا اور دوسری دنیا کا حصول یقینی ہے +

میں نے اپنے اٹھائیسویں سنہ جلوس میں یہ فرمان لکھوایا اس کے متعلق مہاراجہ فرماتے ہیں - کہ جہاں کہیں پتھر کے ستون

---

[1] حواس خمسہ سے جو محسوس ہو (یعنی دیکھنے سننے - چکھنے - سونگھنے - چھونے سے) اس کو بار بار بہت دیر تک پیش نظر رکھنے اس پر غور اور فکر کرنے کو دھیان یا تصور کہتے ہیں +

یا سلیں ہوں۔ اُن پر یہ کندہ کیا جائے۔ تاکہ مدت دراز تک قائم رہے ۔

متفرق فرمان

رانی کا فرمان

دوسری رانی کا دان۔

مہاراجہ کے حکم سے ہر ایک جگہ کے افسروں کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ جو کچھ دان دوسری رانی نے کیا ہے۔ خواہ وہ آموں کا باغ ہے۔ یا تفریحی باغیچہ یا خیراتی مسافرخانہ جو کچھ بھی ہے۔ وہ دوسری رانی کروواکی تی وار کی ماتا (ماں) کی طرف سے سمجھنا چاہیئے جس کا پھل (ثواب) اُسی کو ملیگا ۔

کوسمبھی کا فرمان

بدھ دھرم کی ایک دھرم سالہ کو دان

یہ کتبہ جو شہر الہ آباد کے ستون پر رانی کے فرمان کی طرح ملا ہے۔ اس قدر نامکمل ہے۔ کہ اس کا پورا ترجمہ نہیں ہو سکتا اور اس کا ایک حصّہ ایسی ہی خراب حالت میں سانچی کے ستون پر بھی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ اس میں ایک سڑک یا رتھ یاترا (مذہبی جلوس) کا راستہ ایک دھرم سالہ کو دان دینے

کا ذکر ہے ؎

پہاڑی گوپھاؤں کے کتبے

سنہ ۱۳ جلوس سے ۲۰ تک

باراہم پہاڑی کے گوپھاؤں کے کتبے

کتبہ الف یا نمبر ا - راجہ پریہ درشی نے اپنے ۱۲ ویں سنہ جلوس میں یہ برگد کے درخت والی گوپھا اجیوکاؤں کو خیرات میں دی ؎

کتبہ ب یا نمبر ۲ - راجہ پریہ درشی نے اپنے ۱۲ ویں سنہ جلوس میں کھلاٹیکا پہاڑی گوپھا اجیوکاؤں کو خیرات میں دی ؎

کتبہ س یا نمبر ۳ - راجہ پریہ درشی نے اپنے ۲۰ ویں سنہ جلوس میں یہ گوپھا دان دی ؎

علاوہ اس کے مہاراجہ اشوک کے پوتے دسرتھ کے تین کتبے بھی ایسے ہی مضامین کے ہیں - جن میں اس نے اپنی تخت نشینی کے موقع پر واہیکا - گوپیکا - اور واداتھیکا جو کہ ناگرجنی کی پہاڑی میں ہیں اجیوکاؤں کو خیرات میں دیں ؎ جن میں سے صرف ایک کا ترجمہ نمونہ کے لئے کافی ہے -

کتبہ نمبر ۳ اس قدر خراب ہے کہ اس کا ترجمہ نہیں ہو سکتا :-

دسرتھ کا واہیکا گوپھا کا کتبہ

یہ واہیکا گوپھا مہاراجہ دسرتھ نے اپنی تخت نشینی کے بعد قابل تعظیم اجیوکاؤں کو اُن کی اپنی بود و باش کے لئے جب تک کہ سورج اور چاند ہیں دان میں دی ٭

فوٹ - اجیوک ہندوؤں کے سادھوؤں کا ایک فرقہ تھا جو نارائن کے وشنو اوتار کے آپاسک (پوجاری) تھے - اور جن کا ہندوستان کی قدیم مذہبی تواریخ میں ایک ممتاز درجہ ہے ٭

جو فرمان مہاراجہ اشوک کے ابھی تک معلوم ہوئے اُن کی تعداد ۳۴ ہے ٭

مہاراجہ اشوک نے جو دھرم اپنے ان فرمانوں کے ذریعے پرچار کیا ہے۔ اُس کا خلاصہ یہ ہے :-

چٹانی فرمان نمبر ۱

(۱) کوئی جانور قربانی کے لیئے ذبح نہ کیا جائے۔

(۲) تہواروں میں ضیافتیں نہ دی جائیں۔

چٹانی فرمان نمبر ۳

(۳) والدین کی فرمانبرداری اچھی ہے۔

(۴) دوستوں۔ ملاقاتیوں۔ رشتہ داروں۔ براہمنوں اور سادھوؤں سے فراخدلی کا برتاؤ اچھا ہے

(۵) جانداروں کو تکلیف نہ دینی اچھی ہے۔

(۶) اخراجات میں کفایت شعاری اور لڑائی جھگڑے سے بچنا اچھا ہے۔

چٹانی فرمان نمبر ۷

(۷) ضبطِ نفس
(۸) صفائی قلب
(۹) شکرگزاری
(۱۰) دیانتداری

اعلیٰ درجے کے نیک صفات ہیں اور وہ غریب سے غریب شخص بھی جو خیرات کرنے کی طاقت نہیں رکھتا انکو ہمیشہ عمل میں لا سکتا ہے۔

چٹانی فرمان نمبر ۹ و ۱۱

(۱۱) جو فضول رسومات لوگ بیماری۔ شادی۔ بچوں کی پیدائش اور سفر کی روانگی کے وقت نیک شگونی کے لیئے ادا کرتے ہیں۔ اس کے بجائے دھرم کی پاک رسومات ادا کرنی چاہییں۔ اور وہ یہ ہیں۔ نوکروں کے ساتھ مناسب برتاؤ۔ گروؤں کی عزت

پتھر کا فرمان نمبر ١١

جانداروں کی قدر۔ براہمنوں۔ سادھوؤں کے ساتھ فیاضانہ برتاؤ۔ یہ اور اسی قسم کی اور دوسری باتیں دھرم کی پاک رسومات کہلاتی ہیں۔ لوگ کہتے ہیں۔ کہ دان (خیرات) کرنا اچھا ہے۔ لیکن کوئی دان دھرم کے دان سے بہتر نہیں ہے۔ اور کوئی مدد دوسروں کو دھرم کے حصول میں مدد دینے سے بڑھکر نہیں ہے۔ اور کوئی رشتہ دھرم کے رشتہ سے زیادہ مضبوط نہیں ہے۔

پتھر کا فرمان نمبر ١٢

(١) دوسرے سماج (مذہب) کے گرہستیوں ممبروں (اُپاسکوں) اور سادھوؤں کی ویسی ہی عزت کرو۔ جیسے اپنے سماج والوں کی۔ کسی کو اپنے مذہب کی تعریف و توصیف کرتے وقت دوسروں کی مذمّت (نندا) اور سخت کلامی نہیں کرنی چاہئے کیونکہ کسی نہ کسی خوبی کی وجہ سے جملہ مذاہب قابل تعظیم ہیں۔

پتھر کا فرمان نمبر ٩

(١) دھرم سب سے اعلےٰ ہے۔ لیکن دھرم کیا ہے؟ کسی کو ایذا نہ پہنچانا۔ دوسروں کی بھلائی کے لئے بہت سے نیک کام کرنا۔ رحم۔ فیاضی راستبازی۔ اور پاکیزگی دھرم کے بڑے جزو ہیں۔

ستون فرمان نمبر ۳

(۱) انسان ہمیشہ اپنے اچھے کاموں کی طرف نگاہ رکھتا ہے۔ مگر عیبوں کی طرف نہیں دیکھتا۔ اور نہ یہ کہتا ہے۔ کہ میں نے فلاں فلاں بڑے کام کئے ہیں۔ اگرچہ انسان کے لئے اس طور پر اپنا آپ امتحان کرنا مشکل ہے۔ مگر اس کو ہمیشہ خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ فلاں فلاں کام بُرے ہیں۔ مثلاً بے رحمی۔ ظلم۔ غصّہ اور غرور۔

ان فرمانوں میں نہ کہیں خدا کا ذکر ہے۔ اور نہ روح کا مگر یہ باتیں ہر ایک انسان کے لئے خواہ وہ کسی مذہب اور ملت کا ہو۔ ضروری اور لازمی ہیں۔ اور ان کو عمل میں لائے بغیر کوئی انسان کسی سوسائٹی کا مفید ممبر نہیں بن سکتا۔ اور نہ وہ اصلی معنوں میں انسان کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے۔ خواہ وہ ایک خدا کو مانتا ہو۔ یا ۳۳ کروڑ کو۔ خواہ وہ روح کو ابدی مانتا ہو۔ یا اس کا آغاز مانتا ہو۔ نہ اس میں یہ ذکر ہے کہ کونسی کتاب الہامی ہے اور کونسی نہیں +

ساتویں ستونی فرمان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مہاراجہ نے ۸ طریقوں سے دھرم کا پرچار کیا تھا:-

(۱) وعظ دلوا کر۔

(۲) ستونوں پر فرمان کندہ کرا کر۔

(۳) انسانوں اور حیوانوں کو آرام پہنچا کر۔

(۴) دھرم مہاماترا (مذہبی محتسب) مقرر کرکے ۔
(۵) شاہی خیرات کے تقسیم کرنے کا محکمہ مقرر کرکے ۔
(۶) اپنی ذاتی مثال سے ۔
(۷) متبرک قانون جاری کرکے ۔
(۸) دھرم کے اصولوں پر توجہ دینے کی ترغیب دے کر۔

سوانح عمری مہاتما بُدھ دیوجی

جو صاحبان مہاتما بُدھ دیوجی کی زندگی اور بودھ مذہب کے حالات سے پوری پوری واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ وہ سوانح عمری بدھ دیوجی مولفہ شردھے پرکاش دیوجی ضرور مطالعہ کریں ٭

ایک مستند اردو داں فاضل کی رائے ٭ "جب میں نے اول مرتبہ ڈاکٹر پال کیرس کی انگریزی زبان میں تصنیف کی ہوئی "دی گوسپل آف بُدھ" یعنی بُدھ کی منقدس کتاب کو پڑھا۔ تو مجھے از حد شوق ہوا۔ کہ اس کا ترجمہ اردو زبان میں کرکے شائع کیا جائے۔ تاکہ صرف اُردو جاننے والے لوگ بدھ جیسے مہاتما کی پوتر زندگی کے حالات اور اُن کے اُپدیش پڑھ کر فیضیاب ہوں۔ لیکن بڑی خوشی کی بات ہے کہ پرم پوجنیئے شردھے پرکاش دیوجی مہاراج پرچارک براھمو دھرم نے رفاہ عام کے لیئے اور عام لوگوں کے دلوں میں دھارمک اور پوتر جیون کے خیالات پیدا کرنے کی غرض سے ایک کتاب موسومہ "بُدھ دیوجی کی سوانح عمری اور بودھ دھرم کا بیان" بنگالی اور انگریزی کتابوں سے انتخاب کرکے تصنیف کی ہے۔ اس کے چار حصے ہیں۔ پہلے حصہ میں پیدائش سے سادھنا اور سِدّھی تک کے حالات درج ہیں۔ دوسرے حصہ میں دھرم پرچار۔ آخری وقت اور بودھ دھرم کے حالات درج ہیں۔ تیسرے حصہ میں بدھ کی اخلاقی تعلیم اور بُدھ تمثیلیں اور کہانیاں درج ہیں۔ چوتھے حصہ میں بُدھ سنگھ

بودھ دھرم شاستر۔ عیسائی مذہب اور بودھ مذہب میں مشابہت
بودھ مذہب کا اصلی صورت پر قائم نہ رہنا اور مختلف صورتیں قبول
کرنا۔ بودھ دھرم کا عروج و زوال۔ تے نتیجہ تُست درج ہیں۔
یہ چاروں حصے چھپ کر تیار ہیں اور ان کی قیمتیں ۴ ر و ۸ ر و
۴ ر و ۱۰ ر ہیں۔ ان حصّوں کی خوبی پڑھنے سے معلوم ہوتی ہے
بُدھ دیوجی مہاراج کی سوانح عمری نہایت دلچسپ پیرایہ میں بیان
کی گئی ہے۔ اُردو عبارت شُستہ سلیس اور بامحاورہ ہے۔ ہر ایک
حصے میں اخلاقی تعلیم کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔ اور ہر ایک حصّہ کے
شروع میں جو دیباچہ مصنّف نے لکھا ہے۔ وہ اس حصہ کا لبِ لباب
ہے۔ اور پڑھنے کے لائق ہے۔ جو شخص صدق دل سے ان
حصّوں کا مطالعہ کریگا یقین ہے کہ اُس کی زندگی سُدھر جائیگی۔
اور گمراہی سے راستی اور نیکی کی طرف مائل ہوگی۔ میری رائے
میں ایسی عمدہ عمدہ کتابوں کا ذخیرہ ہر ایک شخص کے پاس ہونا
چاہئیے۔ منشی لعل ایم اے۔ گورنمنٹ پنشنر لاہور"۔

قیمت ہر چہار حصہ ایکروپیہ دس آنے (۱۰؍عہ)

نوٹ:۔ علاوہ اس کے مہاراجہ صاحب بڑودہ۔ محکمہ تعلیم پٹیالہ۔ اور پنجاب
ٹیکسٹ بُک کمیٹی نے انعام اور لائبریریوں کے واسطے منظور فرمائی ہے۔

ملنے کا پتہ:۔

لالہ رام نرائن گپتا بی اے۔ ایل ایل بی۔ سیکنڈ ماسٹر
دیال سنگھ ہائی سکول لاہور

صرف ٹائیٹل راوی پرنٹنگ ورکس لاہور میں
باہتمام منشی رام اگروال چھپا

صرف سرورق یونیورسل پریس لاہور میں
باہتمام مسٹر غلام قادر مسیحی پرنٹر کے چھپا

DATE DUE

This book is due on the date last stamped. A fine of 1 anna will be charged for each day the book is kept over time.